صدارتی ایوارڈ یافتہ

# ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

ایک خوبصورت تناظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت کا واضح نمونہ
جسے پڑھ کر آپ کا ہر دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جائے گا



ابو طلحہ محمد اظہار الحسن محمود

ایک خوبصورت تناظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی سیرت کا واضح نمونہ
جسے پڑھ کر آپ کا ہر دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو جائے گا

مرتب
ابو طلحہ محمد اظہار الحسن



الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور پاکستان فون: ۰۴۲-۳۷۲۱۲۷۶۲، ۳۷۱۲۲۹۸۱

## عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

مسلمان ہونے کی حیثیت سے کوئی بھی شخص قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تاہم سہواً جو اغلاط ہو گئی ہوں ان کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا گیا ہے۔ انسان، انسان ہے، اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کوئی غلطی یا خامی آپ کی نظر سے گزرے تو ہمیں اطلاع کریں تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

ادارہ آپ کے تعاون کے لیے انتہائی ممنون ہو گا۔



سلسلہ مطبوعات: 351

2012ء

محمد شاہد عادل

نے زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار، لاہور سے شائع کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ

# انتساب

وہ لوگ کتنے خوش نصیب تھے؟

جنہوں نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو پایا،

نگاہِ محبت سے لذتِ دیدار حاصل کی،

حضور ﷺ کی معیت میں چلے پھرے،

آپ کی پاکیزہ مجلس میں بیٹھنے کا سعادت جن کے حصے میں آئی،

حضور ﷺ ان سے مخاطب ہوئے،

انہیں نام لے کر پکارا،

وہ لبیک کہہ کر حاضرِ خدمت ہوئے،

اور آقا علیہ السلام کے ہر حکم پر یوں سرِ تسلیم خم کیا کہ اللہ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے وفا کی اور اُن سے وفا امت کے ہر فرد پر لازم ہوگئی۔

بس میں اپنی یہ کتاب بلکہ زندگی کا ہر حرف محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے ان جانثاروں کے نام کرتا ہوں۔

ابوطلحہ

# فہرست

## رائے گرامی

حضرت اقدس مولانا **خواجہ خلیل احمد** صاحب دامت فیوضہم
مسند نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں شریف

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سیدنا محمدن المصطفیٰ اما بعد! قال النبی ﷺ خیر الحدیث کلام اللہ وخیر الهدی هدی محمد ﷺ۔

انسان، بدن اور روح سے مرکب ہے۔ بدن کو روح سے حیات ملتی ہے اگر روح نہ ہو تو یہ بے کار ہے اور روح کو سیرتِ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے حیات ملتی ہے اگر یہ حیاتِ طیبہ روح کو حاصل نہ ہو تو روح مُردہ اور بے کار ہے لہٰذا سیرتِ طیبہ کو ''رُوح الرُّوح'' کا مرتبہ اور مقام حاصل ہے۔

حضرت مولانا ابوطلحہ محمد اظہار الحسن صاحب دامت برکاتہم نے اپنی تالیفِ لطیف مسمیٰ بہ ﴿ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ﴾ میں آپ علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کو انوکھے انداز میں پیش فرمایا ہے جو یقیناً روح کی حیاتِ جاودانی بخشنے والی ہے۔

فقیر دل سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماوے اور حیاتِ روح کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

فقیر ابوسعد خلیل احمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ

۲۴/۸/۱۴۳۳ھ

## تقریظ:

عظیم اسکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری صاحب

﴿ وائس چانسلر یونیورسٹی آف سرگودھا ﴾

اس کارگہِ عالم میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے نہ صرف اعلیٰ ترین تعلیمات پیش فرمائیں بلکہ ان پر مکمل طور پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ آپ کی حیاتِ طیبہ قرآنِ پاک کی عملی تفسیر تھی۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے حضور ﷺ کے اخلاق سے متعلق سوال کیا تو انہوں نے نہایت مختصر اور جامع جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کان خلقہٗ القرآن ''آپ کا خُلق قرآن مجید تھا'' یعنی جن محاسن اخلاق کو اپنانے کا قرآن نے حکم دیا ہے آپ میں بدجہ اتم موجود تھے اور جن رذائل اخلاق سے قرآن نے روکا ہے، آپ ان سے پورے طور پر منزّہ ومبرّا تھے اور تو اور، کوئی نبی بھی اس سلسلہ میں آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ پایا۔

بقول امام بوصیری:

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِی خَلْقٍ وَّفِی خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِی عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٖ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم ٦٨ : ٤) '' بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں۔'' اگر اہم دیگر مذہبی رہنماؤں اور ہادیانِ عالم کی زندگیوں پر نگاہ ڈالیں تو کوئی ایک ہستی بھی ایسی نظر نہیں آتی جو محفوظیت، جامعیت، عالمگیریت، اکملیت اور کامیابیوں و کامرانیوں کے اعتبار سے حضور ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات کی ہم پلہ ہو۔

دیگر نامور لوگوں کا تو ذکر ہی کیا خود انبیاء کرام علیہم السلام، جن کی تعداد روایات میں

ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان ہوئی ہے، میں سے اکثر و بیشتر کے حالات تو ایک طرف، نام تک دنیا کو معلوم نہیں ۔ جن بہت تھوڑے انبیاء کے سوانحی حالات میسر ہیں وہ بھی پورے کے پورے مستند و معتبر ہیں اور نہ مکمل ۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، جن کے عیسائی پیروکار اس وقت دنیا میں کسی بھی دوسرے مذہب کے ماننے والوں سے زیادہ بتائے جاتے ہیں، کے حالاتِ زندگی کے بہت سے پہلو نامعلوم ہیں لیکن آنجناب علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک لمحہ غیر معمولی طور پر محفوظ بھی اور مستند بھی ۔ خود بہت سے مغربی اہلِ قلم نے تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات تو در کنار آپ کی ذات سے متعلق اشیاء کے حالات کو بھی پورے طور پر محفوظ کر لیا گیا ہے ۔

ذاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ہر طبقۂ انسانی کے افراد کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہے ۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس سے متعلق آپ کی سیرتِ اطہر میں روشنی اور رہنمائی موجود نہ ہو ۔ شوہر ہو یا والد، منتظم ہو یا مُنصِف، سپہ سالار ہو یا سربراہِ حکومت، ہر ایک کے لئے بیک وقت بہترین آئیڈیل ہونا آپ کی وہ خصوصیت ہے جس میں جملہ ہادیانِ عالم میں سے کوئی بھی آپ کا ہمسر نہیں ۔ تمام دیگر انبیا اور رہنمایانِ انسانیت میں الگ الگ جو اوصاف ہیں وہ سب حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس میں جمع ہو گئے ہیں :

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جہاں تک عملیت کا تعلق ہے اس میں بھی حضور ﷺ سب سے منفرد و ممتاز ہیں ۔ مفکرین و فلاسفہ میں سے اکثر و بیشتر تو ہوتے ہی محض گفتار کے غازی ہیں، سو ان کی زندگیوں کو حیاتِ مبارکہ سے کچھ نسبت ہی نہیں ۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام جو اپنے کہے پر عمل کر کے دکھانے میں بنی نوعِ انسان میں سب سے نمایاں ہیں، میں بھی نبی آخر الزمان ﷺ کا مقام سب سے بلند ہے ۔ ایسی مثالیں کہیں نہ ملیں گی کہ اصحابِ رسول اِبتلا و آزمائش کی گھڑی میں بھوک کی وجہ سے پیٹ پر ایک پتھر باندھے ہوئے ہیں تو

رسول اللہ ﷺ دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ امتیوں کو اپنے مال میں سے زکوٰۃ و صدقات کا حکم ہے اور نبی اللہ ایک پائی بھی اپنے پاس نہیں رکھ رہے بلکہ قرض لے کر حاجت مندوں کی حاجت روائی کر رہے ہیں۔ پھر حضور ﷺ سے پہلے جو نبی اور رسول آتا اس کی رسالت ایک خاص قوم یا علاقے تک محدود ہوتی مثلاً حضرت صالح علیہ السلام، قومِ ثمود کی طرف، حضرت ہود علیہ السلام قومِ عاد کی طرف اور حضرت شعیب علیہ السلام، اصحاب الایکہ کی طرف نبی بن کر آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔'' قوم و مقام کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء کا وقت اور مدت بھی محدود ہوتی جبکہ حضرت محمد ﷺ کی یہ خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے کہ آپ کی بعثت، بعثتِ عظمیٰ ہے اور آپ تمام بنی نوع انسان کے لئے اور رہتی دنیا تک کے لئے نبی اور رسول ہیں۔

ارشادِ الٰہی ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الأعراف ۷: ۱۵۸)

''کہئے! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

ایک اور جگہ فرمایا: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا ۳۴: ۲۸)

''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

آپ ﷺ کا اپنا ارشاد ہے:

كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً

''مجھ سے پہلے نبی ایک خاص قوم کے لئے مبعوث ہوتا جبکہ میں پوری انسانیت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔''

اکملیت کے پہلو سے دیکھیں تو بھی آپ ﷺ سب رہنمایانِ انسانیت سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ بلا شبہ تمام انبیا کا دین اسلام ہی رہا اور اسی کی انہوں نے لوگوں کو دعوت دی ہے تاہم ہر نبی کو احکام وقتی و عصری تقاضوں کے پیش نظر دیے جاتے رہے۔

جن میں تبدیلی و اضافہ کی گنجائش ہوتی تھی لیکن حضور ﷺ پر یہ دین ہر لحاظ سے پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ آپ کو ایسے جامع اور ہمہ گیر اصول سکھا دیے گئے کہ آپ کے پیروکار قیامت تک کے لئے ہر زمانے اور ہر قسم کے حالات میں پیش آمدہ مسائل کے حل معلوم کر سکیں۔ حضور ﷺ کو کامل صورت میں عطا ہونے والا دین چونکہ خدا کا پسندیدہ دین ہے (المائدہ ۵:۳) اس لئے اگر کوئی شخص اس دین میں تبدیلی و اضافہ کرے گا یا کسی اور دین کا پیرو بنے گا تو اس کا وہ دین اس کی جناب میں مردود ہوگا۔ (آل عمران ۳:۸۵)

جو کامیابیاں و کامرانیاں حضور ﷺ کو اللہ نے عطا فرمائیں وہ بھی کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آئیں۔ آپ نے تن تنہا انتہائی نامساعد حالات میں دعوتِ حق کا آغاز کیا ابتداءً صرف چند لوگوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا باقی تمام لوگ آپ کے خون کے پیاسے تھے اور انہوں نے عزم صمیم کر رکھا تھا کہ اسلام کے چراغ کو ہر صورت گل کر کے رہیں گے اس وقت کسی عام آدمی کے لئے یہ گمان کرنا بھی مشکل تھا کہ چند ہی سالوں میں آپ کو وہ عزت و سرفرازی اور شانِ محبوبی عطا ہو جائے گی کہ آپ کی جان کے لاگو آپ کے اشارۂ ابرو پر اپنی جانیں قربان کرنے کو سعادتِ دارین سمجھنے لگیں گے لیکن چشمِ فلک نے دیکھا کہ کچھ ہی برس بعد آپ کی حیاتِ طیبہ ہی میں پورا ملک عرب اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے گونج اٹھا، جسے دبانے کی خاطر عرب کے مشرکین اور اہلِ کتاب نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ پوری انسانی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی کسی قوم کے عقائد و اخلاق اور اعمال میں یوں انقلابِ عظیم برپا ہو گیا ہو۔ بعدازاں حضور ﷺ کی برپا کردہ تحریک اس زور سے اٹھی کہ ایشیا، افریقہ اور یورپ کے بڑے حصے پر چھا گئی اور مشارق و مغارب میں اس کے اثرات پھیل گئے۔

یقیناً ایسا بے مثل انسان ہی اس بات کا اہل تھا کہ وہ اس بے نظیر انعام کا مستحق ٹھہرے کہ خالقِ کائنات کی طرف سے ارشاد ہو:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۳۳ : ۲۱)

''بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ (ﷺ کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔''

اور بے شک وہی اس لائق ہے کہ ہر فردِ انسانیت اس کی سیرت سے اکتسابِ نور کرے۔

میرے کرم فرما مولانا جناب محمد اظہار الحسن محمود صاحب عشقِ رسول ﷺ سے سرشار اور اصلاح وفلاحِ امت کا درد رکھنے والے انسان ہیں آپ کی کئی کتب شائع ہو چکی ہے جن کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ نہایت خلوص کے ساتھ لوگوں کو تعلیمات وسنتِ نبوی پر عمل کے لئے مہمیز لگانا چاہتے ہیں تاکہ ان کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت بھی۔ یہ جذبہ اور یہ عمل بلاشبہ قابل مبارکباد بھی اور قابلِ رشک بھی۔

زیرنظر کتاب میں آپ نے حضور کی سیرت طیبہ کو اس خوب صورت انداز سے پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے میں حضور ﷺ کے مبارک معمولاتِ حیات کو اپنی زندگی میں جاری وساری کرنے کا اشتیاق پیدا ہو۔ وہ کوشش کرے کہ اس کی رات ایسی گزرے جیسے حضور ﷺ کی رات گزرتی تھی۔ اس کی نمازِ تہجد اور فجر ایسے ادا ہو جیسے حضور ﷺ کی ہوتی تھی۔ اس کی عائلی زندگی، اس کی معاشرتی زندگی، اس کی تجارت، اس کے انتظامی معاملات وغیرہ ہر روز ایسے ہوں جیسے حضور ﷺ کے ہوتے تھے۔ اس کی نمازِ ظہر، نماز جمعہ، نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء اور دیگر نمازیں ایسے ہی پڑھی جائیں جیسے حضور ﷺ پڑھتے تھے۔ وعلیٰ ہذا القیاس، وہ اپنی پوری زندگی کا ہر دن حضور ﷺ کے گزارے ہوئے دن کو سامنے رکھ کر گزارے اور یوں دنیا وآخرت کی فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہو۔

ناظرین محترم!

اس زندگی نے تو جیسے تیسے گزرنا ہی ہے۔ سعادت اور خوش بختی اسی میں ہے کہ

اسے طریقۂ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق گزارا جائے۔ محترم مولانا اظہار الحسن محمود نے "ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ" تصنیف کر کے اس طرح کی زندگی کے لئے ایک نہایت ہی حسین و بے نظیر تحریک کی سبیل پیدا کی ہے۔ کتاب کو دیکھ کر دل بے اختیار کہتا ہے

ع تری آواز مکے اور مدینے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو سیرتِ طیبہ کی روشنی میں زندگی گزارنے کا ایک کامیاب ذریعہ بنائے۔ مؤلف کا زورِ قلم اور بڑھائے۔ و جزاہ بمنتہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

محمد اکرم چوہدری
وائس چانسلر، یونیورسٹی آف سرگودھا

# حرفِ مدعا

حضور ﷺ کے حالاتِ زندگی، آپ کے صبح وشام، آپ کی مبارک ادائیں ایک نئے انداز میں، جدید اسلوب کے ساتھ اور دل موہ لینے والے انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

میری کتاب کا نام ﴿ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ﴾ ہے یعنی قرآن وسنت کی وساطت اور روشنی سے آپ کے شب و روز کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ جس سے عملی راہنمائی ملنا بالکل آسان ہو جائے۔ میں نے کتاب کی ابتدا حضور ﷺ کے سحری کے بابرکت لمحات سے کی ہے اور اُس وقت کے جس قدر معمولات و واقعات (جو کہ مختلف اوقات و اَدوار میں آپ کی مبارک زندگی کا حصہ بنے تھے) انہیں یکجا ذکر کر دیا ہے۔

اسی طرح نمازِ فجر اور اس کے بعد کے معمولات و واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ سب صرف ایک خاص دن میں پیش آئے ہوں بلکہ زندگی بھر کے ایسے واقعات جن کی مناسبت اس وقت سے تھی وہ ایک حسین پیرائے میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح دن بھر کے مبارک معمولات اور رات سونے تک کے پاکیزہ احوال کو مذکورہ نہج پر ہی جمع کیا گیا ہے تاکہ کتاب کے عنوان کا حُسن بھی قائم رہے اور رسولِ رحمت ﷺ کی سیرت کے بہت سے گوشے عملی اعتبار سے سامنے آ جائیں اور عمل کرنے والوں کے لئے موقع کی مناسبت سے ہر عمل آسان ہو جائے۔

باقی یہ تو کہا ہی نہیں جا سکتا کہ سیرت کے حوالے سے جو کچھ تھا وہ میں نے اس کتاب میں ذکر کر دیا ہے درحقیقت یہ بات دنیا کا کوئی بھی سیرت نگار کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں اسے رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور اسوۂ حسنہ کا اعجاز سمجھتا ہوں اور یقین سے کہتا ہوں کہ سارے دنیا کے انسان بھی روئے زمیں کے سارے درختوں

کی قلمیں بنا کر، دریاؤں اور سمندروں کو بطور روشنائی استعمال کرتے ہوئے کائنات کے سب اوراق پر اللہ کے آخری پیغمبر، اولین و آخرین کے سردار، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زندگی کے جملہ نقوش کو تحریر میں لانے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

بارگاہِ رب ذوالجلال میں التجا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا اور اپنے حبیب ﷺ کا ہر حال میں مطیع فرماں بردار رکھے اور مسلم اُمہ کو قرآن و سنت کا سچا شعور بخشے، اپنی معرفت کا نور عطا کرے اور رحمتِ دوعالم ﷺ کی محبت و اطاعت کا جذبۂ صادق عطا فرمائے اور اہلِ اسلام کو ہر طرح کی محکومی سے نکال کر پھر سے شوکت و غلبہ نصیب فرمائے۔

اللہ کریم سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہِ قُدس میں شرفِ قبول بخشے اور میرے لئے دونوں جہانوں کی کامرانیوں کا سبب بنائے۔ جانتا ہوں کہ میں علم و عمل اور رونقِ اخلاص سے تہی دامن ہوں بس یہ اسی کی شانِ کریمی ہے کہ ہاتھ پکڑ کر چلائے جاتی ہے میں اس کا دل وجاں سے شکر ادا کرتا ہوں اور اپنی اس چودھویں کتاب کی اشاعت پر پھر سے اسی کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتا ہوں۔

یہ کتاب بظاہر تو ﴿ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ﴾ ہے لیکن عمل کی نیت سے اس کا بغور مطالعہ آپ میں یہ ذوق پیدا کر دے گا کہ آپ کا ''ہر دن حضور ﷺ کے ساتھ'' ہو جائے گا۔ مجھے اپنے کریم رب سے اس کی بے حد امید ہے۔

فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ

حضور ﷺ کا ایک ادنیٰ سا غلام

ابوطلحہ

خادم مرکزی جامع مسجد بلاک 1 جوہر آباد ضلع خوشاب

0300 6077954

# پہلے مجھے پڑھیئے!

میری اس کتاب کا نام ﴿ایک دن حضور ﷺ کے ساتھ﴾ ہے۔ جس سے میرا مقصود یہ ہے کہ لوگ رسولِ کریم ﷺ کی سیرت کے شب و روز اور اس کے عملی پہلوؤں سے آگاہ ہو جائیں چنانچہ حضور ﷺ کی چوبیس گھنٹے کی زندگی کے اعمال و افعال اور حالات و واقعات کو میں نے پھولوں کی لڑی میں پرو کر ایسے خوبصورت تناظر اور تسلسل میں پیش کیا ہے جیسے وہ کسی ایک ہی دن کے اعمال و افعال ہوں...... درحقیقت وہ جدا جدا ہیں لیکن زمانی یا مکانی اعتبار سے ایک دوسرے سے مناسبت ضرور رکھتے ہیں ...... کہیں تھوڑی اور کہیں زیادہ۔

میں چاہتا ہوں کہ کتاب کے ہر قاری کو میرے اسلوبِ تحریر کا پہلے ہی سے علم ہو تا کہ وہ اس کتاب کی گہرائی کا اِدراک بھی کر سکے اور ہر لفظ اور ہر سطر کے پڑھنے کے ساتھ اس کی دل کی کلیاں کھلتی جائیں۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

ابو طلحہ

# حضور اپنے گھر میں آرام فرماتے ہوئے!

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ اپنی ازواج کے ہاں باری باری قیام فرماتے اور سب میں عدل و مساوات قائم فرماتے تھے۔ آج زوجۂ رسول، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ کے ٹھہرنے کی باری ہے۔

## نبی علیہ السلام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاکیزہ حجرہ میں:

حُجرۂ عائشہ میں ہر چیز بڑے قرینے سے رکھی ہے۔ پانی کا مشکیزہ [1] ایک جانب دیوار کے کھونٹے کے ساتھ لٹک رہا ہے۔ ایک جانب ذرا اونچی سی جگہ ہے جس پر پینے کا پیالہ رکھا ہوا ہے یہ لکڑی کا موٹا سا ایک پیالہ ہے جس کے گرد لوہے کی پتری لگی ہوئی ہے۔ [2]

رسولِ کریم ﷺ کھجور کے پتوں سے بُنی ہوئی چارپائی [3] پر نیند فرما رہے ہیں چارپائی کے پاس ہی آپ کے دوہرے تسمے والے خوب صورت نعلین [4] قرینے سے رکھے ہوئے ہیں آپ کا بستر ایک موٹی چادر کو دوہرا کر کے لگایا گیا ہے۔ ایک روز اس چادر کی چار تہہ لگا کر بستر موزوں کیا گیا تو صبح آپ نے اس سے منع فرمایا کہ یہ وقتِ سحر اٹھنے میں مانع ہوتا ہے۔ [5] اسی طرح ایک انصاری صحابیہ نے آپ ﷺ کا بستر دیکھا تو ایک اچھا نرم بستر جس میں اُون بھری ہوئی تھی تیار کر کے آپ کے ہاں بھجوایا تو آپ نے وہ واپس کرا دیا اور ارشاد فرمایا: یہ بارگاہِ ایزدی میں صبح دم کھڑا ہونے میں مانع

---

1. صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ
2. الشمائل للترمذی، باب: ما جاء فی قدح رسول اللہ ﷺ، رقم: ١٩٥
3. صحیح مسلم، کتاب الفضائل، من فضائل ابی موسٰی وابی عامر الأشعریین
4. سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب: صفۃ النعال، رقم الحدیث: ٣٦٠٤
5. الأنوار فی شمائل النبی المختار ﷺ، جز ١، ٢٩٦، رقم: ٨٣٥

ہوتا ہے اس لئے میں اسے پسند نہیں کرتا واللہ! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑوں کو چلا دے میں جہاں جاؤں وہ میرے ساتھ ساتھ چلیں مگر میں ایسا نہیں چاہتا۔ ❶

## نرم بستر کی فرمائش آپ ﷺ نے رد فرمادی:

بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے نرم بستر قبول فرما لینے کی درخواست بھی کی لیکن آپ ارشاد فرما دیتے: مجھے دنیاوی راحت و آرام سے کیا کام! میری مثال تو اس راہ چلتے مسافر کی ہے جو کچھ دیر کے لئے کسی درخت کے نیچے آرام کے لئے ٹھہر گیا ہو۔ ❷

آپ ﷺ اپنے اس دوہری چادر کے بستر پر آرام فرما ہیں۔ حجرے میں ایک جانب کچھ اونچی جگہ پر چند اشیاء سلیقے سے رکھی ہوئی ہیں جن میں ایک لکڑی کی ڈبیہ ❸ ہے جو آپ کا عطردان کہلاتا ہے۔ ایک طرف آپ کا سفید رنگ کا سحاب نامی عمامہ ❹ ادب سے رکھا گیا ہے جس میں ٹوپی ❺ بھی سجی ہوئی ہے۔ ایک جانب چند کپڑے شائستگی کا نمونہ بنے رکھے ہیں۔

## مبارک پیشانی پر پسینے کی بوندیں:

رسولِ کریم ﷺ اپنے معمول کے مطابق دائیں کروٹ پر سو رہے ہیں آپ کے بدن پر اور مبارک پیشانی پر پسینے کی بوندیں موتیوں کی مانند روشن ہیں ❻ سارا گھر آپ ﷺ کے پسینے کی پاکیزہ مہک سے معطر ہو رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے بدنِ اطہر کی خوشبو ❼ بہت اعلیٰ ہوا کرتی تھی لیکن اس کے باوجود بھی آپ خوشبو استعمال

---

❶ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ۳۵۷/۷

❷ مسند احمد، بدایة مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۲۶۰۸

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الترجل، باب: ماجاء فی استحباب الطیب

❹ الشمائل الشریفة للسیوطی، صفحہ: ۳۰۲

❺ زاد المعاد، ۱۳۵/۱۔ قاعدة تتضمن ذکر ملابس النبی وداوبہ وسلاحہ، لابن تیمیہ، ۵۳/۱

❻ صحیح مسلم، الفضائل، باب: طیب عرق النبی ﷺ والتبرک بہ ❼ سنن ترمذی، کتاب البر، باب: فی خلق النبی

فرمایا کرتے تھے۔ جس گلی سے گزر جاتے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو خوشبو سے ہی پہچان لیتے تھے [1] بسا اوقات مصافحہ کرنے والے کے ہاتھ سے یا جس کے سر پر ہاتھ پھیرتے اس کے سر سے بھی خوشبو آنے لگ جاتی تھی۔ [2] آپ ﷺ کے خادمِ خاص، سیدنا انس رضی اللہ عنہ وفورِ محبت میں فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے پسینہ سے بڑھ کر دنیا کی کوئی خوشبو نہیں دیکھی۔ [3]

## آہِ سحر گاہی کے لئے آپ ﷺ بیدار ہوتے ہیں:

رات اپنے نصف سے کچھ آگے بڑھی ہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلو بدلا اور بارگاہِ ربِ ذوالجلال میں حاضر ہونے کے لئے یہ کلمات کہتے اٹھ کھڑے ہوئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ [4]

تمام حمد و شکر اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا بلا شبہ اسی کی جانب ہی لوٹ کر جانا ہے۔

## آپ ﷺ مسواک کرتے ہوئے:

آپ ﷺ اپنے چہرے اور آنکھوں پر ہلکے ہلکے ہاتھ پھیرتے نیند کا اثر دور فرماتے ہیں [5] اپنے بستر کو ایک جانب موزوں کرتے ہوئے اٹھتے ہیں جوتے زیبِ قدم فرماتے ہیں اور کھڑکی میں کھڑے رخ پر رکھی پیلو کی جڑ [6] کی مسواک اٹھاتے ہیں اسے ہاتھ میں یوں پکڑتے ہیں کہ درمیان کی تین انگلیاں اوپر، چھنگلیا اور انگوٹھا نیچے آجاتا ہے۔ دائیں [7] جانب کے دانتوں سے چوڑے رُخ [8] پر مسواک کی ابتدا فرماتے ہیں اسی طرح پھر نیچے والے دانتوں کو خوب مسواک فرماتے ہیں پھر زبان پر [9] بھی نرمی

---

[1] خصائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی، شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ، باب: رسول اللہ ﷺ کے بستر کا بیان

[2] حوالہ بالا۔ [3] سنن ترمذی، کتاب البر، باب ما جاء فی خلق النبی ﷺ

[4] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: وضع الید الیمنیٰ تحت الخد الأیمن

[5] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: قرأة القران بعد الحدث وغیرہ

[6] الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف ۱/۱۰۰ [7] ابو یعلیٰ، ۹/۲۰۹ عن ابن مسعود

[8] سنن الکبریٰ للبیهقی، ۱/۴۰، رقم الحدیث: ۱۷۳ [9] سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: کیف یستاك

سے مسواک پھیرتے ہیں یہاں تک کہ حلق سے اُع اُع کی بھی کچھ آواز سنائی دیتی ہے۔ ❶

## حضور ﷺ وضو فرماتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ لٹکے ہوئے مشکیزے کا بند کھول کر ایک برتن میں کچھ پانی لیتے ہیں ❷ اور بیٹھ کر بسم اللہ پڑھ کر وضو فرمانے لگتے ہیں اعضاءِ وضو کو تین تین بار دھونا ❸ آپ کا پسندیدہ معمول ہے سر پر مسح فرماتے ہیں، ڈاڑھی اور انگلیوں کا خلال بھی فرماتے ہیں ❹ ایڑیوں کو خوب دھویا کرتے ہیں اور اعضاءِ وضو سے بال برابر کوئی جگہ خشک نہیں رہنے دیتے لیکن اس کے باوجود پانی بہانے میں اِسراف آپ کو نہایت ناپسند ہے۔ ❹ آپ ﷺ دورانِ وضو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے اور دنیا و آخرت کی بھلائی مانگتے جاتے ہیں۔ ❺

## وضو کے بعد کی دعا:

وضو کے بعد آپ ﷺ کی پسندیدہ دعا اور شہادت کے بابرکت کلمات:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ❻

اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی کے کلمات کے علاوہ آپ ﷺ نے امت کو یہ دعائیہ کلمات پڑھنے کی ترغیب بھی دی ہے:......

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا!

---

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب: كيف يستاك۔ صحيح بخاری، کتاب الوضوء، باب: السواك

❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: قراءة القرآن بعد الحدث وغیره

❸ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: الوضوء ثلاثا ثلاثا

❹ سنن ترمذی، الطهارة، باب ما جاء فی تخلیل الأصابع، باب ما جاء فی تخلیل اللحیة

❺ سنن البیهقی الکبری، ۱/۱۹۶، رقم الحدیث: ۹۰۰۔ و۔ شرح ریاض الصالحین للعثیمین ۱/۱۳۸۰

❻ عمل الیوم واللیلة لابن سنی، صفحه: ۵۰، رقم: ۲۸

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے پھر یہ مذکورہ الفاظ پڑھ لے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ [1]

## اس وقت اِن آیات کی تلاوت آپ ﷺ کا معمول ہے:

پھر آپ درج ذیل آیات پڑھتے اور اپنے رب سے کچھ مناجات کرتے ہیں:

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ ﴾ [2] [ آلِ عمران: آیت ۱۹۰ تا اختتامِ سورہ ]

## نمازِ تہجد، شہنشاہِ اعظم کی بارگاہ میں حاضری:

پھر اللہ کے رسول ﷺ عجز و نیاز کے پیکر بن کر اپنے پیارے معبود کے سامنے نمازِ تہجد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

- کائنات کے سب سے عظیم انسان کائنات کے خالق و مالک کے سامنے!
- سب سے بڑے عابد اپنے معبودِ حقیقی کو مناتے ہوئے!
- محمد ﷺ سب سے زیادہ لائقِ تعریف ہستی کی حمد بجالاتے ہوئے!
- امت کے سچے خیر خواہ اپنی امت کو بخشوانے کے لئے رب کے حضور!
- کائنات میں اللہ کے قرآن کو سب سے بہتر انداز سے پڑھنے والا قاری

پورے سوز اور درد کے ساتھ شہنشاہِ اعظم کا کلام پڑھ رہا ہے رات خود اپنے وجود پر فخر سے اِترا رہی ہے کہ اس کی سیاہی کو حضور کا مکھڑا جگمگا رہا ہے آسمان جھک جھک کر محبوب ِ ربِّ ذوالجلال کو اشک بار آنکھوں سے سلام کر رہا ہے چاند آسمان کے ایک اُفق پر اپنے وجود کو آمنہ کے لال کے سامنے بے نور سا محسوس کرتے ہوئے شرمندہ ہے بلاشبہ زمین کا وہ خطہ خوشی سے نہال ہے جس پر نبیوں کا امام اپنی بندگی کے لازوال نقوش ثبت کر رہا ہے۔

## اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوتی ہیں:

رات کے اندھیرے میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو پہلو بدلا تو اللہ کے

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الطهارة عن رسول الله ﷺ، باب: فيما يقال بعد الوضوء

[2] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب: في صلاة الليل

محبوب ﷺ کو بستر پر نہ پایا آپ نے اپنا ہاتھ ذرا اِدھر اُدھر پھیر کر دیکھنا چاہا کہ آپ کہاں ہیں تو آپ کے ہاتھ پیارے آقا کے قدموں کے تلوے پر لگے جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سجدے میں ہیں اور کچھ دعائیہ کلمات اپنی زبان سے ادا فرما رہے ہیں۔

## امت کے حق میں آقا علیہ السلام کی دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کانوں کو آپ ﷺ کے سر کے قریب کیا تو امت کے غم خوار آقا کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے:......

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

اے اللہ! میں تیری رضا چاہتے ہوئے تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیری معافی اور درگزر کے ساتھ ہر طرح کی پکڑ سے بچنا چاہتا ہوں نیز تیری رحمت کے صدقے تیرے عذاب سے پناہ کا طالب ہوں اور میں تیری ثناء وتعریف کماحقہٗ کرنے سے قاصر ہوں۔ پس تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثنا خود کی ہے۔ [1]

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہرِ نامدار کو مصروفِ عبادت دیکھتی ہیں تو بارگاہِ رب العالمین میں حاضری کے لئے خود ہی اٹھ جاتی ہیں جبکہ پہلے آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ بڑی نرمی اور شائستگی سے انہیں اٹھایا کرتے تھے۔ پھر آپ باوضو ہو کر نہایت باوقار انداز میں مصلّی عبادت، حجرہ کے ایک گوشہ میں آپ سے ذرا پیچھے لگا لیتی ہیں اور قبولیت کے اوقات ولحات میں اپنے پیارے اور عظیم شوہر کی معیت میں اپنے رب کو منانے لگ جاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی یہ محبوب ہستیاں اپنی آہوں اور سسکیوں سے حجرے کی در و دیوار کو رُلا دیتی ہیں اور آسمان کے فرشتے رشکِ عبدیت میں انگشت

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب: ما یقال فی الرکوع والسجود

بدنداں دکھائی دیتے ہیں۔

## آہِ سحر گاہی میں رُلا دینے والا منظر:

قیام اللیل کی ان بابرکت لحات میں رسولِ کریم ﷺ تلاوت کرتے کرتے جب ساتویں پارے کی اس آیت پر پہنچے تو آپ ﷺ کی ہچکیاں بندھ گئیں اور زاروقطار رونے لگے۔ آپ اس آیت کو بار بار دوہراتے اور روتے جاتے ہیں:۔

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○﴾ [1]

(اے اللہ!) اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بلاشبہ تو غالب ہے حکمتوں والا۔

امت کا غم آپ کو رُلا رہا ہے آپ امت کی بخشش کے طلب گار بن کر اپنے سچے مسجود کے سامنے التجا کر رہے ہیں، اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر کے امت کی بخشش مانگ رہے ہیں، اپنے اس طویل قیام میں رات بھر آپ ﷺ نے اسی آیتِ مبارکہ کو بارہا دوہرایا [2] پھر آپ رکوع میں گئے اور سبحان ربی العظیم کے بابرکت الفاظ کے ساتھ دیر تک اپنے عظیم رب کی تسبیح بیان فرماتے رہے۔ پھر اللہ کے لاڈلے پیغمبر نے اپنی جبینِ نیاز، رب العالمین کے حضور جھکا دی اور دیر تک سربسجود رہے۔

## پنڈلیوں میں ورم آجاتا ہے:

سارے جہانوں کے اکیلے بادشاہ، اقتدارِ اعلیٰ کے مالک، وحدہٗ لاشریک شہنشاہ کے سامنے سبحان ربی الاعلیٰ اور نیاز مندی کے دیگر پاکیزہ کلمات کے ساتھ مناجات کر رہے ہیں۔ رات کا آخری پہر ہے حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک پاؤں اور پنڈلیوں پر ورم [3] آ گیا ہے لیکن اس کی پرواہ کئے بغیر آپ لذتِ مناجات سے سرشار ہیں۔

آج آپ ﷺ نے بہت عمدہ اور خوب لمبی لمبی، نمازِ تہجد کی آٹھ رکعات ادا فرمائی ہے۔ [4]

---

[1] المائدہ: ۱۱۸ [2] زاد المعاد ۱/ ۳۱۱۰۱ [3] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: ۴۴۶۰

[4] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ

## کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: میرے تاجدار! آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر عبادت میں اس قدر اپنے آپ کو کیوں تھکاتے ہیں؟ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: عائشہ! کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ [1]

گویا کہ آپ کا اشارہ اس طرف تھا کہ تم میری عبادت وریاضت کو ہی نہ دیکھو بلکہ رب العالمین کی عطاؤں کو بھی تو دیکھو!

اس ذات نے مجھے کیا کچھ نہیں عطا کیا......

- اس نے مجھے اولین و آخرین کا سردار بنایا ہے
- تمام خلائق میں مجھے سرداری بخشی ہے
- مجھے نبیوں کی امامت کا اعزاز عطا کیا ہے
- رسالت کے ساتھ ساتھ تاجِ ختمِ نبوت سے بھی مجھے نوازا ہے
- سب نبیوں سے بڑھ کر معجزات وکمالات سے سرفراز کیا ہے
- مجھ پر سب سے بہتر کلام اور کتاب اللہ کا نزول فرمایا ہے
- کامل واکمل شریعت دے کر صبحِ قیامت تک کے لئے راہنمائی بخشی ہے

صرف مجھے ہی نہیں میری امت کو بھی دوسری امتوں پر فضیلت وعزت عطا فرمائی ہے۔ اس نے یوں مجھ پر نوازشات کی بارش برسائی ہے...... پھر کیا میں اس مہربان رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس کے سامنے دن رات مصروفِ ثنا نہ رہوں۔ اس نے مجھے محمد ﷺ بنایا ہے تو کیا میں اس کی حمد کا حق ادا نہ کروں؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: 

﴿ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ ﴾ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: ٤٤٦٠

[2] سورۃ بنی اسرائیل: ٧٩

''رات کے کچھ حصے میں آپ عبادت کیا کریں یہ اضافی امر آپ کے لئے ہے اور آپ کا رب عنقریب آپ کو مقامِ محمود سے سرفراز کرے گا۔''

رب تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں رات کو اٹھ کر نبی کریم ﷺ لمبی لمبی رکعتیں ادا فرماتے اور اس قیام اللیل میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنے آپ کو خوب تھکاتے تھے۔ جس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

## شاید آپ سو آیات تلاوت فرمائیں گے:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کی۔ آپ ﷺ نے سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ شروع فرمائی تو میں نے سوچا کہ آپ سو آیات پر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ اس سے آگے بڑھ گئے پھر میں نے دل ہی دل میں تصور کیا کہ آپ یہ ساری سورۃ دو رکعتوں میں مکمل فرمائیں گے لیکن آپ ﷺ اس سے بھی آگے بڑھ گئے تو مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ ﷺ پوری سورت ایک ہی رکعت میں مکمل تلاوت فرمائیں گے۔

سورہ بقرہ مکمل کر لینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سورۃ آل عمران شروع فرما دی اس کو بھی آپ نے ترتیل اور عمدگی کے ساتھ پڑھا پھر آپ سورہ نساء کی تلاوت کرنے لگے جب آپ ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ ﷺ سبحان اللہ کہتے، جب کسی دعائیہ آیت سے گزرتے تو خوب دعا فرماتے اور جب آپ ﷺ تعوذ والی آیت پڑھتے تو (ہر شر اور فتنہ سے) اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے۔

بعد ازاں آپ ﷺ رکوع میں گئے اور دیر تک سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ کا رکوع بھی قیام کے برابر ہو گیا پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ ، ربنا لک الحمد پڑھا اور اس کے ساتھ ہی رکوع کے برابر قومہ فرمایا پھر سجدہ کیا وہ سجدہ بھی آپ کے قیام کے طرح طویل تھا۔ (یوں لمبی لمبی رکعات آپ ادا فرماتے تھے۔) [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: استحباب تطویل القراءۃ فی الصلاۃ

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے اپنی خالہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کیا آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند کا اثر دور فرمایا پھر سورت آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی پھر آپ ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے اس سے پانی لے کر آپ ﷺ نے بہت ہی عمدہ انداز میں وضو کیا پھر آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔

## اُس روز آپ ﷺ نے بارہ رکعات ادا فرمائیں:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اٹھا اور جو کچھ آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر جا کر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا اور نمازِ تہجد ادا کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور میرا کان پکڑ کر مجھے سیدھی طرف کھڑا کر دیا پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت اور پڑھی، پھر دو اور، پھر دو رکعت، پھر دو اور، پھر مزید دو رکعت پڑھیں (یعنی بارہ رکعات ادا فرمائیں) پھر وتر پڑھے اور تھوڑی دیر آرام فرمایا جب موذن نے اذان کہی تو آپ ﷺ نے اٹھ کر فجر کی دو سنتیں اختصار سے پڑھیں اور مسجد میں تشریف لا کر صبح کی نماز جماعت سے ادا فرمائی۔ [1]

## اے اللہ! میرا دل اور میری آنکھیں روشن فرما:

دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو یہ دعا فرمائی:

اے اللہ! میرا دل روشن فرما! اور میری آنکھیں روشن فرما!

میرے کانوں میں نور، میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے اوپر نور، میرے نیچے نور اور میرے آگے پیچھے نور روشن فرما اور میرے لئے نور خوب بڑھا دے یہاں تک کہ میرے پٹھے، گوشت، خون، بالوں اور میرے بدن کی جلد میں یعنی میرے ہر رگ و ریشہ میں بھی نور روشن فرما دے۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: فی تفسیر ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی..

[2] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ

## آسمانِ دنیا سے بخشش کی ندا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جس وقت رات کا ابتدائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میں بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں! کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اسے عطا کروں! کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے اور میں اسے معاف کر دوں! اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جاتی ہے۔ [1]

## اپنے آنسوؤں کے ساتھ آپ دعا کو زینت بخشتے ہیں:

اب اس ساری عبادت کے بعد جوہرِ عبادت یعنی دعا کی جانب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے ہاتھ کریم داتا اور مہربان رب کے سامنے پھیلا دیتے ہیں۔

- جو سب کو دیتا ہے اور ساری کائنات اسی سے لیتی ہے!
- وہ داتا ہے اور ساری خلقت اس کے درکی سوالی ہے!
- وہ رازق، باقی سب مرزوق!
- وہ مالک اور باقی سب مملوک!
- مانگنے والے سب ہیں اور دینے والا وہی ایک!
- جھولیاں پھیلانے والے سب اور جھولیاں بھرنے والا وہی ایک!

دعا کے آغاز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوب حمد بیان فرمائی، اللہ کی کبریائی اور بڑائی کے کلمات کہہ کر اس کی رحمتوں کو صدا دی، امت کی بخشش کا سوال کیا، ہر خیر اور بھلائی کے دروازے کھلنے کی درخواست کی اور امت کے ہر فرد کے لئے اللہ کی بارگاہ سے ہدایت طلب فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنی دعا کو مزین کر کے قربِ الٰہی کی برکتوں کو سمیٹ رہے ہیں پھر آپ کی زبان پر ایک سوال یوں آیا کہ اسے ہی

[1] صحیح مسلم، المسافرین، باب: الترغیب فی الدعاء والذکر فی اخر اللیل والاجابة

مسجد بھر گئی ہے لوگ صف بہ صف بیٹھے ہیں جو پہلے آئے وہ اگلی صفوں میں اور بعد میں لوگ جیسے جیسے آتے گئے پچھلی صفوں میں بڑے حُسنِ نظم اور ترتیب کے ساتھ نماز کی انتظار میں بیٹھتے چلے گئے۔ ادھر نمازِ تہجد کے بعد آقا علیہ السلام اپنے تھکے ہوئے بدن کو کچھ راحت پہنچانے اور اپنے متورم پاؤں اور پنڈلیوں کے لئے کچھ سکون مہیا کرنے کو تھوڑی دیر کے لئے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے ہیں۔ ❶

## اصحابِ رسول ادب واحترام سے مسجد میں بیٹھے ہیں:

مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگ اپنے باہر کے معمولات، کاروباری مصروفیات یا پیشہ وارانہ گفتگو سے اجتناب کرتے ہوئے بس دینی تعلیمات میں ایک دوسرے سے استفادہ، علم و یقین کا استحکام، رب تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تلاوتِ کلام اللہ میں مصروف ہیں۔ ❷ مسجد نبوی کی مقدس فضا اصحابِ رسول کے پاکیزہ نفوس سے سجی ہے کتابِ ناطق کے بقول وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں کا امتحان خود اللہ نے لیا ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لے کر انہیں سرفراز کیا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ [الحجرات: ۳]

"بلا شبہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں ایسے لوگوں کے دلوں کے تقویٰ کا امتحان خود اللہ نے لیا ہے ان کے لئے بخشش ہے اور عظیم الشان اجر ہے۔"

اللہ نے ایک اور مقام پر ان کی تعریف و تحسین یوں فرمائی ہے:......

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: ماجاء في الوتر

❷ النور: ۳۶ ﴿في بيوت اذن الله.﴾ وقال ابن عباسؓ: نهى سبحانه عن اللغو فيها، سلسلة الآداب الاسلامية، لشيخ صالح المنجد۔ شرح مسند ابی حنيفة، ملاعلی القاری، صفحه: ۳۶۱

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَّاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ ﴾ [1]

اور خوب جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہنا مان لیا کریں تو تم لوگ سخت مشکلات میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں (اس سے بچا کر) ایمان کی محبت سے نوازا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا ہے اور تمہارے دلوں میں کفر اور فسق و فجور کی نفرت پیدا کر دی ہے۔ یہی لوگ پیکرِ رشد و ہدایت ہیں۔ اللہ کے انعام و عطا سے، اور وہ خوب جاننے والا گہری حکمت والا ہے۔

## ان کے چہرے نقوشِ سجدہ سے روشن ہیں:

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ﴾ [2]

''ان کے چہروں پر آثارِ سجدہ ان کی امتیازی پہچان ہے۔''

ان کی جبینوں پر نورِ ایمان کی جھلک نمایاں ہے وہ باہمی طور پر شیر و شکر ہیں مثالی محبتوں کے امین ہیں ان کے چہرے خوب صورت ڈاڑھیوں سے منور ہیں ان میں سفید ریش بھی ہیں، جواں سال بھی اور وہ بچے بھی، جنہیں حُسنِ ترتیب سے پچھلی صفوں [3] میں تربیت کی خاطر بٹھایا گیا ہے۔

## چھوٹے بچے اور خواتین پچھلی صفوں میں:

وہ معصوم فرشتوں کی صورت بڑے ادب سے بیٹھے ہیں ہاں کبھی کچھ معصوم سی ہنسی کھنکھاتی ہے لیکن پھر وہ ادب کے سانچے میں ڈھل کر خاموش ہو جاتی ہے وہ آغوشِ نبوت کے پروردہ بچے رشکِ ملائک نماز کے لئے حاضر ہیں۔ ان بچوں کے پیچھے ایک

---

[1] سورہ حجرات: ۸-۷ [2] سورہ فتح: ۲۹

[3] مسند احمد، حدیث مالك الاشعری رضی اللہ عنه، رقم: ۲۱۸۲۳

صف میں کچھ خواتین ❶ بھی شاملِ نماز ہیں بہت سی خواتین گھر میں ہی نماز ادا کرتی ہیں اس کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تھا: عورت کی نماز گھر کے صحن کی بجائے برآمدے یا اندر کمرے میں زیادہ افضل ہے اور اس کمرے سے آگے اندرونی کمرہ میں عورت کا نماز ادا کرنا سب سے بہتر ہے۔ ❷

## ارشاداتِ نبوی: خواتین کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے:

اس سلسلے میں آپ ﷺ کے مزید کچھ ارشادات یہ ہیں:۔

عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہوں میں سے سب سے زیادہ افضل ان کے گھروں کا اندرونی حصہ ہے۔ ❸

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو ہاں مگر ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔ ❹

اُمّ حمید الساعدی رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں: آقا! مجھے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بہت محبوب ہے۔ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِي!

مجھے معلوم ہے کہ تم میری معیت (اقتداء) میں نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن درحقیقت تمہاری گھر کے اندرونی حصہ میں پڑھی گئی نماز میری مسجد اور میری معیت میں پڑھی جانے والی نماز سے بہتر ہے۔ ❺ یوں دورِ نبوت میں کچھ خواتین گھروں میں اور کچھ مساجد میں نماز ادا کرتی تھیں۔ بخاری شریف میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد موجود ہے کہ آج عورتوں کا جو رویہ ہے رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ لیتے تو ضرور انہیں مسجد میں

---

❶ مسند احمد، حدیث مالك الاشعری ؓ، رقم: ۲۱۸۲۳

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: ماجاء فی خروج النساء الیٰ المسجد

❸ مسند احمد، حدیث ام سلمه زوج النبی ﷺ، رقم: ۲۵۳۳۱

❹ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: ماجاء فی خروج النساء الیٰ المسجد

❺ ملخصاً، صحیح ابن حبان ۵ /۵۹۶، رقم الحدیث: ۲۲۱۷ قال الألبانی حدیث حسن

جانے سے روک دیتے۔ [1] (یوں بعد کے اَدوار میں خواتین کا مسجدوں میں آ کر نماز میں شمولیت اختیار کرنا موقوف ہو گیا۔)

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو گھر سے لینے جاتے ہیں:

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پہلی صف سے اٹھ کر پیچھے کو جاتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے درِ اقدس پر حاضر ہو کر سلام کرتے اور ادب سے دستک دیتے ہیں گھر میں رحمتِ دو عالم ﷺ سلام کا جواب دیتے ہوئے اٹھتے اور دروازہ کھولتے ہیں تو سامنے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کھڑے عرض کرتے ہیں آقا! نماز کا وقت ہو گیا ہے تشریف لے آیئے! [2]

## آپ سنتِ فجر گھر میں ادا فرماتے ہیں:

رسولِ کریم ﷺ گھر میں ہی ذرا اختصار کے ساتھ دو رکعت سنت ادا فرماتے ہیں، پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص تلاوت ہوتی ہے۔ [3] سنت کی ادائیگی کے بعد گھر والوں کو سلام کر کے مسجد تشریف لے آتے ہیں۔

## دعا پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں:

مسجد کھچا کھچ ان خوش نصیب نمازیوں سے بھری ہوئی ہے جن کی امامت کے لئے نبیوں کے امام، مدینہ کے تاجدار، محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ لیجئے! آقا آ گئے...... آپ یہ دعا پڑھ کر مسجد میں اپنا دایاں قدم رکھتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ [4]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلدی سے حاضر ہوتے اور آپ کے نعلین جھاڑ کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ [5] مسجد کے دروازے کے ساتھ ذرا ایک طرف آپ کے اصحاب

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب: خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس
[2] صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب: ماجاء فی الوتر
[3] سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب: ماجاء فی الرکعتین بعد المغرب و قبل الفجر والقراءۃ فیھما
[4] صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب: ما یقول اذا دخل المسجد
[5] صحیح بخاری، کتاب المناقب، فی مناقب عمار و حذیفۃ رضی اللہ عنھما

کے جوتے بھی بڑے نظم سے رکھے ہوئے ہیں کوئی جوتا کسی جوتے کے اوپر نہیں، نہ ہی راستہ جوتوں سے اٹا ہوا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی آغوشِ صحبت میں پلنے والے لوگ ہیں کل ان سے امت کی امامت کا کام لیا جانا ہے اِن کا کوئی بھی کام بھلا بے ہنگم اور غیر مربوط کیسے ہوسکتا ہے؟

## حضور ﷺ سلام کہہ کے آگے بڑھتے ہیں:

آپ ﷺ آگے بڑھے تو ایک صحابی نے کچھ رازدارانہ انداز میں بات کرنا چاہی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کان قریب کر دیا انہوں نے اپنی بات میں اختصار سے کام لیا آپ کے چہرے کے خدوخال مسکراہٹ سے تابندہ ہو گئے۔ لگتا ہے کوئی کام انہیں سونپا گیا تھا جو انہوں نے خوش اسلوبی سے نمٹا کر آپ ﷺ کو نتیجے سے آگاہ کیا جس سے آپ کو خوشی ہوئی۔ جیسے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے حضور ﷺ گزرتے جاتے ہیں سلام کرتے جاتے ہیں اور صحابہ جواب دیتے اور اٹھ کر راستہ دیتے جاتے ہیں تقریباً تین بار ❶ آپ ﷺ نے سلام کیا لیکن بآوازِ بلند نہیں بلکہ پاس والوں کو اتنی آواز سے کہ وہ سن سکیں اور جواب دے پائیں۔

## اپنے اصحاب کو صفیں درست کرنے کی تاکید:

امام الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اب اپنے مصلےٰ امامت پر تشریف لا چکے ہیں آپ کا رُخِ انور صفوں میں کھڑے اصحاب کی جانب ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں:......

"تم میں سے جو لوگ خوب دانش منداور دینی فہم و بصیرت رکھنے والے ہوں وہ میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔" ❷

فرمایا: "اپنی صفیں ضرور درست کر لیا کرو! صفوں کی کجی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دلوں میں کجی پیدا فرما دیتے ہیں۔" ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب: من اعاد الحدیث لیفھم عنه

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب: تسویة الصفوف واقامتها وفضل الاول والاول منها

❸ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب: تسویة الصفوف عند الاقامة وبعدها

صفیں گو کہ پہلے ہی درست تھیں مگر حضور ﷺ کے ارشاد پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر سے اپنی جگہوں کا جائزہ لیا اور اب تمام صفیں خوب درست ہو گئی ہیں۔

## مسجد نبوی میں اِقامت اور نمازِ فجر کا آغاز:

صفوں کو درست پا کر اب مؤذّن کو اِقامت کہنے کا حکم فرمایا۔ عموماً جو شخص اذان پڑھتا یا وہ جسے کہہ دیتا، وہ اقامت کہتا یا پھر جسے حضور ﷺ فرما دیتے وہی اقامت کہہ کر تعمیلِ ارشاد کرتا۔

آج سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہی اقامت کہہ رہے ہیں اقامت ختم ہوتے ہی نماز کا آغاز ہو گیا۔

ایک صدائے اللہ اکبر فضا میں گونجی اور زمین و آسمان، ارض و فلک اور جن و ملک سبھی ہمہ تن گوش ہو گئے جمعہ کے روز نمازِ فجر میں آپ ﷺ کا عموماً معمول یہ تھا کہ پہلی رکعت میں سورہ الٓمّٓ سجدہ اور دوسری میں سورہ دہر تلاوت فرماتے تھے۔ [1] ان دونوں سورتوں میں کائنات کی ابتدا و انتہا، سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق، روزِ قیامت بارگاہِ رب العالمین میں بندوں کی حاضری، جنت و جہنم کا تذکرہ، اہلِ جنت کی لئے انعاماتِ ربانی اور اہلِ جہنم کے لئے شرمندگی، بے بسی اور عذابِ الٰہی وغیرہ مضامین کا بڑی جامعیت کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

## دنیا کے بے مثال امام اور بے مثل مقتدی:

آج بھی اسی معمول کے مطابق آپ ﷺ نے تلاوت شروع فرمائی تھی۔ پہلے آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی جس کی ایک ایک آیت پر آپ وقف فرماتے رہے [2] اور مَد والے حروف کو خوب کھینچ کر ادا فرمایا۔ [3] آپ کی تلاوت کا انداز...... اللہ کے ارشاد:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا [4]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب: مایقرأ فی یوم الجمعة

[2] سنن ترمذی، کتاب القراءة، باب: فی فاتحة الکتاب

[3] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، استحباب الترتیل فی القراءة [4] سورة المزمل: ٤

''اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ!''

کا عملی نمونہ تھا [1]

- ایسا خوب صورت انداز کہ جیسے لڑی میں پروئے ہوئے موتی۔
- اور اس قدر پُرسکون کہ جیسے جھیل کا پانی۔
- کبھی لہجہ ذرا بلند ہو جاتا جیسے آبشار سے گرتی پھوار۔
- کبھی اس قدر رقت طاری ہو جاتی کہ لوگوں کی دبی دبی سسکیاں سنائی دینے لگتیں۔
- کبھی مسجد کے درو دیوار آیاتِ رحمت کی خوش گوار تلاوت کے ساتھ فرطِ مسرت سے جھومنے لگتے ہیں۔ رکوع و سجود اور قعدہ، سارے ارکان و اجزائے نماز کو آپ ﷺ نے بڑے اطمینان کے ساتھ ادا فرمایا۔ [2] نہ اس قدر طویل کہ پڑھنے والوں پر گراں بار اور نہ اس قدر مختصر کہ نماز کا حق ہی ادا نہ ہو پائے...... بلکہ سراپا اعتدال۔

## نمازوں میں تلاوت کے لئے سورتوں کی تقسیم:

ویسے تو آپ ﷺ نماز میں پورے کلامِ الٰہی میں سے جس جگہ سے مناسب سمجھتے تلاوت فرماتے [3] لیکن عمومی ترتیب جو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کچھ یوں تھی کہ نمازِ فجر اور ظہر میں طِوالِ مفصّل، نمازِ عصر و عشاء میں اَوساطِ مفصّل اور نمازِ مغرب میں قِصارِ مفصّل میں سے کوئی سی سورۃ تلاوت فرماتے۔ [4]

طِوالِ مفصّل: سورہ حُجرات سے سورہ بُروج تک کی سورتیں کہلاتی ہیں۔

اَوساطِ مفصّل: سورۃ الطارق سے سورۃُ البَیِّنہ تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔

قِصارِ مفصّل: میں سورۃُ الزِلزال سے والناس تک سب چھوٹی سورتیں شامل ہیں۔

حضرت ابوبَرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق عموماً نمازِ فجر میں رسول اللہ ﷺ

---

[1] سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ماجاء کیف کان قراءۃ النبی ﷺ

[2] المستدرك علیٰ الصحیحین للحاکم، باب التیامن، ١/٣٦٨، رقم: ٨٨١

[3] حسبِ ارشاد: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، سورہ مزمل: ٢٠۔ موطأ امام محمد، ١/٣٦٣، رقم: ٢٤٧

[4] رد المحتار، فصل فی القراءۃ، ٤/١٨٠

ساٹھ سے سو کے درمیان آیات تلاوت فرماتے تھے۔ ❶

## نماز کے بعد اَدعیہ اور اَذکارِ مسنونہ:

رسول اللہ ﷺ نے دائیں بائیں سلام پھیرا، نماز اپنے اختتام کو پہنچی، تین بار استغفر اللہ ❷ اور آیت الکرسی ❸ پڑھتے ہوئے آپ نے اپنا رخِ انور نمازیوں کی جانب ❹ کرلیا۔ اب آپ کی زبان سے بہت سے کلماتِ خیر اور پاکیزہ دعائیں ادا ہو رہی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:...... سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اور اللہ اکبر ۳۴ بار ❺۔ کبھی آپ ﷺ ان تینوں کو ۳۳، ۳۳، ۳۳ بار ادا فرماتے اور آخر میں (جب کہ یہ تسبیحات کل ۹۹ ہوگئیں تو سوواں عدد، اس کلمہ کے ساتھ) مکمل فرمالیتے۔ ❻

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

آپ کا ارشاد ہے جو بندہ یہ تسبیحات صدقِ دل سے پڑھتا ہے اس کی خطائیں چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تب بھی اللہ کریم معاف فرمادیتے ہیں۔ ❼

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ❽

اے اللہ! تو سالم اور ہر عیب سے پاک ہے سلامتی تیری طرف سے ہی آتی ہے تو برکتوں والا ہے اے عزت وجلال والے رب!

---

❶ صحیح مسلم، کتاب القراءة، باب: القراءة فی التسبیح

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته

❸ سنن نسائی، عمل الیوم واللیلة، رقم: ۱۰۰

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب: جواز الانصراف من الصلاة عن الیمین والشمال۔ و۔ مسند البزار، ۲/ ۱۵۰، رقم الحدیث: ۴۵۱۴۔ کان اذا صلّی صلاة الصبح استقبلنا بوجهه۔

❺ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته ❻ حواله مذکوره

❼ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: استحباب الذکر بعد الصلاة وبیان صفته

❽ حواله مذکوره بالا

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدّ [1]

اے اللہ! جس پر تو اپنی عطائیں کرنا چاہے تو اس سے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے کوئی کچھ عطا کرنے والا نہیں اور کسی عزت والے کی عزت تیرے مقابلے میں نفع نہیں دیتی۔

## نماز کے بعد آپ ﷺ چند باتوں کی تعلیم دیتے ہیں:

بعد ازاں رسولِ کریم ﷺ اپنے معمول کے مطابق طلوعِ آفتاب تک وہیں جلوہ افروز رہے۔ اس دوران آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بہت سی باتوں کی تلقین فرمائی جن میں سے چند یہ ہیں:۔

## کامل حج اور عمرہ کا اجر:

☼۔ جس شخص نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی پھر وہیں بیٹھ کر طلوعِ آفتاب تک ذکرِ الٰہی میں مصروف رہا پھر دو رکعت (نفل اِشراق) ادا کئے اسے ایک کامل حج اور کامل عمرے کے برابر اجر دیا جائے گا۔ [2]

## وہ شخص جنت میں جائے گا، (فضیلت سید الاستغفار):

☼۔ جس آدمی نے یہ کلمات صبح کے وقت کہے اور اس دن میں اس کی وفات ہوگئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے رات کے وقت ان کلماتِ سیّد الاستغفار کو پڑھا اور اس رات کے کسی حصے میں فوت ہوگیا تو وہ شخص ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ [3]

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب: الذکر بعد الصلاۃ

[2] سنن ترمذی، کتاب الجمعۃ، باب: ذکر ما یستحب من الجلوس فی المسجد بعد الفجر

[3] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: افضل الاستغفار

''اے اللہ!

بے شک تو ہی میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ جس قدر میری استطاعت ہے میں تیرے عہد اور وعدے پر کاربند ہوں۔ ہر اُس بُرے کام سے جو میں نے کیا تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جو نعمتیں تو نے مجھ پر کیں ان کا مجھے اعتراف ہے اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے بلاشبہ تیرے علاوہ گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔''

## اس آدمی نے دن رات کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا:

☼ -سیدنا عبد اللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بوقتِ صبح یہ کلمات کہے تو اس نے دن بھر کی ساری نعمتوں پر اور رات کو کہے تو رات بھر کی ساری نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کر دیا۔ [1]

اَللّٰهُمَّ مَآ اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (شام کے وقت مَآ اَصْبَحَ کی جگہ مَآ اَمْسٰی پڑھا جائے۔) اے اللہ! جو نعمتیں آج دن میں مجھے میسر ہوئیں یا تیری مخلوق میں سے کسی کو حاصل ہوئیں، یہ سب صرف تیری مہربانی سے ہیں اور تو وحدہٗ لا شریک رب ہے پس تیرے لئے ساری حمد اور شکر ہے۔

## اس سے بہتر عمل کوئی نہیں لائے گا:

☼ - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح یا شام کے وقت یہ کلمات ایک سو مرتبہ پڑھ لیے...... سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ .تو روزِ قیامت اس سے بہتر عمل کوئی نہیں لائے گا ہاں مگر جس نے یہی پڑھا یا اس سے زائد تعداد میں پڑھا۔ [2]

---

[1] صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ٨٦١ كتاب الرقائق، باب: الأذكار

[2] صحیح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب: فضل التهليل والتسبيح والدعاء

## اُس شخص کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دی گئی:

☼ -حضرت مسلم بن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے میرے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نمازِ فجر کے بعد بغیر کسی سے کلام کئے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار پڑھا کرو اسی طرح بعد مغرب پڑھ لیا کرو اگر اس دن میں یا رات میں تم وفات پا جاؤ گے تو تمہارے لئے جہنم سے آزادی لکھ دی جائے گی۔ [1]

## کوئی چیز پھر اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتی:

☼ -سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر روز صبح یا شام کے وقت یہ کلمات تین بار پڑھ لے تو (اس دن رات میں) اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ [2]

"اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کے ساتھ، وہ نام جس کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سب کچھ سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

## آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟

نبی آخر الزماں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عموماً نمازِ فجر کے بعد اپنے اصحاب کے ہمراہ بیٹھتے اور اپنا کوئی خواب سناتے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں دریافت فرماتے۔ آج بھی ایسا ہی ہوا آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ [3] (جواب میں خاموشی پا کر) آپ نے اپنا خواب بیان فرمایا۔

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: ما یقول اذا اصبح

[2] سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب: ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا امسیٰ

[3] مسند البزار، ۲/ ۱۵۰، رقم الحدیث: ۴۵۱۴

## حضور ﷺ اپنا خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سناتے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا بھرا ہوا ایک پیالہ لایا گیا میں نے اس سے خوب سیر ہو کر دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی چکناہٹ میرے ناخنوں سے بھی ظاہر ہونے لگی پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: حضور ﷺ! اس کی تعبیر بھی ارشاد فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد علم ہے۔ [1]

## بُرے خواب کے شر سے بچنے کی حکمت عملی:

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دوسروں کو بھی چاہے تو بتا دے اور جو شخص بُرا اور ناگوار خواب دیکھے تو جان لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے پس اس کے شر سے پناہ چاہے اور وہ خواب دوسروں سے بھی بیان نہ کرے تب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ [2]

## رات میرے پاس دو فرشتے آئے، چند مناظر دِکھائے:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر پوچھتے تھے کہ تم میں سے کسی شخص نے آج کوئی خواب دیکھا ہے؟ جسے کوئی خواب اللہ نے دکھایا ہوتا وہ بیان کر دیتا۔ ایک صبح اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: رات میرے پاس دو فرشتے آئے مجھے ساتھ چلنے کو کہا...... میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا اس کے پاس پتھر لئے کھڑا تھا وہ اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا جس سے اس کا سر پھٹ جاتا اور پتھر لڑھک کر دور جا پڑتا۔ وہ پتھر دوبارہ اٹھانے جاتا اتنی دیر میں اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا وہ پھر اسی طرح کرتا جیسا کہ پہلے کیا تھا۔ میں نے از راہِ تعجب سبحان اللہ کہا اور ان فرشتوں سے پوچھا: یہ کون

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرؤیا، باب: اذا جرئ اللبن فی اطرافه او اظافیره

[2] ایضاً، باب: الرؤیا من الله تعالیٰ

ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ابھی آپ آگے چلیں۔

پھر ہم چلے تو ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کا ایک ٹکڑا لیے کھڑا تھا اور اس ٹکڑے سے اس کی باچھوں کو گدی تک اور نتھنے کو گدی تک اور آنکھ کو گدی تک چیرتا جاتا تھا وہ ایک طرف سے چیر کر دوسری طرف چیرنے لگتا تھا کہ پہلی جانب سے وہ بالکل پہلے کی مانند ٹھیک ہو جاتا۔ فرشتہ پھر اپنے عمل کو دوہراتا اور یہ پھر ویسا ہی ہو جاتا۔ میں نے از راہِ تعجب سبحان اللہ کہا اور ان دونوں فرشتوں سے پوچھا: یہ کون ہے؟ ان دونوں نے کہا آپ ذرا آگے چلیں۔

پھر ہم چلے تو ایک تنور کے پاس پہنچے میں نے وہاں شوروغل کی آواز سنی۔ اس میں جھانک کر دیکھا تو کچھ مرد اور عورتیں برہنہ نظر آئے جن کے نیچے اور آس پاس آگ کا ایک شعلہ روشن ہوتا تھا جب وہ شعلہ ان کے قریب آتا تو وہ زور زور سے چیخنے لگتے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتوں نے کہا آپ ذرا آگے چلیں۔

ہم تھوڑا ہی آگے بڑھے تو ایک نہر کے پاس پہنچ گئے مجھے اس کا رنگ خون کی طرح سرخ لگا۔ میں نے نہر میں ایک آدمی کو دیکھا جو تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی کھڑا تھا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے جب وہ تیرنے والا تیر کر اس کے قریب آتا تو اپنا منہ کھول دیتا وہ شخص اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا پھر وہ تیرنے لگتا کچھ دیر کے بعد پھر اس کے پاس آتا اور منہ کھول دیتا اور وہ اس کے منہ میں ایک پتھر ڈال دیتا۔ یہ عمل مسلسل جاری تھا۔ میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابھی آپ اور آگے چلیں۔

کچھ اور آگے بڑھے تو ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو نہایت بدصورت تھا اس کے سامنے آگ تھی جسے وہ روشن کرتا اور پھر اس کے چاروں طرف دوڑنے لگ جاتا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا فی الحال آپ آگے تشریف لے چلیں۔

آگے چلے تو ہم ایک باغ میں پہنچے جہاں موسم بہار کے رنگا رنگ پھول کھلے

ہوئے تھے باغ کے درمیان میں ایک شخص تھا جس کا قد اس قدر طویل تھا کہ میں اس کا سر نہیں دیکھ پایا۔ اس کے چاروں طرف بہت سے بچے نظر آئے اس سے پہلے اتنی تعداد میں کبھی نہیں دیکھے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا فی الحال آپ مزید آگے چلیں۔

ہم تھوڑا آگے بڑھے تو بلند جگہ پر ایک گلستاں کے میں جا پہنچے جس سے بڑا اور خوبصورت گلستاں میں نے کبھی نہیں دیکھا ان دونوں نے کہا ذرا اوپر چڑھیے اور اس میں داخل ہو جایئے۔ میں نے اوپر جا کر دیکھا تو ایک بارونق شہر نظر آیا جس کی دیواروں میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگی ہوئی تھی ہم اس شہر کے دروازے کے پاس پہنچے اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو وہ ہمارے لئے کھول دیا گیا اندر داخل ہوئے تو وہاں ایسے لوگ نظر آئے جن کے نصف بدن تو بہت ہی خوبصورت تھے لیکن باقی نصف بہت ہی بدصورت۔ ان دونوں فرشتوں نے ان سے کہا وہ سامنے جو نہر چوڑائی میں بہہ رہی ہے جس کا پانی بے حد سفید نظر آ رہا ہے اس میں جا کر غوطہ لگاؤ چنانچہ وہ لوگ گئے اور اس میں غوطہ لگا کر پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی ساری بدصورتی جاتی رہی اور بہت ہی خوبصورت ہو گئے۔ فرشتوں نے مجھ سے کہا یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے نگاہ بلند کی تو بالکل سفید اَبر کی مانند ایک عالی شان محل نظر آیا وہ بولے یہ آپ کا محل ہے میں نے ان دونوں سے کہا کہ اللہ تم دونوں کو برکت عطا فرمائے ذرا مجھے اس میں داخل تو ہونے دو! وہ بولے آپ اس میں ضرور داخل ہوں گے لیکن ابھی نہیں۔

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں فرشتوں سے کہا کہ رات بھر میں نے جو عجیب عجیب مناظر اور چیزیں دیکھی ہیں ان کی حقیقت کیا ہے؟ وہ بولے ابھی آپ کے سامنے بیان کیے دیتے ہیں۔ وہ پہلا آدمی جس کے پاس آپ آئے اور اس کا سر پتھر سے پھوڑا جا رہا تھا وہ شخص تھا جس نے قرآن یاد کر کے بھلا دیا اور فرض نماز میں

کوتاہی کیا کرتا تھا۔ وہ شخص جس کی باچھیں، نتھنے اور آنکھیں اس کی گدی تک چیری جا رہی تھیں وہ شخص علی الصبح اپنے گھر سے نکلتا اور سارا دن جھوٹی افواہیں لوگوں میں پھیلاتا رہتا تھا۔

اور وہ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور میں تھیں وہ سب زنا کے مجرم تھے اور جو شخص نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر کے لقمہ کھا رہا تھا وہ سود کھانے والا آدمی تھا۔ وہ بدصورت آدمی جو آگ بھڑکا کر اس کے چاروں طرف دوڑ رہا تھا وہ مالک داروغہ جہنم تھا۔ اور وہ دراز قد آدمی جو باغ میں آپ کو نظر آئے وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور جو بچے ان کے چاروں طرف آپ نے دیکھے وہ فطرتِ اسلام پر جان دینے والے بچے تھے۔

بعض لوگوں نے پوچھا کیا یہ مشرکین کے کم سِن بچے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر فرمایا وہ لوگ جن کا نصف حصہ بہت خوبصورت اور نصف نہایت بدصورت تھا وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے بُرے یعنی ملے جلے کام کیے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی خطائیں معاف کر دیں۔ ❶

## خواب میں دو کنگن دیکھ کر مجھے ناگواری ہوئی، (مسیلمہ اور اسود عنسی):

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ہم دنیا میں سب سے پیچھے آنے والے اور جنت میں سب سے پہلے جانے والے ہیں نیز رسول اللہ نے فرمایا: کہ ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئیں بعد ازاں میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھ کو شاق گزرے اور انہوں نے مجھے بہت رنج میں ڈالا، مجھے بذریعہ وحی کہا گیا کہ ان دونوں پر پھونک ماریے میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے میں نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ یہ دونوں جھوٹے نبی ہیں اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں ایک تو صنعا میں ہے اور دوسرا یمامہ میں۔ ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب: تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح

❷ ایضاً، باب: النفخ فی المنام

(یہ مُسَیلِمہ کذّاب جھوٹا مدعی نبوت ایک بار مدینہ طیبہ میں آیا اور دخترِ حارث کے مکان پر ٹھہرا۔ رسولِ کریم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو اس کے پاس تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے بہترین خطیب سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ مسیلمہ کے پاس پہنچے آپ کے ہاتھ میں ایک ٹہنی بھی تھی آپ نے اس سے کچھ گفتگو کی اس نے کہا کیوں نہ ہم باہم سمجھوتہ کرلیں کہ آپ کے بعد میں آپ کا جانشین بن جاؤں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے دوٹوک انداز میں فرمایا (نبوت و جانشینی تو کیا) اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا اور میں تجھے ویسے ہی دیکھ رہا ہوں جیسے میں نے خواب میں تجھے دیکھا تھا۔ یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں میری طرف سے تجھے جواب دیں گے یہ کہہ کر آپ ﷺ واپس آ گئے۔) [1]

## سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خواب اور حضور ﷺ کی تعبیر:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُس عہدِ مسعود میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوخواب دیکھتے وہ نبی علیہ السلام سے بیان کرتے اور آپ اس کی تعبیر اللہ کی چاہت کے مطابق ارشاد فرما دیتے۔ میں اس وقت نوجوان تھا اور شادی سے پہلے مسجد ہی میں رہتا تھا، میں اپنے آپ سے کہا کرتا، عبداللہ! اگر تجھ میں کوئی خوبی ہوتی تو تُو بھی ان لوگوں کی طرح کوئی خواب دیکھتا۔

ایک رات جب میں لیٹا تو میں نے کہا یا اللہ! اگر تو مجھ میں بھلائی دیکھتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھلا! (شوق تھا کہ مجھے بھی کوئی خواب نظر آئے اور میں بھی ان لوگوں کی طرح اپنا خواب حضور ﷺ سے بیان کروں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں) سو میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کا ایک ہتھوڑا ہے یہ مجھے جہنم کی طرف لے چلے۔ میں ان دونوں کے درمیان اللہ سے دعا کر رہا ہوں یا اللہ! میں تیری جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: قصة اسود عنسی علیه اللعنة

پھر میں نے دیکھا کہ مجھے ایک فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اس نے کہا تو خوف نہ کر تو اچھا آدمی ہے اگر تو کثرت سے (نفل) نماز پڑھے۔ پھر وہ لوگ مجھے آگے لے آئے یہاں تک کہ جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا وہ کنویں جیسی تھی، اور کنویں کی طرح اس کے بھی دو منڈیر تھے اور ہر منڈیر کے پاس ایک فرشتہ لوہے کا ہتھوڑا لئے کھڑا تھا میں نے دوزخ کے اندر بہت سے لوگ زنجیروں میں الٹے لٹکے دیکھے میں نے اس میں قریش کے چند (کافر) آدمیوں کو پہچان بھی لیا۔ پھر وہ فرشتے مجھے دائیں طرف سے لے کر واپس لوٹے میں نے اپنا یہ خواب اپنی ہمشیر اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: عبداللہ بہت نیک آدمی ہے کاش یہ کثرت سے قیام اللیل کرتا یعنی نمازِ تہجد ادا کرتا۔ (حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو بہت کم سوتے اور زیادہ وقت قیام فرماتے تھے۔) ❶



## نمازِ اشراق کا اہتمام:

معلّمِ کتاب وحکمت، اولین وآخرین کے سردار، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نمازِ فجر کے بعد دیر تک اپنے اصحاب کے ہمراہ بیٹھتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر ایک دو نیزہ بلند ہو جاتا تب آپ ﷺ اِشراق ادا فرماتے۔ کبھی کبھی آپ دینی امور میں اس طرح مشغول ہو جاتے کہ سورج کی دھوپ میں تیزی آجاتی پھر آپ نمازِ چاشت ادا فرماتے تب اپنے گھر تشریف لے آتے۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز فجر ادا کر لینے کے بعد وہیں دیر تک تشریف فرما رہتے طلوعِ شمس تک یا اس سے بھی زیادہ وقت تک، اس دوران (بہت سے دینی) امور پر بات چیت ہوتی بسا اوقات دورِ جاہلیت کا کوئی تذکرہ آجاتا اس دوران حضور ﷺ بھی تبسم فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مسکراتے تھے۔ ❷

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب: الامن وذهاب الروع فی المنام

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد

## وہ مسکراتے ضرور تھے مگر ایمان ان کے دلوں میں ......:

ایک تابعی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا : کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنستے مسکراتے بھی تھے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں مسکراتے ضرور تھے مگر اس حالت میں بھی ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بڑھ کر (مضبوط) ہوتا تھا۔ ❶

## میں اس غیر عادلانہ تقسیم پر قطعاً گواہ نہیں بنوں گا:

معلّمِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے صحابی سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے اور یوں عرض گزار ہوئے: آقا! میں نے اپنے اس فرزند کے نام اپنی زمین کا فلاں حصہ کر دیا ہے لیکن اس کی والدہ کہتی ہیں میں تب راضی ہوں گی جب تم اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ ٹھہرا دو۔ میرے کریم آقا! آپ اس پر گواہ ہو جایئے! رسالت مآب ﷺ نے پوچھا: کیا تمہاری اور بھی اولاد ہے؟ جواب ملا: جی ہاں اور اولاد بھی ہے۔ فرمایا: کیا تم نے اپنی باقی سب اولاد کو بھی اسی کے مثل جائیداد دی ہے انہوں نے جواب دیا: نہیں ایسا تو نہیں کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوٹوک انداز میں فرمایا: پھر میں اس غیر عادلانہ تقسیم پر گواہ نہیں بن سکتا۔ ❷

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان عدل کیا کرو! میرے والد گرامی نے یہ سنا تو اس تقسیم سے رک گئے۔ ❸

## جابر! میں تمہیں ایک خوش خبری سناؤں؟

مجلس میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ موجود ہیں رسولِ کریم ﷺ نے انہیں سر جھکائے پریشان حال دیکھا تو تسلی دینے کے لئے ارشاد فرمایا: جابر! کیوں پریشان ہو؟ وہ بولے: آقا! ابا جان جامِ شہادت نوش کر گئے ہیں جبکہ بہت سا قرض بھی ہے اور کنبہ بھی خاصا بڑا

❶ مصنف عبد الرزاق، باب: ضحك اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۲۰۹۷٦

❷ سنن ابو داؤد، کتاب البیوع، باب: فی الرجل یفضل بعض ولده فی النحل

❸ صحیح مسلم، کتاب الهبات، باب: کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الهبة

چھوڑ کر گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک خوشخبری سناؤں؟ سنو! اللہ رب العزت نے جس سے بھی کلام کیا ہے پردے کے پیچھے سے کیا ہے ایک تمہارے والد ہیں کہ اللہ نے ان سے براہِ راست کلام فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: میرے بندے جو مانگنا چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا تو تیرے والد نے کہا: اے اللہ! تو مجھے پھر سے زندہ کر دے میں تیری راہ میں دوبارہ جامِ شہادت نوش کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کریم نے فرمایا یہ تو پہلے سے لکھا جا چکا کہ دوبارہ لوٹ کر (دنیا میں) جانا نہیں ہوگا۔ تو تمہارے والد نے کہا: تو پھر جو لوگ میرے پیچھے ہیں انہیں میرے حال سے باخبر کر دیجئے! اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ...... ❶

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ❷

جو لوگ راہِ خدا میں شہید کر دیے گئے انہیں مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ جو کچھ رب تعالیٰ نے انہیں عطا کر رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور ان لوگوں سے جو ان کے پیچھے (انہی کے نقشِ قدم پر) ہیں اور تاحال ان سے نہیں ملے، اس سے خوش ہوتے ہیں (کہ وہ بھی اگر شہادت پالیں) تو ان پر کوئی خوف اور حزن و ملال نہیں ہوگا۔ وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کے انعام و احسان پر اور اس پر بھی کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایماں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب: فضل الشهادة فى سبيل الله

❷ سوره آل عمران: ١٦٩ تا ١٧١

## میری امت میں ایسے عظیم لوگ موجود ہیں:

ایک قصاص کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آتا ہے آپ اس پر غور فرماتے ہیں اور ساری بات سن کر قصاص کا فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نضر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک بچی کے دانت توڑ ڈالے تو ان لوگوں نے دیت مانگی اور ربیع کے گھر والوں نے معافی چاہی لیکن وہ نہ مانے اور نبی ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے قصاص کا حکم سنایا یعنی بدلے میں اس کے بھی دانت توڑ دیے جائیں۔ یہ سن کر سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس کے دانت توڑے جائیں گے؟ یا رسول اللہ! ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انس! کتاب اللہ تو قصاص ہی کا حکم دیتی ہے۔ اسی اثناء میں وہ لوگ راضی ہوگئے اور معاف کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا: اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہت سے غبار آلود بالوں والے، پریشان حال اور پرانے کپڑے والے ایسے ہیں جن کی طرف کوئی التفات بھی نہیں کرتا اگر وہ کسی چیز پر اللہ کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے انہی میں سے حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ❷

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک کام پر روانہ فرماتے ہیں:

رسولِ کریم ﷺ مجلس میں ایک طائرانہ نظر ڈالتے اور پوچھتے ہیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ آپ مجلس میں ایک جانب سے اٹھ کر آگے تشریف لے آتے ہیں تو رسالت مآب ﷺ انہیں فرماتے ہیں...... علی! آپ اپنے ہمراہ مقداد رضی اللہ عنہ اور

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب: الصلح فی الدیة

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب براء بن مالک رضی اللہ عنہ

زبیر رضی اللہ عنہ کو لے کر فوراً روضہ خاخ کی جانب روانہ ہو جائیں وہاں ایک بڑھیا ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ ہر صورت میں اس سے لے کر آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑی تیزی سے اپنے ہمراہیوں سمیت وہاں سے نکلتے ہیں اور گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے روانہ ہو جاتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم روضہ خاخ پہنچے تو ہمیں ایک بڑھیا سفر کرتی ہوئی ملی ہم نے اس سے کہا تمہارے پاس ایک خط ہے وہ ہمارے حوالے کر دو! اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا: ہمیں یقین ہے کہ خط تمہارے پاس ہے جلدی سے نکال دو ورنہ تمہاری تلاشی لی جائے گی۔ چنانچہ وہ خط اس نے اپنے بالوں کے جُوڑے سے نکالا جس کو لے کر ہم لوگ رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

## ایک بدری صحابہ حاطِب رضی اللہ عنہ کا قضیہ پیش ہوتا ہے:

آپ نے وہ خط کھولا تو اس میں تحریر تھا:

منجانب حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعَه ...... بنام مشرکینِ مکہ!

خط کے متن میں رسول اللہ ﷺ کے بعض حالات کی مشرکین کو خبر دی گئی تھی۔ رحمتِ دوعالم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا: حاطب! یہ سب کیا ہے؟ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے سزا دینے میں آپ جلدی نہ فرمایئے! میں اصل حقیقت آپ کو بتاتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں قریش خاندان کا فرد نہیں ہوں لیکن اِلحاقی طور پر میرا شمار ان ہی میں ہوتا ہے آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے قرابت دار مکہ میں موجود ہیں جن کی وجہ سے ان کے مال و دولت اور اہل وعیال کی وہ حفاظت کرتے ہیں میں نے ان حالات میں یہ سوچا چونکہ میرا نسبی تعلق ان سے نہیں ہے اس لئے ان پر کوئی احسان دھروں تاکہ وہاں پر موجود میرے قرابتداروں کی وہ حفاظت کریں نیز میں نے یہ فعل کافروں کی حمایت کے پیش نظر نہیں کیا ہے نہ ہی میں دینِ اسلام سے مرتد ہونے کا تصور کر سکتا ہوں۔ اسلام لانے کے

بعد کفر کی طرف لوٹنا مجھے قطعاً مرغوب نہیں۔

## حضرت عمر: حضور! حکم دیجئے میں اس کی گردن اُڑا دوں!

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں! رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: حاطب سچ کہہ رہا ہے۔ عمر! تم جانتے ہو یہ جنگ بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں جان لینا چاہیے کہ اہل بدر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم جو کچھ چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ [1]
حضور نے ان کی سچائی دیکھ کر انہیں معاف کر دیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔

## جنہوں نے سچے دل سے رسولوں کی تصدیق کی:

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اہلِ جنت اپنے اوپر کے بالا خانے والے لوگوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے مشرق یا مغرب کی طرف آسمان کے افق پر کوئی روشن ستارہ خوب چمک رہا ہو اور یہ ان کے درجوں اور مراتب کی بلندی کے باعث ہو گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ!

وہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات ہوں گے جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا تو آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جان ہے! یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر کامل ایمان لائے اور سچے دل سے رسولوں کی تصدیق کی۔ [2]

## آپ کی پاکیزہ مجلس اور ایمان افروز باتیں:

آپ ﷺ کی اس مجلس میں نہایت ایمان افروز باتیں ہو رہی ہیں نمازِ فجر سے اب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن و سنت سے خوب فیض یاب ہو رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی زبانِ نبوت سے جو موتی لٹا رہے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب: الجاسوس

[2] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی صفة جهنم وانها مخلوقة

ان موتیوں سے اپنی جھولیاں بھر رہے اور اپنے دلوں کی دھرتی کو سیراب کر رہے ہیں اور ہمہ تن گوش بیٹھے سب ارشادات سن رہے ہیں ان کے بیٹھنے کا انداز اور ان کی توجہ حضور ﷺ کی جانب ایسی ہے کہ......

☼ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں کہ یہ لوگ ذرا ہلے تو وہ اُڑ جائیں گے۔
☼ حضور ﷺ جب بات کریں تو یہ خاموشی سے سنتے ہیں
☼ جب آپ ﷺ خاموش ہوں تب یہ کوئی بات پوچھتے ہیں
☼ آپ ﷺ کی مجلس میں کبھی شور و غل نہیں کرتے
☼ آپ ﷺ جب مسکراتے ہیں تو یہ بھی مسکرا دیتے ہیں
☼ آپ ﷺ جس بات پر اظہارِ تعجب فرماتے ہیں یہ بھی اس بات پر اتباعِ حبیب میں تعجب کیا کرتے ہیں۔ ❶

## ایک قیدی عورت ہر بچے کو سینے سے لگانا چاہتی ہے:

پھر چند اہم واقعات رونما ہوتے ہیں:......

☼ رحمتِ دوجہاں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اپنی مجلسِ پاک میں تشریف فرما ہیں کہ آپ کے پاس چند قیدی لائے گئے ہیں ان قیدیوں میں ایک عورت بھی ہے وہ جس بچے کو دیکھتی اس کو پکڑ کر اپنی چھاتی سے چمٹا لیتی اور اس کو پیار کرتی اور اسے دودھ پلانا چاہتی ہے۔ (غالباً اس کا بچہ دورانِ جنگ اس سے کہیں بچھڑ گیا تھا لہٰذا وہ جس بچے کو دیکھتی اپنا بچہ سمجھ کر سینے سے لگانا چاہتی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! اگر یہ قدرت رکھے تو آگ میں نہ ڈالے۔ پھر بھی ایسا نہیں کر سکتی۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جس قدر یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ❷

---

❶ شعب الایمان للبیهقی، فصل فی خلق رسول الله ﷺ، ٣/ ٢٤

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: رحمة الولد و تقبیله و معانقته

## بتاؤ تم اور صفوان نے بیت اللہ کے پاس بیٹھ کر کیا مشورہ کیا؟

✡ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر گئے تو دیکھا کہ ایک دشمنِ اسلام اپنے گھوڑے سے اتر کر ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے آپ نے فوراً اسے پہچان لیا اور جلدی سے آکر رسولِ کریم ﷺ کو اطلاع دی: آقا! سنئے! وہ دشمنِ اسلام عمیر بن وہب آیا ہے گلے میں تلوار حمائل کئے ہوئے ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے، تیزی سے آگے بڑھے اور اس کا گریبان یوں پکڑا کہ نیام کا پٹا بھی ساتھ ہاتھ میں آ گیا اسے حضور کی جانب لاتے ہوئے پاس کھڑے چند انصار کو کہا: تم ذرا میرے پیچھے آؤ اور اس کا خیال رکھو یہ شخص بھروسے کے لائق نہیں، کہیں حضور ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے۔

رسولِ کائنات ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: عمر! اسے چھوڑ دو!

پھر آپ نے اس سے فرمایا: عمیر! تم میرے قریب آؤ!

عمیر نے قریب آتے ہی عرب کے جاہلیت والے معمول کے مطابق آپ کو صبح بخیر کہا تو سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: عمیر! تمہارے اس سلام سے بہتر سلام اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور اہلِ جنت کا بھی یہی سلام ہوگا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عمیر نے کہا: یہ ہمارے لئے نئی بات ہے (یعنی اپنے قدیم طریقہ اور رواج سے ہٹ کر ہے)

حضور ﷺ نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ! کیسے آنا ہوا تمہارا؟

عمیر نے کہا: میں تو اپنے قیدی کے سلسلہ میں کچھ گزارش کرنے آیا ہوں!

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارے گلے میں یہ تلوار کیوں لٹک رہی ہے؟

عمیر نے کہا: یہ تلواریں پہلے (غزوہ بدر میں) ہمارے کیا کام آئی ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا: مجھ سے سچ سچ کہو! تمہارے آنے کی غرض کیا ہے؟

عمیر نے کہا: اس کے علاوہ میری یہاں آنے کی بالکل کوئی غرض نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: لو سنو! میں تمہیں تمہارے آنے کا سبب علیم وخبیر رب کی مہربانی سے بتاتا ہوں۔ تم اور صفوان بن امیہ دونوں بیت اللہ کے پاس بیٹھے اور آپس میں غزوہ بدر کا تذکرہ کرتے رہے پھر تم نے کہا مجھ پر بہت سا قرض بھی ہے اور اہل وعیال کا بھی خیال ہے یہ سب کچھ نہ ہوتا تو میں مسلمانوں کے ہاں بدر کے قیدیوں میں موجود اپنے بیٹے کا حال چال معلوم کرنے کے بہانے مدینہ جاتا اور موقع پا کر شمعِ نبوت کو گل کر دیتا۔ یہ سن کر صفوان بولا: تمہیں کچھ فکر کرنے کی ضرورت نہیں! تمہارا قرض بھی میرے ذمہ اور تمہارے اہل وعیال کی نگہبانی و پرورش بھی میرے ذمہ، تم جاؤ اور اس ہدف کو ہر حال میں پورا کر کے آؤ! پھر تم نے صفوان سے کہا لیکن اس شرط پر کہ کسی کو ہماری اس بات کی بھنک بھی نہ پڑے۔ اس نے اس کی حامی بھر لی اور تم اپنے اس ارادے کے لئے چل پڑے جبکہ تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تمہارے ارادوں کے اور میرے درمیان حائل ہے یعنی تم اپنے ارادے کی تکمیل نہیں کر سکتے۔

## اب عمیر بن وہب کا سینہ نورِ ایمان سے جگمگانے لگتا ہے:

یہ کھری کھری باتیں سن کر عمیر چونکے بغیر نہ رہ سکا اور پرنم آنکھوں کے ساتھ بول اٹھا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ آپ پر جو وحی نازل ہوتی اور آسمانوں سے خبریں آیا کرتی تھیں ہم ان کی تکذیب تو کیا ہی کرتے تھے لیکن آج کا یہ معاملہ تو ایسا تھا کہ......

وَهٰذَا اَمْرٌ لَمْ يَحْضُرْهُ اِلَّا اَنَا وَصَفْوَانُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ مَا اَتَاكَ بِهٖ اِلَّا اللّٰهُ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ وَسَاقَنِيْ هٰذَا الْمَسَاقَ ثُمَّ شَهِدَ شَهَادَةَ الْحَقِّ

میرے اور صفوان کے علاوہ اس کی خبر ہی کسی کو نہ تھی پس اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اس معاملے کی خبر اللہ ہی نے آپ کو پہنچائی ہے۔ سو میں اللہ

تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں جس نے مجھے نعمتِ اسلام سے بہرہ مند فرمایا اور مجھے اس راہ پر چلایا پھر انہوں نے سچے دل سے دینِ حق کی برملا گواہی دی۔

### انہیں دینی تعلیمات سے روشناس کراؤ!

اب رسولِ کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:......

فَقِّهُوْا اَخَاكُمْ فِيْ دِيْنِهٖ وَاَقْرِؤُهُ الْقُرْاٰنَ وَاَطْلِقُوْا لَهٗ اَسِيْرَهٗ

اپنے بھائی عمیر رضی اللہ عنہ کو دینی تعلیمات سمجھاؤ، انہیں قرآن کریم کی تعلیم دو اور (ان کے ایمان لانے کی خوشی میں) ان کے قیدی کو بھی آزاد کر ڈالو! [1]

اب صحابہ کرام نے عمیر رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور ان کے اسلام لانے پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور ان کی تکریم میں ان کے قیدی بیٹے کو بھی چھوڑ دیا۔

### آج جمعۃ المبارک ہے، آدابِ جمعہ:

پھر حضور ﷺ نے جمعۃ المبارک سے متعلق کچھ باتیں ارشاد فرمائیں: ''بندے پر اللہ کا حق ہے کہ (کم از کم) ساتویں روز اپنے سر اور پورے بدن کو دھوئے یعنی غسل کرے۔ [2]''

### اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہ معاف:

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے یا جس قدر ممکن ہو پاکی حاصل کرے، تیل اور خوشبو لگائے پھر مسجد میں اس طرح جائے کہ دو آدمیوں کو جدا کر کے ان کے درمیان نہ بیٹھے خوب اچھی طرح نماز ادا کرے۔ جب امام بات کر رہا ہو تو خاموشی سے سنے تو اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ [3]

### جمعہ کے لئے آنے والے لوگ تین قسم کے ہیں:

رحمتِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ میں تین طرح کے آدمی آتے ہیں:......

(1) ایک تو وہ جو وہاں آ کر بیہودہ بات چیت کرے بس اس کا حصہ وہی ہے یعنی

---

[1] سیرۃ النبویہ لابن هشام، ١/٦٦٠، اسلام عمیر بن وهب رضی الله عنه

[2] صحیح مسلم، الجمعة، باب: الطیب والسواك یوم الجمعة [3] بخاری، الجمعة، باب: الدهن للجمعة

اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔

⑩ دوسرا وہ ہے جو وہاں آ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، اللہ چاہے تو اس کی دعا قبول کرلے چاہے تو نہیں۔

⑩ تیسرا وہ ہے جو وہاں آ کر خاموشی سے بیٹھے نہ لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے بڑھے اور نہ کسی کو تکلیف پہنچائے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک بلکہ مزید تین دن تک کے گناہ کے لیے کفارہ بن جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس گنا ثواب ملے گا۔ [1]

## نمازِ جمعہ کے لئے پہلے آنے پر زیادہ اجر کی بشارت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولین و آخرین کے سردار حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: جب جمعۃ المبارک کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے اور اس کے بعد آنے والے لوگوں کے نام لکھنے لگ جاتے ہیں۔ ان میں سے جو شخص پہلے پہل جائے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اونٹ کی قربانی کی ہو بعد میں آنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گائے کی قربانی کی پھر بعد میں آنے والا دنبہ کی قربانی کرنے والا اس کے بعد آنے والا ایسا ہے جیسے اس نے مرغی راہِ خدا میں قربانی کی اور سب سے بعد آنے والا ایسا ہے جیسے اس نے انڈا صدقہ کیا ہو۔ بعد ازاں جب امام خطبہ کے لئے آجاتا ہے تو فرشتے اپنا رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں۔ [2]

## اختتامِ مجلس:

نمازِ فجر سے لے کر اب تک بہت وقت گزر چکا ہے آپ ﷺ بدستور وہاں تشریف فرما ہیں طرح طرح کے معاملات درپیش ہیں متفرق دینی امور اور اپنی منصبی ذمہ داریوں سے آپ ﷺ عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: الکلام والامام یخطب

[2] صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب: الاستماع الی الخطبۃ

کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کچھ ضروری کام کاج وغیرہ کے لئے رخصت لے کر چلے گئے ہیں اور بہت سی جماعت تاہنوز آپ کے ہمراہ، آپ کی مجلسِ پاک میں موجود باہمی مشاورت اوران دینی امور میں براہِ راست آپ کے ساتھ شریک ہیں۔

تھوڑی دیر مزید گزر چکی ہے اوراب ......آثار یہ بتاتے ہیں کہ اختتام مجلس ہے اور آپ اٹھنا چاہتے ہیں سورج کافی اوپر چڑھ آیا ہے اور دھوپ کی تمازت بڑھ گئی ہے۔

## یمامہ کا رئیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قید میں:

لیجئے! آپ اپنی نشست سے اٹھے ہیں اور اٹھ کر مسجد میں ذرا ایک طرف کو آئے ہیں جہاں ایک قیدی آج تیسرے روز سے بندھا ہوا ہے روزانہ اسے ضروری حوائج کے لئے کھولا جاتا ہے پھر باندھ دیا جاتا ہے اس نے اپنے علاقے میں آنے والے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اذیتیں دی تھی اورانہیں شہید بھی کیا تھا۔

مدینہ سے بہت دور ایک گزرگاہ پر سپہ سالارِ اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے چند صحابہ کو پہرے پر مامور کیا ہوا تھا یہ رات کی تاریکی میں وہاں سے گزر کر مکہ مکرمہ جانا چاہ رہا تھا کہ پکڑ کر مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ نے اسے پہچانتے ہوئے فرمایا:......

اوہ! یہ تو ثمامہ بن اُثال ہے!

اپنی قوم بنو حنیفہ کا سردار!

اور اپنے علاقے یمامہ کا رئیس!

آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ آپ روزانہ اس کے پاس جاتے اور اسلام کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرتے۔دن رات وہ مسجد میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال و افعال کو دیکھتا رہتا۔آپ چاہتے تو پہلے ہی روز اسے قتل کروا دیتے لیکن آپ لوگوں کو روندنے اور انسانوں کو قتل کروا کے اپنی دھاک بٹھانے والے نہ تھے نہ ہی آپ کو اس سے کوئی

خوشی ہوتی تھی آپ نرم مزاج تھے اور نرمی کو پسند فرماتے تھے۔ اسلام کے اصولِ فطرت اور اپنے اخلاقِ کریمانہ سے لوگوں کو متاثر کرتے تھے پھر جس خوش نصیب کے دل میں کچھ سلامتی ہوتی یا رب تعالیٰ جسے نورِ اسلام سے منور کر دیتا وہ نعمتِ اسلام پالیتا اور جو ازلی بدنصیب ہوتا وہ سب شواہد پا کر، آپ کے معجزات و کمالات دیکھ کر اور اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہو کر بھی محروم رہتا اپنی ہٹ دھرمی اور باطنی عناد اسے شمعِ حق کے قریب نہ آنے دیتا۔

## ثمامہ نامی قیدی کو قبولِ اسلام کی دعوت:

حضور ﷺ قریب آئے اور پہلے دو دنوں کی طرح آج بھی پوچھا:

اُثال کے فرزند ثمامہ! کیا خیال ہے؟

ثمامہ نے کہا: اے محمد ﷺ! میری ایک ہی بات ہے جو پہلے روز کہہ چکا ہوں!

- اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو ایک خونی قاتل کو ٹھکانے لگا دیں گے
- مجھ پر احسان کر دیں تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے
- اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا دل چاہے مانگ لیجئے ادا کر دیا جائے گا۔

لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرنے والے پیغمبر نے چند ثانیے کے لئے گہری خاموش اختیار کر لی۔ پھر مدینہ کے سلطان نے اپنے نرالا حکم صادر فرمایا ...... ارشاد ہوا: اسے آزاد کر دو!

چنانچہ ایک آنِ واحد میں آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی رسیاں کھول کر ثمامہ کا راستہ کھلا چھوڑ دیا گیا وہ مسجد سے باہر نکلا ...... قریب ہی ایک باغ میں جا کر غسل کیا پھر مسجد کی طرف لوٹ آیا لیکن اب اس کے آنے کا انداز اور تھا اس کی نگاہیں بدل چکی تھی اس کے تیور کچھ اور ہی کہہ رہے تھے۔

مسجد میں داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ کونین کے آقا کے مقدس چہرے پر پڑی اور اس کے دل کی آواز اس کی لبوں پر آ گئی ...... وہ کہہ رہا تھا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر وہ کہنے لگا: اے محمد مصطفیٰ ﷺ!

- روئے زمین پر آپ سے زیادہ بغض مجھے کسی سے نہ تھا مگر اب آپ سے زیادہ محبت کسی سے نہیں۔
- بخدا! آپ کے دین سے زیادہ ناپسند مجھے کوئی دین نہیں تھا مگر اب آپ کے دین سے زیادہ پسندیدہ مجھے کوئی دین نہیں ہے۔
- اللہ کی قسم! آپ کے شہر سے زیادہ بُرا مجھے کوئی شہر نہیں لگتا تھا مگر اب آپ کے شہر سے زیادہ اچھا مجھے کوئی شہر نہیں لگتا۔

علاوہ ازیں میری عرض یہ ہے کہ آپ کے سواروں نے مجھے اس وقت پکڑا جب میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا (سن ۹ ہجری تک کفار و مشرکین بھی اپنے رسومات کے مطابق حج و عمرہ ادا کیا کرتے تھے) اب میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اسے بشارت دی اور عمرہ کا صحیح طریقہ بھی سکھایا یوں وہ مدینہ منورہ سے عمرہ کے سفر کے لئے جانبِ مکہ روانہ ہو گیا۔ [1]

## نمازِ چاشت کی ادائیگی:

پھر آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں جھک جاتے ہیں اور چاشت کی نماز ادا فرماتے ہیں۔

سیدنا حنظلہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دن خوب چڑھ آتا اور لوگ سب ادھر اُدھر (کام کاج میں) بکھر جاتے تو رسولِ کریم ﷺ مسجد تشریف لے آتے اور دو رکعت چاشت ادا فرماتے۔ [2]

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عموماً آپ ﷺ نمازِ چاشت کی چار رکعت ادا فرماتے تھے اس سے زیادہ بھی جس قدر اللہ چاہتا ادا فرما لیتے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: وفد بنی حنیفه و حدیث ثمامه بن اثال رضی الله عنه

[2] ذکره المتقی الهندی فی کنز العمال، رقم: ٢٣٤٤٠، والسیوطی فی الحاوی: ٦٢/١

[3] صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب: استحباب صلاة الضحیٰ وان اقلها رکعتان واکملها ثمان

سیدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے نمازِ چاشت کی آٹھ رکعات مختصر طور پر ادا فرمائیں۔ [1] چاشت کی نماز رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ نماز تھی۔ اس سے روزی میں بھی خاص برکت آتی ہے۔

## مجھے آپ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری جان سے پیارے دوست حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی:

(۱) ۔ ہر ماہ تین روزے رکھا کروں (ایامِ بیض، یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو)

(۲) ۔ چاشت کے وقت میں دو رکعت ادا کرنا

(۳) ۔ سونے سے قبل نمازِ وتر ادا کر لینا۔ [2]

## نمازِ چاشت کا بے مثال اجر:

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں جو شخص صبح کرے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔

سنو!

- سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے
- الحمد للہ کہنا صدقہ ہے
- لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے
- اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے
- نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے

اور اِن سب صدقاتِ کا متبادل چاشت کے وقت دو رکعت کا پڑھ لینا ہے۔ [3]

سیدنا مُعاذ بن انس جُہنی رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد وہیں اپنی جگہ پر

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: من تطوع فی السفر فی غیر دبر الصلاة وقبلهما

[2] صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب: استحباب صلاة الضحیٰ وان اقلها رکعتان.. [3] ایضاً

بیٹھا رہے (ذکر و استغفار اور) بھلائی کی باتوں کے علاوہ کچھ نہ کرے تو اس کی ساری خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ ❶

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ اس وقت نمازِ چاشت ادا فرماتے تھے جب سورج مشرق سے اس قدر بلند ہو جاتا تھا جتنا عصر کے وقت مغرب کی جانب بلند ہوتا ہے۔ ❷

## دعا پڑھ کر آپ مسجد سے باہر تشریف لے آتے ہیں:

ربِ ذوالجلال کی بارگاہ میں دیر تک رسول اللہ ﷺ کی جبینِ نیاز جھکی رہی نمازِ چاشت سے فراغت پا کر آپ مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے پہلے بایاں قدم مسجد سے باہر رکھا پھر دایاں...... آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے:......

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ❸

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں!

## حاتم طائی کی بیٹی رہائی کی فریاد کرتی ہے:

مسجد سے باہر آ کر آقا علیہ السلام ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ سامنے سے سفّانہ بنت حاتم طائی نے آپ کی توجہ چاہی وہ سریہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے قیدیوں میں پرسوں سے آئی ہوئی تھی اور یہ درخواست وہ پہلے بھی کر چکی تھی جو آج کرنا چاہ رہی تھی حضور نبی کریم ﷺ کے دو قدم پیچھے چلتے ہوئے ایک شخص نے اسے حضور سے اپنا مدعا بیان کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے موقع غنیمت جانا اور کہا:

اللہ کے رسول! میرا باپ فوت ہو چکا ہے اور میرا بھائی بھاگ گیا ہے!

آپ مجھ پر مہربانی کیجیے! اللہ آپ پر مہرباں ہو!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے لیکن تم عجلت سے کام نہ لو! جب کوئی اچھا

---

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب: صلاة الضحیٰ

❷ مسند احمد، من مسند علی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۱۸۷

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرھا، باب: ما یقول اذا دخل المسجد

اور باوثوق آدمی مل جائے تو مجھے بتا دینا میں اس کے ہمراہ تمہیں بھیج دوں گا تاکہ وہ تمہیں بحفاظت تمہارے علاقہ میں پہنچا دے۔ پھر اس نے اس اشارہ کرنے والے محسن کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر جب اسے اپنی قوم کے کچھ افراد مل گئے تو آپ ﷺ نے اسے کچھ زادِ راہ اور کپڑے وغیرہ دے کر آزاد فرما دیا۔ ❶

## حضور ﷺ کے چلنے کا مبارک انداز:

اب آپ کے قدموں میں کچھ تیزی آ گئی ہے آپ جوتا گھسیٹ کر نہیں بلکہ پاؤں اٹھا اٹھا کر رکھ رہے ہیں اس قدر پاؤں میں جماؤ ہے کہ جیسے انسان پہاڑ سے اترتے ہوئے پاؤں جما کر رکھتا ہے۔ ❷

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا ایسی چمک اور روشنی کہ گویا آفتاب آپ کے چہرے میں چمک رہا ہو۔ میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا زمین گویا کہ آپ کے لئے لپٹی جاتی تھی آپ معمول کی رفتار چلتے اور ہم بہ مشکل آپ کے ساتھ چل پاتے۔ ❸

## آپ بازار تشریف لے جاتے ہیں:

چلتے چلتے رسولِ کریم ﷺ مدینہ طیبہ کے بازار کی جانب تشریف لے آئے ہیں آپ کے ہمراہ چند اصحاب رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ قرآنِ حکیم بتاتا ہے:

﴿ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ﴾ ❹

"اور کفار نے کہا یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے"

## نبی علیہ السلام تاجروں سے مخاطب ہیں، دعا اور چند ارشادات:

آپ ﷺ اپنی ضروریات کے لئے بھی بازار جاتے تھے اور تاجروں کے اصلاحِ

---

❶ سیرۃ النبویہ لابن ہشام، فصل اسر الرسول ﷺ ابنۃ حاتم وقدوم عدی رضی اللہ عنہ

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: فی صفۃ النبی ﷺ ❸ ایضاً

❹ سورہ فرقان، آیت: ۷

احوال کے لئے بھی۔

آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! مدینہ والوں کے لئے ان کے (ناپ تول کے) پیمانوں میں برکت عطا فرما اور ان کے لئے صاع اور مُد میں برکت عطا فرما۔ ❶

آپ کا ارشاد ہے:

سچ بولنے والا اور امانت دار تاجر (روزِ قیامت) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ❷

فرمانِ نبوی ہے:

اس شخص سے بہتر کسی کا کھانا نہیں ہو سکتا جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے۔ اللہ کے پیغمبر سیدنا داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔ ❸

ارشادِ گرامی ہے:

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو خریدتے اور بیچتے وقت نیز اپنے حق کا تقاضا کرتے وقت کشادہ دلی سے کام لے۔ ❹

آپ کا مبارک ارشاد ہے:

سابقہ امتوں میں ایک تاجر لوگوں کو قرض دیتا تھا جب کسی کو تنگ دست پاتا تو اپنے جوانوں کو کہتا اسے مہلت دو یا معاف کر دو شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی معاف کر دے۔ چنانچہ (اس کی وفات کے بعد) اللہ تعالیٰ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ ❺

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر خریدنے اور بیچنے والا دونوں سچ بولیں اور سودے کے بارے میں صاف صاف بیان کریں تو ان دونوں کے لئے اس خریداری میں برکت ہو گی اور اگر دونوں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: برکة صاع النبی ﷺ ومده

❷ سنن ترمذی، البیوع، باب: ما جاء فی التجار وتسمیة النبی ﷺ ایاهم

❸ صحیح بخاری، البیوع، باب: کسب الرجل وعمله بیده

❹ ایضاً، باب: السماحة فی البیع والشراء

❺ ایضاً، کتاب البیوع، باب: من انظر معسرا

نے کسی بات کو چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کے لئے اس میں سے برکت ختم کر دی جائے گی۔ ❶

ارشادِ نبوی ہے: قسم سے مال تو بِک جاتا لیکن اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ ❷

## یوں کھجوریں بدلے میں نہ لو ایک دوسرے سے خرید لیا کرو!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کے علاقے کا عامل (زکوٰۃ کی وصولی کا ذمہ دار) مقرر کیا وہ آپ کے پاس عمدہ قسم کی کھجور لے کر آیا آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کی: نہیں! اے اللہ کے رسول! ہم یہ کھجور ایک صاع دو صاع کے عوض لیتے ہیں اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو پہلے اپنی تمام کھجوروں کو درہموں کے عوض بیچ دو پھر درہموں سے دوسری عمدہ قسم کی کھجوریں خرید لیا کرو۔ ❸

## ناپ تول میں کمی کرنے سے اجتناب کیا کرو!

رسولِ کریم ﷺ لوگوں کو ہر طرح کے دھوکے اور حرام سے بچنے کی تلقین فرماتے اور بیچی جانے والی اشیاء کی صاف حقیقت بتانے کا حکم فرماتے عیب کو چھپا کر بیچنے کو تجارتی گُر نہیں بلکہ حرام کا ارتکاب بتلاتے اور اس سے بڑی تاکید سے منع فرماتے کیونکہ اسلام میں تجارت کا مقصد صرف مال و زر کمانا اور منفعت حاصل کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی حقیقت لوگوں کی خدمت اور ان کی حاجت براری کا ذریعہ بنتا ہے۔ علاوہ ازیں معلمِ کائنات ﷺ لوگوں کو اس فعل سے بھی اجتناب کا حکم فرماتے تھے کہ جب اپنے لئے کوئی چیز خریدی جائے تو جھکتے پلڑے کے ساتھ ہو اور جب دوسروں کے لئے تولی جائے تو اس میں کچھ کمی کر دی جائے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب: اذا بیع البیعان و لم یکتما و نصحا....

❷ ایضاً، باب: یمحق اللہ الربا و یربی الصدقات

❸ ایضاً، باب: اذا اراد بیع التمر بتمر خیر منہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ○ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ○ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ○ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ○ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○ ﴾ [1]

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی لئے بڑی خرابی ہے۔ وہ لوگ جب خود ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ناپ تول کر دیں تو اس میں کمی کرتے ہیں۔ کیا انہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں؟ اس عظیم دن کے لئے جب سب لوگ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر کھڑے ہوں گے۔

## رِبا یعنی سود کے جرم سے بچتے رہو!

تجارت کے معاملات میں حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کو رِبا یعنی سود سے مکمل اجتناب کی تاکید بار بار فرماتے تھے کیونکہ یہ ایک ایسی برائی ہے جس کے خلاف اللہ کریم نے اعلانِ جنگ فرمایا ہے۔ یہ ایک ایسا میٹھا زہر ہے کہ انسان جانتے سمجھتے کے باوجود بھی اس میں مبتلا رہتا ہے بظاہر اس میں مال بڑھتا ہے مگر حقیقت میں خسارہ اس کا منتظر ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَن جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ ﴾ [2]

---

[1] سورہ مطففین، آیت: ۱۔۶

[2] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵

ترجمہ:

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قبروں سے یوں حواس باختہ ہو کر اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ سود، خرید وفروخت جیسا ہی تو ہے حالانکہ تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ سو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا، اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے پھر گناہ کا ارتکاب کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔''

آگے پھر اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ○ ﴾ [1]

ترجمہ:

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اگر ایمان رکھتے ہو تو باقی ماندہ سود کو چھوڑ دو! اور اگر تم ایسا نہیں کرتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہاں اگر توبہ کر لو تو اصل مال تمہارا ہی ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

## یہ چیزیں بدلے میں ہوں تو نقد اور برابر ہوں:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:......

- سونے کے بدلے سونا ہو تو برابر بیچو!
- چاندی کے عوض چاندی برابر بیچو!
- کھجور کے بدلے کھجور برابر بیچو!

[1] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۹۔۲۷۸

- گیہوں کے بدلے گیہوں برابر بیچو!
- نمک کے بدلے نمک برابر بیچو!
- اور جو کے عوض جو برابر فروخت کرو!

جس نے زیادہ لیا یا دیا اس نے سود کا معاملہ کیا پس سونا، چاندی کے عوض، گیہوں کھجور کے عوض یا جو کھجور کے عوض جس طرح چاہو فروخت کرو بشرطیکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ [1]

## پھر سُودی معاملات کی مذمت:

رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

- سود لینے والے پر!
- سود دینے والے پر!
- سود کے معاملات لکھنے والے پر......اور
- اس کا گواہ بننے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ [2]

## مدینہ منورہ کی منڈی میں آج خوب گہما گہمی رہی:

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بازار میں موجود ہیں ادھر اُدھر دکانوں پر لوگ بھاؤ تاؤ کر رہے ہیں اور خرید وفروخت میں بڑی گہما گہمی ہے آپ دائیں بائیں دیکھتے دھیرے دھیرے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ جہاں کوئی اصلاح طلب بات نظر آتی ہے آپ بڑی شفقت اور ہمدردی سے لوگوں کو سمجھاتے ہیں اور لوگ پوری توجہ سے آپ ﷺ کی بات سن کر اس کے مطابق اپنے عمل کو سنوار رہے ہیں۔ اور تجارت جسے ہم ایک دنیا داری کا عمل سمجھتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھال کر عبادت بنا رہے ہیں۔

## کسی نے پکارا: اے ابو القاسم!

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بازار میں تھے کہ

---

[1] سنن ترمذی، کتاب البیوع، باب: ماجاء ان الحنطة بالحنطة مثلا بمثل

[2] صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب: لعن اکل الربا وموکله

ایک شخص نے کہا آپ کو پکارا: اے ابوالقاسم ﷺ! آپ اس کی جانب متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: میں نے تو فلاں شخص کو آواز دی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میرے نام پر نام رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔ ❶

## تجارت میں مصروف ایک دیہاتی تاجر سے آپ ﷺ کی محبت:

خادمِ رسول، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت زاہر رضی اللہ عنہ سانولے رنگ کے ایک دیہاتی صحابی تھے۔ رسولِ کائنات ﷺ ان سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے وہ جب اپنے گاؤں سے آتے تو آپ ﷺ کے لئے دیہات کے تحفے تحائف لے کر آتے اور جب واپس جانے لگتے تو انہیں شہر کی چیزیں نبی اکرم ﷺ خرید کر ہدیہ فرما دیتے۔ آپ نے انہیں بازار میں دیکھا کہ وہ اپنا کچھ ساز و سامان بیچ رہے ہیں آپ نے جا کر انہیں پیچھے سے قابو کر لیا۔ وہ بولے: کون ہو بھئی! مجھے چھوڑو! کچھ مڑ کر جو انہوں نے دیکھا تو محسوس کر لیا کہ رسولِ کائنات ﷺ ہیں جو مجھ سے خوش طبعی فرما رہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا انہوں نے اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور اپنے بدن کو حضور اقدس ﷺ کے سینے کے ساتھ لگا لیا۔

رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہے کوئی یہ غلام خریدنے والا؟

انہوں نے کہا: میری کیا قیمت لگے گی؟ میں تو بہت سستا بکوں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: بھئی تم سستے نہیں! تم اللہ کے ہاں بڑے قیمتی ہو۔ ❷

## بھئی! یہ اناج گیلا کیوں ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ ایک اناج کے ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اس ڈھیر میں ڈال کر جانچا آپ کے ہاتھ کی انگلیوں پر کچھ نمی سی محسوس ہوئی تو......

آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: بھئی اناج والے! یہ کیا ماجرا ہے؟

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الادب، باب: ماجاء فی کراهية الجمع بين اسم النبی ﷺ و کنيته

❷ مسند احمد، مسند انس بن مالك رضی الله عنه، رقم: ۱۲۱۸۷

اس نے جواب میں کہا: یہ بارش پڑی تھی اس کی وجہ سے نمی آ گئی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں چاہیے کہ اس نمی والے حصے کو بھی ظاہر کر دو تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں اور دھوکہ نہ کھائیں۔ سنو! جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ ❶

## تاجروں کے لئے مزید راہنمائی:

رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی شخص کا خریدا ہوا مال واپس کر لیا تو اللہ کریم روزِ قیامت اس کی خطائیں معاف کر دے گا۔ ❷

حضور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خرید و فروخت کرتے دیکھا تو پکار کر فرمایا:......

اے تاجرو!

اے تاجروں کی جماعت!

یہ سن کر سب نے سر اٹھایا اور حضور ﷺ کی جانب متوجہ ہو گئے رحمتِ دو عالم ﷺ کی طرف دیکھنے لگے تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تاجر لوگ روزِ قیامت نافرمان اٹھائے جائیں گے سوائے ان تاجروں کے جو اللہ سے ڈریں، سچائی اور نیکی اختیار کریں۔ ❸

رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے کوئی چیز بیچی اور اس میں کوئی عیب تھا جو بیان نہیں کیا تو وہ آدمی ہمیشہ اللہ کی ناراضگی میں رہے گا اور اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ ❹

## عروہ تم جاؤ! میرے لئے ایک بکری خرید کر لاؤ!

سیدنا عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے ایک دینار دیا اور حکم فرمایا کہ ایک بکری خرید کر لاؤں چنانچہ میں نے (بازار جا کر) اس دینار کی دو بکریاں

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: من غش فلیس منا

❷ سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب: الاقالة

❸ سنن ترمذی، کتاب البیوع، باب: ما جاء فی التجار وتسمیة النبی ﷺ ایاهم

❹ سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب: من باع عیبا فلیبینه

خریدیں پھر ان میں سے ایک بکری ایک دینار کے عوض میں بیچ دی۔ یوں میں ایک بکری اور ایک دینار بچا کر آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور آپ کو ساری بات بتائی آپ ﷺ خوش ہوئے اور میرے لئے خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو میں مٹی بھی خرید لیتا تو میرے لئے نفع بخش ثابت ہوتی۔ ❶

## رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑا خریدتے ہیں، عجیب واقعہ:

رسول کریم ﷺ نے بازار میں ایک دیہاتی شخص سے گھوڑا خریدا اور اسے ساتھ آنے کو فرمایا تا کہ وہ اپنے گھوڑے کی قیمت وصول کر لے۔ آپ ﷺ جلدی جلدی روانہ ہوئے لیکن وہ دیہاتی آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ اتنے میں کچھ لوگ آئے اور اس سے گھوڑے کے بارے میں جاننا چاہا ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کچھ بھاؤ تاؤ بھی اس سے شروع کر دیا۔ ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ رسول کریم ﷺ یہ گھوڑا خرید چکے ہیں یہاں تک کہ بعض حضرات نے آپ ﷺ کی طے کردہ قیمتِ خرید سے کچھ زیادہ قیمت اسے دینا چاہی۔

یہ دیکھ کر اس شخص نے رسول کریم ﷺ کو آواز دی اور کہا: اگر آپ یہ گھوڑا خریدتے ہیں تو ٹھیک! نہیں تو میں (دوسرے شخص کے ہاتھ) فروخت کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ اس کی بات سن کر وہیں ٹھہر گئے اور ارشاد فرمایا:

یہ گھوڑا تو تم مجھے بیچ چکے ہو؟

یہ بات سن کر اس دیہاتی شخص نے کہا: بخدا! میں نے تو نہیں بیچا۔

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ یقینی بات ہے کہ میں تو تم سے خرید چکا ہوں۔

## حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو دوہری گواہی کا استحقاق:

اسی اثناء میں کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے کچھ آپ ﷺ کے طرف دار ہو گئے اور کچھ اس دیہاتی کی بات توجہ سے سننے لگے۔ اس دوران اس دیہاتی نے آپ ﷺ سے

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: سؤال المشرکین أن یریھم النبی ﷺ ایة۔۔۔

مطالبہ کیا کہ آپ اپنا گواہ پیش کریں کہ میں یہ گھوڑا آپ کو فروخت کر چکا ہوں۔ حضرت خُزَیْمَہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وہیں کھڑے تھے وہ بے ساختہ بول اٹھے: میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ رسولِ کریم ﷺ نے یہ گھوڑا تم سے خریدا ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: تم کس وجہ سے شہادت دے رہے ہو جب کہ تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے؟ خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ نے فرمایا میں یہ گھوڑا خرید چکا ہوں تو میں جان گیا کہ یقیناً آپ نے خریدا ہے (آپ چونکہ اللہ کے سچے رسول ہیں لہٰذا میں نے) آپ کی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے یہ گواہی دی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے خوش ہو کر حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو شخصوں کی گواہی کے برابر قرار دیدی۔ [1]

## کھیلتے بچوں میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پا کر خوش طبعی فرماتے ہیں:

بازار میں آپ کی ملاقات سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ اس کے بارے میں خود سیدنا انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ...... ہمارے آقا ﷺ سب سے بہترین اخلاق والے تھے ایک روز آپ نے مجھے ایک کام کے لئے بھیجا میں اس کام کے لئے چل نکلا لیکن جب بازار سے گزر رہا تھا تو میں نے چند بچوں کو کھیلتے دیکھا میں بھی وہاں کھڑے ہو کر ان کا کھیل دیکھنے لگ گیا اچانک کسی نے آ کر مجھے پیچھے گردن سے آ پکڑا۔ میں نے مڑ کر جو دیکھا تو رحمتِ کائنات ﷺ کھڑے مسکرا رہے تھے۔

پھر آپ ﷺ نے پیار سے انس کی بجائے مجھے فرمایا: اے اُنَیس! جس کام کے لئے بھیجا تھا وہاں گئے ہو یا نہیں؟ میں نے عرض کی: ابھی جاتا ہوں میرے پیارے آقا! [2] یہ کہہ کر میں اس کام کے لئے چل دیا۔

## جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کائنات ﷺ نے ایک جگہ کچھ

---

[1] سنن نسائی، کتاب البیوع، باب: التسہیل فی ترک الاشہاد علی البیع

[2] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقا

اناج دیکھا جس کا اوپر والا حصہ بیچنے والے نے بڑا چُن چُن کر سنوار رکھا تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اندر ڈال کر دیکھا تو اندر اس جیسا ستھرا مال نہ پایا ارشاد فرمایا: یہ جو اچھا اچھا ہے اسے الگ بیچو اور یہ جو عام قسم کا اناج ہے اسے الگ فروخت کرو......اور یاد رکھو جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ [1]

## ہوازن کی مہم سے آنے والے لوگ اور حضرت شیما رضی اللہ عنہا:

بازار کے ایک سرے پر آپ ﷺ کو چند صحابہ نظر آئے جو ہوازن کی ایک مہم پر روانہ کئے گئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا تھا ان پر کڑی نظر رکھنا بنو سعد بن بکر کا نجاد نامی ایک آدمی ان میں سے بھاگنے نہ پائے اس فرمان کے پیش نظر ان لوگوں کو کڑی نگرانی میں مدینہ طیبہ لایا گیا ان میں شیما نام کی ایک عورت بھی تھی جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا میں تمہارے نبی ﷺ کی بہن ہوں لیکن انہوں نے اس کی کچھ نہ سنی۔ بعد میں جب وہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے پہنچ گئے تو پھر اس عورت نے یونہی کہا تو آپ نے فرمایا: اگر واقعی تم سچ کہہ رہی ہو تو اس کی کچھ دلیل بھی تو ہوگی؟ تو اس نے اپنے بازو سے کپڑا ہٹا کر دکھایا کہ بچپن میں ایک بار میں آپ کو کچھ تنگ کر رہی تھی تو آپ نے یہاں مجھے کاٹ لیا تھا وہ نشان اب بھی باقی تھا جسے دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پہچان لیا پھر اس کے لئے چادرِ رحمت بچھائی اس پر اسے تکریم سے بٹھایا۔

## رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا کی عزت و تکریم:

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اختیار ہے یہاں رہو تو عزت و تکریم سے رکھیں گے اور اگر جانا چاہو تو مال و متاع دے کر عمدہ طریقے سے رخصت کر دیتا ہوں۔ اس نے جانے کو ترجیح دی تو آپ ﷺ نے اسے ایک غلام، ایک باندی اور کچھ سازو سامان دے کر رخصت فرما دیا۔ [2]

---

[1] مسند احمد، من مسند عبد اللہ بن عمرؓ، رقم الحدیث: ٤٨٦٧

[2] السیرۃ النبویۃ ٣/٦٨٩ - السیرۃ النبویۃ للندوی، صفحہ: ٣٥٨

## اے سلمہ! یہ خوبصورت لڑکی مجھے دے دو!

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے قبیلہ فزارہ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں جہاد کیا جن میں سے کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ لوگ قیدی بنا لئے گئے اور ان لوگوں میں قبیلہ فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا خوب صورت لباس پہنے ہوئے تھی اور اس کے ساتھ عرب کی ایک حسین ترین لڑکی تھی میں ان سب کو جمع کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ لڑکی انعام کے طور پر مجھے عنایت فرما دی۔

جب ہم مدینہ منورہ آ گئے اور میں نے ابھی تک اس لڑکی کا کپڑا نہیں کھولا تھا کہ بازار میں رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا: اے سلمہ! یہ لڑکی مجھے دے دو! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! واللہ! یہ لڑکی مجھے بہت اچھی لگی ہے اور میں نے اس کا ابھی تک کپڑا ابھی نہیں کھولا۔

اگلے دن پھر میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے بازار میں ہوگئی تو آپ نے پھر فرمایا: اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دے دو! تمہارا باپ بہت اچھا تھا! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اب وہ لڑکی آپ کی ہوگئی بخدا میں نے تو ابھی اس کا کپڑا تک نہیں کھولا تھا۔ اس کے بعد امت کے غم خوار آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ لڑکی مکہ والوں کو بھیج کر اس کے بدلہ میں بہت سے مسلمانوں کو چھڑایا جو کہ مکہ میں قید تھے۔ [1]

(دراصل حضور ﷺ اس کے بدلے میں اپنے کچھ امتی قید سے آزاد کروانا چاہتے تھے آپ کو اپنی امت کی کتنی فکر تھی اور آپ کے مقاصد کتنے پاکیزہ اور عزائم کس قدر بلند ہوا کرتے تھے۔)



## مزدور کی قدرومنزلت کا نرالا انداز:

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بڑے ادب واحترام سے ملے، سلام اور مصافحہ کیا جب وہ رسالت مآب سے مصافحہ کر رہے تھے تو

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب: التنفيل وفداء المسلمين بالأساری

آپ ﷺ نے ان کے ہاتھوں میں سختی محسوس کی پھر ان کے دونوں ہاتھ اپنے سامنے کھول کر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ اس قدر سخت کیوں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: حضور! میں اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالنے کے لیے اپنے باغ میں محنت ومشقت کرتا ہوں، کدال اور کسی وغیرہ چلاتا ہوں اس محنتِ شاقہ کے سبب میرے ہاتھ سخت ہو گئے ہیں۔

فَقَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ وَقَالَ كَفَّانِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى

آپ ﷺ نے ان کے دونوں ہاتھ چوم لیے اور فرمایا: یہ ہتھیلیاں اللہ جل شانہٗ کو بہت پیاری ہیں۔ [1]

## وہ اپنے بھائی کی شکایت لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان آیا جو خود کام کاج کیا کرتا تھا اور اس کا دوسرا بھائی رسالت مآب ﷺ کی خدمتِ اقدس میں زیادہ وقت کے لئے حاضری دیا کرتا تھا۔ اس نے آکر بھائی کی شکایت کرتے ہوئے کہا: حضور! میرا بھائی کچھ کماتا نہیں ہے (بس آپ ہی کے ہاں بیٹھا رہتا ہے) یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ تمہیں اسی کی وجہ سے روزی ملتی ہے۔ [2]

رحمتِ کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

جس نے اس حال میں صبح کی کہ اسے اپنے گھر میں سکون حاصل ہو، صحت وتندرستی بھی نصیب ہو اور اس دن کا کھانا بھی اسکے پاس موجود ہو تو گویا کل کائنات اس کو عطا کر دی گئی۔ [3]

## بھیک مانگنے سے اجتناب کی تاکید:

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سوال سے بچنے کے لئے حلال طریقے سے رزق کمائے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور

---

[1] المبسوط للسرخسی، ۳۰/۴۳٦

[2] سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب: فی التوکل علی الله تعالیٰ

[3] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب: القناعة

جو شخص غرور و تکبر کے لئے کماتا ہے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہوں گے۔ [1]

## بازار سے واپسی پر اپنی صاحب زادی کے ہاں:

روزانہ کی طرح آج بھی ایسے ڈھیروں معاملات سرانجام دیتے ہوئے اب رسولِ اطہر ﷺ اپنے گھر واپس لوٹنا چاہتے ہیں۔ واپس چلتے چلتے آپ چاروں میں سب سے چھوٹی صاحبزادی جو اَبھی زندہ تھیں ان کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کی باقی تین صاحبزادیاں اور تینوں فرزند آخرت کو سُدھار گئے ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ اپنی اولاد سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور اپنے نواسے نواسیوں کو بھی نرالی شفقتوں سے نوازتے تھے۔

## آپ کی بڑی صاحب زادی، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

(11) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بڑی صاحبزادی تھیں جو آپ کی نہایت خدمت گزار اور وفادار تھیں انہیں اپنے والد کی بے پناہ محبت اور چاہت حاصل رہی۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے:

ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خادم آیا اور حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ آپ کی صاحبزادی آپ کو بلا رہی ہیں ان کا بیٹا قریب المرگ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ! میری بیٹی سے کہو کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ وہ عطا کرے یا واپس لے لے، اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے لہٰذا صبر و ضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہی خادم پھر آیا اور عرض کرنے لگا: آقا! وہ آپ کو قسم دے کر کہہ رہی ہیں کہ آپ ضرور تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ اٹھے اور چل دیے۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ چند

[1] المبسوط للسرخسی، ۴۶۱/۳۰۔ و۔ الکسب لمحمد بن الحسن الشیبانی، صفحہ: ۶۰

افراد آپ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو بچہ آخری سانس لے رہا تھا آپ ﷺ نے اسے اپنے سینے سے چمٹا لیا اور اسے خوب پیار کیا پھر اسی حالت میں آپ کا وہ نواسہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ کریم اور مہربان نانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: آقا! کیا آپ بھی رو رہے ہیں؟

رسولِ کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: یہ رحم دلی کے سبب سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور بلاشبہ وہ رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔ [1]

۸ر ہجری میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے انتقال پر آقا علیہ الصلاۃ والسلام بے حد غمگین ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ فرما رہے تھے: زینب (رضی اللہ عنہا) میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی چادرِ مبارک بھی ان کے کفن کے لئے دی تھی تاکہ اللہ کی خاص رحمت انہیں اپنی آغوش میں لے لے۔ [2]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی بڑی صاحبزادی تھیں آپ ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے جب وہ انتقال فرما گئیں تو ان کی نشانی ان کی بیٹی اُمامہ کی صورت میں آپ کے پاس موجود رہتی تھی جسے آپ اپنی شفقتوں کے گلشن میں کھلایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر رات کے نوافل ادا فرماتے۔ قیام میں اٹھائے رکھتے اور جب آپ رکوع اور سجدے میں جانے لگتے تو انہیں اپنے پاس نیچے بٹھا دیتے۔ [3]

آپ ﷺ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور ایسا اپنوں کے ساتھ کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ ﷺ بیگانوں کو بھی انتہائی شفقت سے نوازتے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب: قول النبی ﷺ یعذب المیت ببکاء اهله علیه..

[2] تفسیر ابن کثیر، پارہ ۲۸، سورہ ممتحنہ، آیت: ۱۰ جلد: ٤

[3] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: جواز حمل الصبیان فی الصلاۃ

## دوسری صاحب زادی، سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنہا:

⑫ اپنی بڑی بیٹی کی طرح آپ اپنی درمیانی بیٹیوں سے بھی بہت پیار فرماتے تھے۔سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ نے ایک ذی شرف انسان حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے کی۔ان دونوں میاں بیوی نے اللہ کی راہ میں مکہ مکرمہ سے حبشہ کی جانب ہجرت بھی کی اور ایمان کی خاطر بہت سی تکالیف اٹھائیں۔سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ اور حبشہ کی خواتین میں سب سے زیادہ خوب صورت اور باوقار تھیں۔ ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حبشہ سے آنے والوں سے اپنی صاحبزادی اور اپنے داماد کے حالات بڑی محبت سے دریافت فرماتے تھے ایک بار ایک قریشی خاتون وہاں سے آئیں تو آپ نے ان سے اِن کی خیریت دریافت کی ...... وہ کہنے لگیں: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بڑے اچھے حال میں دیکھا تھا ...... وہ سواری کی لگام پکڑ کر آگے آگے چل رہے تھے جب کہ سواری پر آپ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں آپ نے یہ سنا تو خوش ہو کر ان دونوں کے حق میں بہت سی دعائیں کیں۔ ❷

بعد ازاں حبشہ سے آکر یہ لوگ مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہو گئے جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے فتح و کامرانی پا کر واپس آرہے تھے اس دن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال کر چکی تھیں اور انہیں دفن کیا جا رہا تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے تو اپنی بیٹی کے بارے میں پوچھا اور ان کے انتقال کی خبر سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔شدتِ غم کے باعث اپنی بیٹی کی قبر پر تشریف لے گئے اور دیر تک روتے رہے اور ان کے لئے درجات کی بلندی اور مغفرت کی دعا فرماتے رہے۔

---

❶ المستدرك علی الصحیحین للحاکم، صفحہ: ۶۸۰/۲

❷ دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد ۱۷۶/۲۔ سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۳۳/۱۱

## تیسری صاحب زادی، حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا:

⑩ سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کی لاڈلی بیٹی تھیں آپ ان سے بہت پیار کرتے تھے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے سن ۳ ہجری میں ان کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کردیا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت حضور ﷺ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ دیکھو جبریل امین علیہ السلام آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی کا نکاح بھی آپ سے کردوں۔ [1]

آپ ﷺ ان کے ہاں کھانے پینے کی چیزیں اور ہدیے بھجوایا کرتے تھے اور خود بھی بکثرت تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز آقا علیہ السلام ان کے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: تم عثمان رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتی ہو؟ انہوں نے کہا ابا جان! میں نے انہیں بہت بہتر پایا ہے۔ آپ ﷺ نے کمالِ شفقت سے فرمایا: ان کی خوب تکریم کیا کرو کہ اخلاقِ کریمانہ میں میرے صحابہ میں سے یہ مجھ سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔ [2]

چھ سال کے بعد سنہ ۹ ہجری میں ان کا بھی انتقال پُرملال ہوگیا تو کریم آقا اور شفیق باپ سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ نے اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کو انہیں اچھی طرح غسل دینے کا حکم فرمایا اور اپنی چادرِ رحمت ان کے کفن کے لئے عطا فرمائی اور خود اپنی بیٹی کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب حضرت ابوطلحہ، حضرت علی، حضرت اسامہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم انہیں قبر میں اتار رہے تھے تو پیارے رسول ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور لبوں پر دعائیہ کلمات تھے۔ [3] یوں یہ تینوں صاحبزادیاں رسول اللہ ﷺ کو داغِ مفارقت دے کر آخرت کو سدھار گئیں۔

---

[1] رحمة للعالمين، جلد دوم ص: ۹۸۔ معرفة الصحابة لأبي نعيم، ۲۲۳/۲۲، رقم: ۶۷۲۷

[2] الذرية الطاهره للدولابي، جز ۶۹/۱۔ معرفة الصحابة لأبي نعيم، ۱۴۸/۱، رقم: ۲۱۴

[3] رحمة للعالمين، جلد دوم ص: ۹۸۔ صحيح بخاري، الجنائز، يعذب الميت ببكاء اهله عليه..

## چھوٹی صاحبزادی، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا:

۞ پیارے رسول ﷺ کی چوتھی، سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں جیسا کہ ماں باپ کو عموماً چھوٹی اولاد سے زیادہ محبت ہوتی ہے اللہ کے نبی ﷺ بھی اپنی چھوٹی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت فرماتے تھے۔

آپ ﷺ جب کسی سفر سے لوٹ کر آتے یا کسی سفر پر روانہ ہونے لگتے تو اولاً مسجد میں تشریف لاتے اور دوگانہ ادا فرماتے پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے۔ جب آپ بیمار ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ ❶

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ اُحد سے پہلے طے پایا۔ صحیح روایات میں ہے کہ آپ غزوۂ احد میں شامل تھیں اور جب مدینہ طیبہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ سپہ سالارِ اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ شہید ہوگئے ہیں آپ میدانِ جنگ میں پہنچیں اس وقت آپ ﷺ غار سے باہر نکل رہے تھے انہوں نے آپ کے زخموں کو دھویا اور جب دیکھا کہ خون نہیں تھم رہا تو دستورِ عرب کے مطابق کپڑا اجلا کر اس کی راکھ زخموں پر رکھی جس کے بعد خون بہنا بند ہوگیا۔ ❷

رسولِ کریم ﷺ ارشاد فرماتے: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ ❸ نیز آپ کا ارشاد پاک ہے: فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھے سب سے زیادہ پیاری ہیں۔ ❹

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز پیارے آقا نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لیے آئے دیکھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں کسی بات پر مسکرا رہے ہیں۔ ان دونوں نے جب آپ ﷺ کو اپنی

---

❶ رحمة للعالمين ﷺ، جلد ۲/۹۹ ❷ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أُحد

❸ صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب منقبة فاطمه بنت النبی ﷺ

❹ مشكوٰة المصابيح، سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب منقبة فاطمه بنت النبی ﷺ

طرف آتے دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کمالِ شفقت سے پوچھا: ہمیں بھی تو پتہ چلے کس بات پر آپ دونوں ہنس رہے ہیں؟ تب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: ابا حضور! بات یہ ہے کہ میں کہتی تھی میں آپ کو زیادہ پیاری ہوں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں آپ ﷺ کو زیادہ پیارا ہوں۔ بس یہی بات چل رہی تھی کہ آپ تشریف لے آئے۔

آپ نے یہ سنا تو مسکراتے ہوئے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم تو میرے جگر کا ٹکڑا ہو! اور علی رضی اللہ عنہ مجھے تم سے بھی عزیز تر ہے۔ [1]

**یہ حضور ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھیں:**

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنی چال ڈھال میں اور بات کرنے کے انداز میں حضور ﷺ سے جس قدر مشابہ تھیں اتنا کوئی اور نہ تھا جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ اور پیشانی چومتے۔ ان سے خیریت دریافت فرماتے اور مرحبا کہتے ہوئے انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب آقا علیہ السلام ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑے ہو کر اپنے پیارے ابا کا استقبال کرتیں اور آپ کے پاکیزہ ہاتھوں کو بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ [2]

رسولِ کریم ﷺ جب ایامِ علالت میں تھے آپ آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں کوئی بات ارشاد فرمائی جسے سن کر آپ رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ انہیں اپنے قریب کر کے کان میں کچھ فرمایا تو مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد پوچھا کہ وہ بات کیا تھی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: پہلے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! میں جس بیماری میں ہوں اسی میں میرا وصال ہو جائے گا اس پر میں رونے لگی۔ دوسری بار آپ ﷺ نے فرمایا: میرے گھرانے کا جو

---

[1] رواہ الطبرانی باسناد صحیح، اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب، ص: ۲ علامہ مناوی

[2] صحیح مسلم، کتاب المناقب، باب: فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۰۴۵

شخص سب سے پہلے مجھے آملے گا وہ تمہی ہو...... یہ سن کر میں خوشی سے مسکرانے لگی۔ ❶

## میرے نواسوں کو جلدی سے لے آؤ!

حضرت محمد ﷺ مسجد سے بازار اور بازار سے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے ہاں گھر تشریف لے آئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کی شہزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمتِ دوجہاں ﷺ جب میرے گھر آتے تو ارشاد فرماتے میرے بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ۔ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آتے تو آپ انہیں پیار سے سونگھتے اور محبت سے اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیتے۔ ❷

## اے اللہ! تو بھی ان سے محبت فرما!

ایک حدیث پاک میں ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو آنحضور ﷺ اپنے مبارک کندھے پر اٹھائے ہوئے دعا فرماتے جا رہے تھے:......

اے اللہ!

میں حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ ❸

ایک بار نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دعا فرمائی:

اے اللہ!

میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔ ❹

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا آپ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے دل لگی کرتے ہوئے ان کو کندھوں سے پکڑ کر اوپر اٹھا رہے تھے اور مسکراتے ہوئے خوش طبعی کے طور پر یہ الفاظ فرما رہے تھے تَرَقَّ عَيْنَ بَقَّة یہاں تک کہ ان کے قدم اپنے نانا جان ﷺ کے سینہ مبارک پر آپہنچے...... پھر آپ ﷺ نے شفقت سے انہیں فرمایا اِفْتَحْ فَاكَ اپنا منہ کھولو!

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقب حسن و حسین رضی اللہ عنہما

❸ ایضاً ❹ ایضاً

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے انہیں چوم لیا اور دعا دی اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو شخص اس سے محبت رکھے تو اس سے بھی محبت فرما۔ ❶

رحمۃ للعالمین ﷺ ایک روز منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے سامنے دیکھا تو سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سرخ رنگ کے دھاڑی دار جوڑے پہنے گرتے ڈگمگاتے چلے آ رہے ہیں آپ ﷺ منبر سے اترے اور انہیں اٹھا لیا پھر جا کر منبر پر بیٹھ گئے اور سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بجا فرمایا ہے کہ ”تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہے“ میں نے ان بچوں کو اس حال میں دیکھا کہ گرتے پڑتے چلے آ رہے ہیں صبر نہ کر سکا اور دورانِ خطبہ ہی انہیں اٹھا لیا۔ ❷

بچوں سے شفقت کرنے والے پیارے نبی ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: یہ دونوں میری دنیا کے پھول ہیں۔ ❸

## یہ دونوں میری دنیا کے پھول ہیں:

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسالت مآب ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ بیٹھے ہیں اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے سامنے کھیل رہے ہیں میں نے عرض کی: آقا! آپ کو ان سے محبت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے کیوں نہ محبت کروں یہ دونوں میری دنیا کے پھول ہیں میں انہیں پیار سے سونگھتا ہوں۔ ❹

ایک دفعہ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں رحمتِ کون و مکاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے مبارک کندھے پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سوار کیے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک صحابی

---

❶ مصنف ابن ابی شیبه، رقم الحديث: ۱۲/۱۰۱، رقم: ۳۲۵۸۷

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقب حسن و حسین رضی الله عنهما

❸ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: فی مناقب الحسن والحسین رضی الله عنهما

❹ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ۳۸۹۲

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے رشک آمیز لہجے میں کہا: واہ! یہ سواری کتنی خوب ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی تو دیکھو سوار بھی کتنا اچھا ہے۔ ❶

رسولِ دو عالم ﷺ ایک دفعہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے نمازِ عشاء کے لیے مسجد میں تشریف لائے، آگے بڑھے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرمادی۔ دورانِ نماز جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے اوپر سوار ہوگئے آپ ﷺ نے سجدے کو طوالت دے دی یہاں تک کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کی پیٹھ مبارک سے نیچے اتر آئے، نماز کے بعد کسی نے سجدہ اس قدر طویل کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا جگر گوشہ حسین رضی اللہ عنہ میری پیٹھ پر سوار ہوگیا تھا مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ اسے اپنے سے جدا کردوں اس لئے میں نے سجدہ طویل کردیا۔ ❷

حضور ﷺ کا ارشادِ پاک ہے: حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اہلِ جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔ ❸

## نبی علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے واپس آتے ہوئے:

رسولِ کریم ﷺ اپنی نیک سیرت صاحب زادی کے گھر سے اپنے نواسوں کو خوب پیار دے کر اب اپنے گھر کی جانب روانہ ہو رہے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ کچھ بچے کھیل رہے تھے آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور شفقت بھری نگاہ سے انہیں دیکھا اور فرمایا: پیارے بچو! السلام علیکم! ❹ بچوں نے مہربان آقا کے سلام کا جواب دیا تب آپ آگے چل دیے۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقب حسن و حسین رضی اللہ عنہما

❷ سنن نسائی، کتاب التطبیق، باب هل یجوز ان تکون سجدة اطول من سجدة

❸ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقب حسن و حسین رضی اللہ عنہما

❹ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب: التسلیم علی الصبیان

## راستے میں ایک روتی ہوئی بچی کو دلاسہ اور شفقت:

چند قدم کے فاصلے پر آپ ﷺ نے ایک بچی کو روتے دیکھا وہ کسی وجہ سے پریشان نظر آ رہی تھی آپ اس کے قریب آئے اور شفقت سے پوچھا:

کیوں رو رہی ہو؟

بچی نے بتایا: میرے مالک نے مجھے کچھ درہم دے کر آٹا خریدنے کے لیے بازار بھیجا تھا وہ مجھ سے گم ہو گئے ہیں۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے آٹا خریدنے کے لیے اسے اپنے پاس سے اتنے درہم دیدیے۔

وہ پھر بھی روتی رہی تو آپ ﷺ نے محبت سے پوچھا: اب کیوں روتی ہو؟

اس نے کہا: مالک مجھ سے ناراض ہوں گے کہ دیر سے آئی ہو!

آپ ﷺ نے مزید عنایت فرمائی اس کے ساتھ اس کے مالک کے پاس تشریف لے گئے اور اس لڑکی کے ساتھ نرمی اور درگزر کرنے کی درخواست کی۔ اور جب ان گھر والوں نے اس بچی کو معاف کر دیا تب کریم آقا ﷺ خوش ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ [1]

آپ ﷺ ہمیشہ امت کی خبر گیری میں مصروف رہتے تھے لوگوں کے کام آتے اور انسانوں کے دکھ دور فرماتے تھے آپ کو اس سے خوشی ہوتی کہ آپ کا وقت کسی کے کام آ جائے۔ آپ ایک مکمل فلاحی معاشرے کی تشکیل فرما رہے تھے جس میں ہر ایک کے حقوق کو بجا طور پر ادا کئے جانے کی فکر شامل تھی اور آپ ﷺ اس بات کے لئے کوشاں تھے کہ اللہ کے سب بندے اللہ کو پہچانیں اور اس کی عظمت کے پیش نظر اس کے سامنے جھک جائیں اور زندگی کے تمام امور میں اللہ کے احکام کی تعمیل کریں اور اللہ کے رسول ﷺ کی جامع تعلیمات اور پاکیزہ اُسوہ سے اپنے لئے راہنمائی حاصل کریں۔

---

[1] علّموا اولادکم محبّة رسول الله ﷺ، صفحہ: ۱۳

## غلاموں پر آپ کا لطف و کرم:

آپ آزاد انسانوں سے ہی نہیں غلاموں اور باندیوں سے بھی نہایت شفقت سے پیش آتے تھے اور اسلام کے کئی احکام میں کفارے کے طور اور اس کے علاوہ بھی غلاموں کو آزاد کرنے کی لوگوں کو ترغیب دلاتے۔ بہت سے غلام آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ انتہائی مانوس تھے اور اپنے دل کی باتیں آپ سے بلا جھجک کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ بھی ان کو پوری محبت سے نوازتے اور اپنی مجلسوں میں بٹھاتے اور اللہ کا دین سکھاتے تھے۔

## غلاموں کی آزادی اور ان کے حقوق:

غلاموں کو آزاد کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے یہ راہنمائی فرمائی۔

✵ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

کون سا عمل افضل ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا

میں نے پوچھا: کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بیش قیمت ہو اور مالکوں کو بہت پسند ہو۔

میں نے پوچھا: اگر میں یہ نہ کرسکوں تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کاریگر کی مدد کرو یا کسی بے ہنر آدمی کا کوئی کام سنوار دو!

میں نے پوچھا: اگر میں یہ بھی نہ کرسکوں؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو (یعنی ان کے ساتھ برائی کرنے سے باز رہو) اس لیے کہ یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہے جو تم اپنے لئے کرتے ہو۔ [1]

✵ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد

---

[1] صحیح بخاری، کتاب العتق، باب: ای الرقاب افضل

کرنے والے کے عضو کو (جہنم کی) آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔ سعید بن مرجانہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے ایک ایسا غلام آزاد کیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ دس ہزار درہم یا ایک ہزار سونے کے دینار دینے کو تیار تھے۔ [1]

✵ حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس آپ کا خزانچی داخل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تو نے غلاموں کو ان کا حق دے دیا؟ اس نے کہا نہیں! فرمایا: جا پہلے ان کو ان کا کھانا دے کر آ! اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا یہی گناہ کافی ہے کہ اپنے مملوک کا حق روک رکھے۔ [2]

## انہوں نے ایک سو غلاموں کو آزاد کیا:

✵ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے قبل زمانہ جاہلیت میں سو غلاموں کو آزاد کیا اور سو اونٹ سواری کے لئے اللہ کے راستے میں دیئے تھے۔ پھر جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو مزید ایک سو غلاموں کو آزاد کیا اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں سواری کے لئے دیئے پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ [3]

✵ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اُن چیزوں کے متعلق بھی مجھے بتلایئے جو میں جاہلیت کے زمانے میں کیا کرتا تھا مثلاً صدقہ، غلاموں کو آزاد کرنا، صلہ رحمی کرنا، کیا ان پر بھی مجھے اجر ملے گا؟ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی انہی نیکیوں کی بدولت ہی تو مسلمان ہوا ہے۔ [4]

---

[1] ایضاً، باب: فی العتق وفضلہ

[2] صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب: فضل النفقۃ علی العیال والمملوک

[3] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم

[4] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب: من تصدق فی الشرک ثم اسلم

✵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسولِ اطہر ﷺ سے عرض کیا: مجھے خیبر کے علاقے میں کچھ ایسی زمین ملی ہے جس سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ مال آج تک مجھے حاصل نہیں ہوا ارشاد فرمایئے میں اس کا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو صدقہ کر دو لہٰذا میں نے وہ زمین اس طرح سے خیرات کر دی کہ نہ تو یہ فروخت کی جائے، نہ ہبہ کی جائے بلکہ اس کو فقیروں، رشتہ داروں، غلاموں اور باندیوں کو آزاد کرانے، کمزوروں، پسماندہ لوگوں کی امداد اور مسافروں کی ضرویات پر خرچ کیا جائے اور اس زمین کی نگہبانی کرنے والا بھی مناسب مقدار میں کھا لیا کرے۔ [1]

## غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تاکید!

✵ ایک روز رسولِ کائنات ﷺ حضرت ابُوالْھَیْثَم انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تشریف لے گئے وہ اپنے گھر کا سارا کام خود ہی کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارے پاس کوئی خادم نہیں ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہمارے پاس کہیں سے غلام آ جائیں تو ہمیں یاد دلانا ہم تمہاری ضرورت کا خیال رکھیں گے۔

جلد ہی ایک روز آپ کے پاس دو غلام آئے تو ابوالھیثم رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر یاد دلایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں غلاموں میں سے جو دل چاہے پسند کر لو! انہوں نے درخواست کی آقا! آپ ہی میرے لئے ایک پسند فرما دیں! حضور ﷺ نے ایک غلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں اسے پسند کرتا ہوں اس لئے کہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے لیکن ایک بات یاد رکھو کہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا۔

## پھر ہم اسے آزاد کر دیتے ہیں:

حضور ﷺ کا یہ فرمان انہوں نے گھر جا کر اپنی بیوی کو بھی سنایا تو بیوی نے کہا جب آپ ﷺ نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے تو ایک غلام کے ساتھ اس سے بہتر کیا حُسنِ سلوک ہو سکتا ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔ بیوی کی یہ بات سن کر انہوں

---

[1] سنن نسائي، كتاب الأحباس، باب: كيف يكتب الحبس

نے اپنی ضرورت کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ اسے فوراً آزاد کردیا۔ حضور اقدس ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اظہارِ مسرت فرمایا اور ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کی زوجہ کے لئے تحسین کے کلمات ارشاد فرمائے۔ [1]

✵ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی آخری کلمات یہ تھے:۔

○ نماز کا اہتمام کرتے رہنا، نماز کی حفاظت کرتے رہنا!

○ اپنے غلاموں اور ماتحتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ [2]

**یہ غلام بھی تمہارے بھائی ہیں:**

✵ حضرت معرور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مقام ربذہ میں ملاقات کی ان کے جسم پر جیسی تہبند اور چادر تھی اسی قسم کی چادر اور تہبند ان کے غلام کے جسم پر بھی دیکھی تو میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک غلام کو اس کی ماں کے بارے میں کچھ گالی دی تھی جب نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو......

آپ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اسے اس طرح کی گالی دی ہے؟

کیا تم ایسے آدمی ہو کہ ابھی تم میں جاہلیت کا اثر باقی ہے؟

سنو! یہ غلام تمہارے بھائی ہیں ان کو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دیا ہے جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے اس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہی اس کو پہنائے اور اپنے غلاموں سے ایسا کام نہ کہو جو ان پر شاق ہو اور اگر ایسے کام کروانا ہی پڑے تو خود بھی ان کی مدد کرو۔ [3]

✵ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام ہیں ان سے روایت ہے کہ مجھے میرے آقا نے حکم دیا کہ میں گوشت کاٹوں۔ اس دوران میرے پاس ایک مسکین

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب: فی معیشۃ اصحاب النبی ﷺ

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی حق المملوک

[3] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب: المعاصی من امر الجاھلیۃ ولا یکفر...

شخص آیا تو میں نے اس میں سے اس کو کچھ دے دیا میرے مالک کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اسے بلا کر پوچھا: تم نے اسے کیوں مارا؟ اس نے کہا کہ یہ میرا کھانا میرے حکم کے بغیر دیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو اس کا ثواب تم دونوں کو ملے گا۔ ❶

❋ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ❷

❋ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو اپنے غلاموں کو قتل کرے گا ہم اس کو قِصاصاً قتل کریں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کاٹے گا ہم اس کی ناک کاٹ دیں گے۔ ❸

❋ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب مال غنیمت آتا تو آپ مکاتب غلاموں سے تقسیم کا آغاز فرماتے۔ ❹

❋ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے انصار کے لئے، اولادِ انصار کے لئے اور انصار کے غلاموں کے لئے بھی مغفرت کی دعا فرمائی۔ ❺

## غلاموں کو آزادی دیے جانے پر آپ کا ارشاد:

❋ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن صلح ہونے سے قبل کافروں کے کئی غلام، رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگ آئے تو ان کے مالکوں نے آپ ﷺ کو لکھا کہ یہ غلام آپ کے دین کی طالب بن کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ ان کی غرض تو غلامی سے نجات حاصل کرنا تھی اس پر کچھ لوگوں نے عرض کیا:......

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب: ما انفق العبد من مال مولاہ

❷ سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب: ماجاء فی الاحسان الیٰ الخدم

❸ سنن ابن ماجہ، کتاب الدیۃ، باب: ھل یقتل الحر بالعبد

❹ سنن ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ والفئی، باب: فی قسم الفئی

❺ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: فی فضائل الانصار

یا رسول اللہ ﷺ!
یہ بات درست معلوم ہو رہی ہے لہٰذا آپ ان کو ان کے مالکوں کی طرف لوٹا دیجئے۔
یہ سن کر رسولِ کریم ﷺ کو غصہ آ گیا اور فرمایا: اے قریش کے لوگو! میرا خیال ہے کہ تم باز نہیں آؤ گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر کسی ایسے شخص کو مسلط کر دے جو تمہاری نافرمانیوں پر تمہاری گردنیں اُڑائے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کی واپسی کا مطالبہ رد کر دیا اور فرمایا: یہ اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔ (اب انہیں تم غلام نہیں بنا سکتے۔) [1]

✲ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل حضرت محمد ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں اپنے امیر کی بات سنوں اور فرمانبرداری کروں اگرچہ وہ ہاتھ اور پاؤں کٹا غلام ہی کیوں نہ ہو۔ [2]

## کتاب اللہ سے لوگ بلندی پاتے ہیں:

حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نافع بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عُسفان میں ملاقات کی۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو امیرِ مکہ مقرر کرنے کا حکم دیا ہوا تھا لہٰذا ان سے پوچھا: تم نے مکہ میں کسے امیر بنایا ہے؟

انہوں نے کہا: ابن اَبزی کو!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ ابن ابزی کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کیا ایک غلام کو وہاں کا امیر بنایا ہے؟

انہوں نے کہا: وہ کتاب اللہ کا قاری (عالم) ہے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب اللہ کے ذریعہ لوگوں کو بلند کرتا اور اس (پر عمل نہ کرنے) کی وجہ سے لوگوں کو پست کرتا ہے۔ [3]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب: فی عبید المشرکین یلحقون بالمسلمین فیسلمون

[2] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: کراهیة تاخیر الصلاة عن وقتها المختار....

[3] صحیح مسلم، کتاب فضائل قرآن، باب: فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه وفضل من تعلم بالحکمة

## چند رؤساء نے آپ کے پاس آنے کی ایک شرط لگائی:

❁ ایک موقع پر اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آپ ﷺ کے ہاں آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس سیدنا صہیب، سیدنا بلال، سیدنا عمار اور سیدنا خباب رضی اللہ عنہم جیسے چند غریب اہلِ ایمان بیٹھے ہیں یہ صورتِ حال دیکھ کر ان لوگوں کو انہوں نے حقیر جانا اور آپ ﷺ کے پاس آ کر خلوت میں ملنا پسند کیا اور کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے ایک جگہ اور ایک وقت مقرر کر دیں جس کی وجہ سے عرب لوگوں میں ہماری بڑائی قائم رہے آپ کے پاس عرب قوموں کے قاصد بھی آتے ہیں لہٰذا ہمیں شرم آتی ہے کہ وہ ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھیں تو جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ان کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں اور جب ہم چلے جائیں پھر آپ انہیں اپنے پاس بٹھانا چاہیں تو بٹھا لیں۔

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ سوچ کر فرمایا ہاں یہ ہو سکتا ہے (شاید سوچا ہو کہ اس طرح یہ لوگ بھی مسلمان ہو جائیں گے) وہ بولے: بہتر ہوگا کہ آپ اس کی ایک تحریر بنا دیں۔ آپ ﷺ نے قلم کاغذ منگوایا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کے لئے بلایا۔

## میرے حبیب! آپ انہیں اپنے پاس سے مت اٹھائیے!

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم غریب لوگ اور غلام ایک جانب کونے میں خاموشی سے بیٹھے کہہ رہے تھے ٹھیک ہے جو اللہ کی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی مرضی۔ اسی اثنا میں سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآنِ کریم کی یہ آیت لے کر نازل ہوئے......

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

[سورۃ الأنعام، آیت: ۵۲]

”جو لوگ صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں اور وہ اللہ کی رضا مندی کے طالب ہیں ان کو اپنے پاس سے مت دور کیجئے ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی آپ سے کچھ نہ ہوگی اور نہ ہی آپ کا حساب ان سے کچھ ہوگا اگر تو آپ نے ان کو اپنے ہاں سے دور کر دیا تو آپ ناانصافوں میں سے ہو جائیں گے۔“

## اللہ کا شکر ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں:

پھر اللہ تعالیٰ نے اقرع بن حابس اور عیینہ کی اپنے کلام میں مذمت فرمائی۔ نیز چند اور آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ ہم (غلام اور غریب صحابہ رضی اللہ عنہم) برابر آپ کے ساتھ بیٹھے رہتے جب آپ کے اٹھنے کا وقت آتا تو ہم خود اٹھ جاتے تب آپ ﷺ اٹھتے۔ [1] ایک موقع پہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن میں بیٹھنے کا خود مجھے حکم فرمایا ہے۔ [2]

## روزانہ اپنے خادموں کو کتنی بار معاف کیا کریں:

❋ ایک شخص بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر پوچھتا ہے...... آقا! ہم روزانہ اپنے غلاموں اور خادموں کو کتنی بار معاف کیا کریں؟ آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ سائل نے اپنی بات کو دوہرایا تب بھی آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر جب پوچھنے والے نے تیسری بار اپنا سوال دوہرایا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ ستر بار ان سے درگزر کیا کرو! [3]

❋ سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے ہاتھ میں چھڑی تھی اور میں اپنے غلام کو کسی غلطی پر مار رہا تھا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی ...... اے ابو مسعود! سنو!

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب: مجالسة الفقراء (مختصراً)

[2] تفسير البحر المديد، ٣/٣٩٤

[3] سنن ابو داؤد، كتاب الادب، باب: في حق المملوك

غصے کی وجہ سے مجھے کچھ معلوم نہ ہوا کہ کون یہ کہہ رہا ہے یہاں تک آپ میرے قریب آ گئے میں نے آپ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چھڑی پھینک دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو مسعود! جس قدر تم اسے مارنے پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تم پر قدرت رکھتا ہے! میں نے عرض کی: آقا! آج کے بعد میں کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔ ❶

دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو مسعود! اگر تم ایسا نہ کرتے تو آگ تم پر شعلہ زن ہوتی!

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بولے: میرے آقا! بس آج سے میں اسے آزاد کرتا ہوں۔ ❷

## مدینہ طیبہ میں اسلامی معاشرت کا گہرا رنگ:

ان ارشاداتِ عالیہ سے مدینہ طیبہ میں قائم کردہ اسلامی معاشرت کی واضح عکاسی ہوتی ہے۔ جہاں ہر شخص دوسرے شخص کا حق دیتا نظر آتا ہے اور ان سب حقوق کی ادائیگی میں بنیادی جذبہ خشیتِ الٰہی، اطاعتِ رسول ﷺ اور خود احتسابی کا تھا۔

## اپنے بیمار صحابی کی عیادت کرنے تشریف لے جاتے ہیں:

گھر کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ ذرا ایک طرف کو مڑے آپ اپنے ایک بیمار صحابی کی عیادت کرنا چاہتے ہیں۔

آپ ﷺ ان کے گھر کے دروازے کے بالکل سامنے نہیں کھڑے ہوئے بلکہ ایک طرف کھڑے ہوئے ❸ سلام کہہ کر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جب اجازت ملی تو آپ اندر تشریف لے گئے اور اپنے صحابی کی عیادت فرمانے لگے۔ لگتا تھا کہ ان کی موت قریب ہے۔

آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: تم خود کو کیسا پا رہے ہو؟

وہ بولے: بہتر پا رہا ہوں، اللہ سے خیر کی امید ہے اور اپنی خطاؤں پر ڈر بھی لگ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب: صحبة المماليك و كفارة لمن لطم عبده ❷ ایضاً

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: كم مرة يسلم الرجل في الاستئذان

رہا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ بندے کی ان دونوں چیزوں کو باقی نہیں رہنے دیتا، وہ بندے کی امید کو پورا کر دیتا ہے اور اسے خوف سے اطمینان عطا کرتا ہے۔ ❶

## بیمار سے پوچھا: کس چیز کو دل چاہ رہا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت للعالمین ﷺ نے ایک مریض کی عیادت فرمائی تو اس سے پوچھا: کس چیز کو دل چاہ رہا ہے؟

اس نے کہا: گندم کی روٹی کھانا چاہتا ہوں

آپ ﷺ نے فرمایا: بھئی کسی کے پاس اگر گندم کی روٹی میسر ہو تو اسے لا کر کھلاؤ!

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اگر بیمار کسی چیز کی طلب کرے تو اسے مہیا کر دیا کرو۔ ❷

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص کو رسولِ اطہر ﷺ تین دن اپنی مجلس میں نہ پاتے یا وہ سفر پر ہوتا تو اس کے لئے دعاءِ خیر فرماتے گھر یا کسی کام کاج پر ہوتا تو اس کے ہاں جا کر ملتے اور اگر بیمار پاتے تو اس کی عیادت فرماتے۔ ❸

## دورانِ عیادت بیمار کے لئے یہ دعا فرماتے:

رسولِ کریم ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت فرماتے تو اس کے سرہانے بیٹھ کر یہ دعا سات مرتبہ پڑھتے اگر اس کی موت نہ لکھی ہوتی تو ضرور اسے شفا ہو جاتی۔

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ ❹

میں عظمتوں والے اللہ سے جو کہ عرشِ عظیم کا رب ہے سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیمار تھے میں اور رسولِ کریم ﷺ

---

❶ عمل اليوم والليلة لابن السني، ص: ٥٣٣

❷ سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب: في عيادة المريض

❸ مسند ابو يعلىٰ، ٦/ ١٥٠، رقم: ٣٤٢٩

❹ سنن ابو داؤد، كتاب الجنائز، باب: الدعاء للمريض عند العيادة

دونوں ان کے ہاں عیادت کو گئے تھے۔ ❶

## آپ ﷺ نے فرمایا: بخار کو مت کوسو!

حضرت اُمّ سائب رضی اللہ عنہا کے ہاں رحمتِ کائنات ﷺ عیادت کی غرض سے تشریف لے گئے انہیں شدید بخار تھا اور سردی سے کانپ رہی تھیں۔

آپ نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟

وہ کہنے لگیں: بخار ہے، اللہ! اس بخار کا ناس کرے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے مت کوسو! یہ اولادِ آدم علیہ السلام کی خطائیں یوں دور کرتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے وغیرہ کا کھوٹ دور کر دیتی ہے۔ ❷

## اللہ کا شکر ہے جس نے اسے جہنم سے آزاد کر دیا:

ایک یہودی بچہ رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں آیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس کی عیادت کے لئے بھی اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھے اور اس سے بات چیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! تم اسلام قبول کر لو! اس نے اپنے باپ کی جانب دیکھا تو وہ کہنے لگا: بیٹا! تم ابو القاسم حضرت محمد ﷺ کی بات مان لو! چنانچہ اس نے کلمہ پڑھ لیا پھر جب آپ ﷺ وہاں سے اٹھے تو آپ کی زبان پر یہ جملے تھے......

میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اس بچے کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیا۔ ❸

## سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے آپ کے پاس انصار میں سے ایک آدمی آیا آپ کو سلام کیا اور جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:...... انصاری بھائی! وہ میرے بھائی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟

---

❶ سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ۸/۳۴۹

❷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: ثواب المؤمن فیما یصیبه من المرض والحزن

❸ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب: فی عیادة الذمی

اس نے کہا: حضور! اب تو وہ اچھے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم میں سے کون ان کی عیادت کرنے جانا چاہتا ہے؟ ہم دس سے زائد افراد آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوگئے۔ ہم میں سے بعض کے پاس جوتے، موزے، ٹوپیاں اور قمیض تک نہ تھے ہم کنکریلی زمین پر پیدل چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ ان کے گھر جا پہنچے۔ ان کے رشتہ دار اور قوم کے افراد جو اُن کے پاس تھے وہ ایک طرف ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قریب جگہ دی۔ یوں آپ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی۔ ❶

وہاں سے اٹھ کر آپ ﷺ آ رہے ہیں راستے میں آپ نے کچھ پتھر وغیرہ دیکھے تو انہیں راستے سے ایک طرف ہٹا دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ راستے سے تکلیف دِہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ ❷

## راستے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی ہے:

واپسی پر راستے میں ہی آپ کی ملاقات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہو جاتی ہے حضور ﷺ نے ان کی جانب دیکھا اور محبت سے مسکرائے۔ فرماتے ہیں شاید حضور نے میرے دل کی بات سمجھ لی تھی جو کہ میرے چہرے سے بھی عیاں تھی یعنی شدید بھوک۔

حضور ﷺ نے پیار سے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: میرے ساتھ آ جاؤ چنانچہ میں آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ آپ اپنے گھر کے سامنے آ گئے دروازے پر دستک دی اور اجازت ملنے پر اندر تشریف لائے۔ گھر میں آپ کو دودھ کا پیالا نظر آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ جواب ملا: فلاں انصاری کے گھر سے آیا ہے۔

## اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے گھر میں بلائے جاتے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! جاؤ! اور صُفّہ والوں کو بلا کر لاؤ!

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: فی عیادة المرضیٰ

❷ سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب: فی رد الإرجاء

فرماتے ہیں اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم اہلِ اسلام کے مہمان تھے وہ اپنے گھروں کو نہیں جاتے تھے وہیں ٹھہرے رہتے تھے جب کہیں سے کچھ صدقہ وغیرہ آجاتا تو حضور ﷺ انہیں بھیج دیتے اور اگر کہیں سے کچھ ہدیہ آتا تو کچھ خود رکھ لیتے کچھ انہیں دے دیتے۔

میں ان کو بلانے تو چل دیا کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت تو ہر حال میں ضروری ہے لیکن دل میں یہ ملال ہونے لگا کہ اگر یہ دودھ میں پی لیتا تو میرا پیٹ بھر جاتا کہاں وہ ستر کے قریب افراد اور کہاں یہ ایک دودھ کا پیالا؟ بہر حال وہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اجازت چاہی اور اندر آ کر بیٹھ گئے۔

تب آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ابو ہریرہ! یہ لو دودھ کا پیالا اور ان سب کو پلاؤ!

میں نے آپ کے ہاتھ سے وہ پیالا لیا اور دائیں طرف سے سب کو پلانے لگا جس کو دیتا وہ خوب سیر ہو کر پی لیتا پھر مجھے پکڑا دیتا پھر میں دوسرے کو دیتا وہ پی لیتا تو پھر میں آگے والے کو دے دیتا یوں باری باری میں نے سب کو پلایا اور سب نے خوب سیر ہو کر پی لیا پھر وہ پیالا میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو لا دیا آپ نے اپنے ہاتھ میں لے کر میری طرف دیکھا اور چہرے پر تبسم لئے ہوئے ارشاد فرمایا......

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! اب صرف میں اور آپ باقی ہیں۔

میں نے کہا: جی میرے آقا! ایسا ہی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم بیٹھ جاؤ اور اس میں سے پی لو! میں بیٹھ گیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے پیالا لے کر دودھ پینے لگا یہاں تک میں سیر ہو گیا لیکن حضور مجھے برابر یہ فرماتے رہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور پیو اور پیو! بالآخر میں نے عرض کی: آقا! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ ﷺ کو رسولِ برحق بنا کر بھیجا ہے اب کچھ گنجائش نہیں۔ تب آپ نے فرمایا اچھا لاؤ! اب مجھے دو میں پی لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر پیا اور اس کا شکر ادا کیا۔ [1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب: کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ وتخلیھم من الدنیا

## اصحابِ صُفّہ، دین کی خاطر قربانی دینے والے عظیم لوگ:

یہ اصحابِ صفہ دین کے لئے قربانی دینے والے اور اسلام کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں لگا دینے والے عظیم لوگ تھے۔ یہ ہر وقت مسجد میں صفہ نامی چبوترے پر بیٹھے رہتے۔ آپ ﷺ کی مجلس میں برابر حاضری دیتے۔ ان کی ساری توجہ حضور ﷺ کی ذات اور تعلیمِ دین پر رہتی تھی۔ بسا اوقات نہایت بے چارگی کے عالَم میں بھی انہیں رہنا پڑتا تھا لیکن یہ مصائب سے گھبرانے والے لوگ نہ تھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ستر کے قریب اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ان میں سے کسی کے پاس پورا لباس میسر نہ تھا۔ کسی کے پاس تہبند تھی تو اوپر کی چادر نہ تھی کسی کے پاس اتنا سا کپڑا تھا کہ تن پر لپیٹ کر گردن کے ساتھ اس کی گرہ لگا رکھی تھی یا نصف پنڈلی یا ٹخنے کے قریب تک کپڑا تھا جسے ہاتھ سے پکڑ رکھا ہوتا اس ڈر سے کہیں ستر نہ عیاں ہو جائے۔ [1]

یہ لوگ چونکہ نادار تھے اور اہلِ اسلام کے مہمان تھے۔ رسولِ رحمت ﷺ ان کو دوسرے افراد کے ساتھ ٹھہرا دیا کرتے کوئی ایک کو ساتھ لے جاتا کوئی دو اور تین کو۔ اپنی اپنی وسعت کے مطابق۔ ایک بار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شام کا کھانا حضور ﷺ کے ہاں تھا آپ تین اصحاب کو اپنے ہاں سے کھلانے کے لئے لے آئے اور اپنے بیٹے سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں کھانا کھلائیں اور خود حضور نبی کریم ﷺ کے ہاں چلے گئے جبکہ اس روز آپ ﷺ کے ہاں مزید دس اصحابِ صفہ بھی کھانے پر مدعو تھے۔ [2]

ایک بار رحمۃ للعالمین ﷺ نے اصحابِ صفہ سے فرمایا: تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو یہ پسند کرے کہ صبح کے وقت بُطحان اور عقیق کے بازار میں جائے اور بڑے بڑے کوہان والی دو اونٹنیاں بغیر گناہ اور قطع رحمی کے لے کر آئے؟ ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم میں سے ہر کوئی اسے چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب: نوم الرجال فی المسجد

[2] ایضاً، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب: السمر مع الضیف والاھل۔ مختصرا

صبح کے وقت مسجد میں آ کر کتاب اللہ کی دو آیتیں سیکھ لے تو یہ اس کے لئے ایسی دو اونٹنیوں سے بہت بہتر ہے۔ تین آیات کا سیکھنا تین اونٹنیوں سے اور چار آیات کا سیکھنا چار اونٹنیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ ❶

## اصحابِ صفہ کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا تھا:

ان اصحابِ صفہ کی خدمت لوگ بڑے شوق سے کیا کرتے تھے کیونکہ رسولِ کریم ﷺ خود بھی ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے تو آپ کا عملی نمونہ پا کر لوگ بھی ان کی ضروریات پر توجہ دیتے تھے۔ ''کچھ لوگ دن کے وقت پانی بھر کر مسجد میں جمع کر دیتے تھے کچھ جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے اور انہیں فروخت کر کے اہلِ صفہ اور فقرا کے لئے کھانے کی چیزیں خریدتے تھے۔'' ❷

انصار کے کچھ لوگ وہاں کھجور کا بڑا خوشہ لا کر لٹکا دیتے تاکہ یہ لوگ بوقتِ ضرورت اس میں سے کھا سکیں۔ پھر ان لوگوں میں سے جس کو بھوک لگتی وہاں آ کر کچی یا پکی کھجوریں حسبِ طبیعت کھا لیتے اور بھوک مٹا لیتے۔ ❸ اور دین کے کام میں مصروف ہو جاتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان لوگوں کی کل تعداد تقریباً چار سو تک تھی۔ ❹

رات کی تاریکی میں کچھ لوگ ان کے پاس کھجوریں اور دراہم وغیرہ بھی رکھ جاتے تھے۔ ❺

اصحابِ صفہ میں زیادہ تر لوگ فقراءِ مہاجرین میں سے تھے یہ مسجد نبوی میں ہمہ وقت ذکر و عبادت، تعلیم و تعلّم میں مصروف رہتے اور اسلامی جنگوں میں شامل ہوتے۔ ایک روز نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس آ کر ان کے فقر و فاقہ، ان کی بہترین خدمات اور ہر حال میں راضی بہ رضا رہنے کے جذبے پر خراجِ تحسین پیش کیا اور ارشاد فرمایا: اے اصحابِ صفہ! تمہیں بشارت ہو! میری امت میں سے جس شخص پر تم جیسے حالات آئے اور وہ اس پر راضی رہا تو وہ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاۃ المسافرین، باب: فضل قراءۃ القرآن فی الصلاۃ و تعلمه

❷ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب: ثبوت الجنة للشهيد

❸ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، من سورۃ البقرۃ

❹ تفسیر البحر المحیط، ۳/۸۵ ❺ ایضاً، ۳/۹۰

جنت میں میرا ساتھی اور رفیق ہوگا۔ ❶

ایک دفعہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کچھ مال طلب کیا تو آپ نے ان کو دینے سے معذرت کرلی اور وہ مال اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم پر مال خرچ کر دیا۔ ❷

حضور ﷺ اپنے آستانۂ نبوت میں تشریف فرما ہیں:

اب رسولِ کریم ﷺ اپنے پاکیزہ گھر میں تشریف فرما ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کچھ بات چیت کر رہے ہیں۔ دینی امور پر بات ہورہی ہے اور کچھ گھریلو معاملات پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ضروری ہدایات دے رہے ہیں۔

جسے بیٹیاں دے کر آزمایا گیا:

گھر کے امور کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو بتاتی ہیں کہ آج ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ میرے پاس کچھ مانگنے کے لئے آئی تھی، اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا سو وہ میں نے اسے دے دی۔ اس نے وہ آدھی آدھی کر کے اپنی بیٹیوں کو دے دی خود نہیں کھائی اور پھر اٹھ کر چل دی۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے بیٹیاں دے کر آزمایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے حجاب بن جائیں گی۔ ❸

حضور! میرے لئے کوئی کنیت تجویز فرمادیں:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: آقا! میری سب سوکنوں کی کوئی نہ کوئی کنیت ہے لیکن میری نہیں، میں کیا کنیت اختیار کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام کی کنیت اختیار کرلو...... چلو آج سے تم اُمِّ عبداللہ ہو۔ ❹

---

❶ تفسير البحر المديد، ١/٢٣٢

❷ مسند احمد، من مسند علی رضی الله عنه، ٢/٣٠٣، رقم: ٧٩٧

❸ صحيح بخاری، كتاب الادب، باب: رحمة الولد و تقبيله و معانقته

❹ سبل الهدىٰ والرشاد فی سيرة خير العباد، ١١/١٦٤، الباب الثالث، مناقب عائشة رضی الله عنها

## یہ خواب اللہ کی جانب سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: عائشہ! تمہارے ساتھ نکاح سے پہلے دو مرتبہ میں نے خواب دیکھا تھا فرشتہ میرے پاس ایک ریشمی کپڑا لایا اور اسے کھول کر کہنے لگا یہ (عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ) ہیں آپ کی بیوی۔ میں نے دیکھا تو وہ تمہاری تصویر تھی۔ میں نے سوچا: اگر یہ خواب اللہ کی جانب سے ہے تو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ [1]

## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضرِ خدمت ہوتی ہیں:

تھوڑی دیر بعد دستک ہوتی ہے اجازت ملنے پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر میں داخل ہوتی ہیں آپ بڑی محبت سے انہیں پیش آتے ہیں ان کا ہاتھ چومتے ہیں مرحبا مرحبا فرماتے ہوئے اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ آج انہیں چند ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اپنا سفیر بنا کر حضور ﷺ کے پاس بھیجا ہے۔

وہ عرض کرتی ہیں: ابا جان! ازواجِ مطہرات کہہ رہی ہیں کہ آپ ہمارے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں برابری فرمایا کریں۔

(حالانکہ حضرت محمد ﷺ سب معاملات میں باہم برابری ہی فرمایا کرتے تھے اور یہی آپ کے شایانِ شان تھا لیکن دل کی محبتِ غیر اختیاری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب تھی۔)

آپ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا: اے میری لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا!
کیا تمہیں وہ پسند نہیں جو میں پسند کرتا ہوں؟

انہوں نے بصدقِ دل عرض کیا: ابا جان مجھے بھی وہی پسند ہے۔

پھر آپ نے انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا وہ اس پر مطمئن ہو گئیں اور کچھ ہی دیر کے بعد اپنے ابا جان سے اجازت لے کر اپنے گھر رخصت ہو گئیں۔ [2]

---

[1] سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ١١/١٦٥، الباب الثالث، مناقب عائشة رضي الله عنها

[2] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، في فضائل عائشة رضي الله عنها

اسی طرح کی ایک بات چیت حضور ﷺ اور اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تم مجھے پریشان نہ کرو میری ازواج میں ایک وہی تو ہے کہ میں جس کے لحاف میں ہوتا ہوں تب بھی مجھ پر وحی کا نزول ہو جاتا ہے۔ ❶

## سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، چار قابلِ فخر چیزیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے لئے چار چیزیں قابلِ فخر ہیں:......

① آپ ﷺ کی ازواج میں کنواری صرف میں ہی تھی باقی سب بیوہ تھیں۔

② میرے علاوہ کسی اور زوجہ کے ہاں حضور ﷺ پر وحی کا نزول نہیں ہوتا تھا۔

③ میری پاکیزگی کے بارے میں قرآن کی باقاعدہ تلاوت کی جانے والی آیات اتریں۔

④ میری شادی سے پہلے جبرائیل دوبار میری تصویر لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے۔ ❷

## آقا! میرے لئے کچھ دعا فرمادیں!

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا آپ بہت خوشگوار موڈ میں ہیں تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کی:

اے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ! میرے لئے کچھ دعا ہی فرمادیں!

آپ نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِھَا وَمَا تَأَخَّرَ وَمَا اَسَرَّتْ وَمَا اَعْلَنَتْ.

اے اللہ! عائشہ کی پہلی پچھلی پوشیدہ اور علانیہ تمام خطائیں معاف فرما!

اس دعا سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی جھولی میں سر رکھ کر خوب لوٹ پوٹ ہونے لگیں۔

---

❶ سبل الهدیٰ والرشاد في سيرة خير العباد، ١١/١٧٢، الباب الثالث، مناقب عائشة رضی الله عنها

❷ ایضاً۔

رسولِ کریم ﷺ نے پوچھا: میری دعا سے خوش ہو رہی ہو؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں: جی ہاں! اتنی بڑی دعا پر میں کیوں نہ خوش ہوں؟

آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کے لئے ہر نماز کے ساتھ یہ دعا کرتا ہوں۔ [1] سبحان اللہ!!

## گھر والوں سے حُسنِ سلوک:

گھر کا ماحول بہت خوش گوار ہے آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت محبت کا معاملہ کیا کرتے نہایت خوش مزاجی سے پیش آتے اور گھر کے کام کاج میں بھی ہاتھ بٹاتے تھے۔

آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

تم میں سب سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بھلا سلوک کرے اور یاد رکھو میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔ [2]

## گھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے نبی ﷺ گھر میں تھے کہ دستک ہوئی اجازت ملنے پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے آپ ﷺ بلا تکلف بیٹھے تھے اور آپ کا کپڑا کچھ پنڈلیوں سے ہٹا ہوا بھی تھا لیکن آپ ایسے ہی بیٹھے رہے اور باہم بات چیت کرتے رہے۔

پھر کچھ دیر بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے آپ ﷺ تب بھی یوں ہی بیٹھے رہے اور بات چیت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ چند لمحوں کے بعد سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو رسولِ کریم ﷺ جلدی سے درست ہو کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا بھی درست فرما لیا۔

---

[1] سبل الهدىٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ١١/١٧٢، الباب الثالث، مناقب عائشة رضی الله عنها

[2] سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: فی فضل ازواج النبی ﷺ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کی:

- آقا! ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے آپ ﷺ یونہی بیٹھے رہے
- عمر رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ یونہی بیٹھے رہے
- جب عثمان آئے تو آپ ﷺ درست ہو کر کپڑے سمیٹ کر بیٹھ گئے آخر کیوں؟

رحمتِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ! میں اس سے کیوں نہ حیا کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ [1]

## حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک مسئلہ دریافت کرنے آتی ہیں:

محسنِ انسانیت ﷺ کے پاس ایک معاملے کا شرعی حکم دریافت کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی (باپ شریک) بہن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا آتی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ میری والدہ (قُتیلہ بنت عبد العُزّٰی، انہیں دورِ جاہلیت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تھی۔ وہ کشمش، گھی اور پنیر جیسی چیزیں تحفہ کے طور پر لے آئیں پہلے تو میں نے لینے سے انکار کر دیا پھر اس بارے میں حضور ﷺ سے رجوع کیا۔ [2]) آئی ہیں جو کہ تا حال مشرک ہیں دینِ اسلام سے بہرہ مند نہیں ہوئیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی والا معاملہ کروں یا نہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان سے صلہ رحمی سے پیش آؤ۔ [3]

## جی! ہر طرح کی خیریت ہے، ایک بڑھیا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بڑھیا گھر میں آئی آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں مدینہ طیبہ کی ایک بدصورت عورت ہوں۔

آپ نے فرمایا: نہیں! تم تو مدینہ کی خوب صورت عورت ہو۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیسی ہو؟ اور گھر والوں کا کیا حال ہے؟

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: فی فضائل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

[2] فتح الباری لابن حجر عسقلانی، ۵/۲۳۳

[3] صحیح بخاری، کتاب الھبة وفضلھا، باب: الھدیة للمشرکین

ہمارے پیچھے (جب ہم سفر میں تھے) ٹھیک رہی ہونا!

اس بڑھیا نے کہا: میرے ماں باپ اللہ کے رسول پر قربان ہوں!

میں بالکل ٹھیک ہوں اور ہر طرح کی خیریت ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: میرے آقا! میرے ماں باپ آپ پر قربان!

یہ کون عورت ہے؟

آپ نے عام معمول سے بڑھ کر بہت توجہ سے اس کی خیریت دریافت فرمائی ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: عائشہ! یہ عورت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں ہمارے گھر میں آیا کرتی تھی۔ عائشہ! یاد رکھو! رشتے کو خوبی سے نبھانا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ [1]

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تعلق آپ بخوبی نبھاتے تھے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جتنا مجھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آتا تھا اتنا حضور ﷺ کی کسی اور زوجہ پر نہیں آتا تھا۔ آپ ان کا تذکرہ بہت کثرت سے کیا کرتے تھے جب کبھی کوئی بکرا ذبح کیا جاتا تو آپ ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعلق دار خواتین کو ضرور بھجوایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی تو میں کہہ ہی بیٹھتی: آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر یاد کرتے رہتے ہیں کہ جیسے ان کے علاوہ پوری دنیا میں کوئی اور عورت ہے ہی نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ہاں وہ ایسی ہی تھیں ان کی کیا بات ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے انہی سے مجھے اولاد کی نعمت بھی تو عطا فرمائی تھی۔ [2]

کبھی آپ ﷺ فرماتے: ہاں! بھلا خدیجہ سے بڑھ کر کون ہو سکتی ہے؟

- جب سارے لوگ انکار کر رہے تھے خدیجہ مجھ پر ایمان لائیں
- جب سب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ ہی تھیں جنھوں نے میری تصدیق کی
- جب سارے لوگ میرا مال چھیننے کے درپے تھے وہ اپنا مال مجھ پر نثار کر رہی تھیں

---

[1] سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ١١/١٥٩، الباب الثالث، مناقب خديجة رضي الله عنها

[2] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: في تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها

✿ اور وہی تو تھیں جن سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے نوازا۔ ❶

## سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام ومرتبہ:

اللہ کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ اپنے رحمتوں بھرے گھر میں ہیں اپنی رفیقہ حیات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں ان کی تمام معاملات میں خوب تربیت فرما رہے ہیں کیونکہ امت کو جب بھی کوئی راہنمائی مطلوب ہوگی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا کرے گی۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالفرج ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے امام الحدیث شہاب الدین زُہری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر سب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اور تمام صحابیات رضی اللہ عنہن اور ازواجِ پیمبر رضی اللہ عنہن کا علم جمع کیا جائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم پھر بھی زیادہ ہوگا۔ ❷

## عائشہ! مجھ سے یہ سوال آج تک کسی نے نہیں پوچھا:

آپ رضی اللہ عنہا رسولِ کریم ﷺ سے پوچھتی ہیں کہ قرآنِ پاک میں روزِ قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ جو فرمایا گیا ہے......

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ ❸﴾

''اس روز جب یہ زمین وآسمان بدل دیے جائیں گے۔''

آقا! یہ تو بتایئے اُس وقت سب لوگ کہاں ہوں گے؟

آپ ﷺ اس سوال سے بہت زیادہ خوش ہوئے اور تحسین کے الفاظ میں ارشاد فرمایا: عائشہ! تم سے پہلے میرے کسی امتی نے اس کے بارے میں نہیں پوچھا اور ہاں سنو! لوگ اس وقت پل صراط پر ہوں گے۔ ❹

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ایک اور سوال پوچھتی ہیں:

حضور! میرے ہمسائے میں دو گھر ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھجواؤں؟

---

❶ مسند احمد، مسند السيدة عائشة رضي الله عنها، رقم الحديث: ٢٣٧١٩

❷ سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ١١/١٨٠

❸ سورہ ابراہیم، آیت: ٤٨ ❹ مسند احمد، مسند السيدة عائشة رضي الله عنها، رقم الحديث: ٢٣٥٥٦

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہو۔ ❶

## میں اس کا ہدیہ کیسے لیتی یہ خود ضرورت مند ہے؟

تھوڑی دیر کے بعد ایک مسکین سی عورت کو اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ کھانا اور سامان اٹھائے گھر سے نکلتے دیکھا تو از راہِ عنایت پوچھا: یہ کیا لئے جا رہی ہو؟ اس عورت نے بے چارگی کی انداز میں کہا: میں کچھ ہدیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے لائی تھی لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا ہے تو واپس لئے جاتی ہوں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ! اس سے یہ ہدیہ لے لیتی تو کیا تھا؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں: یہ عورت مجھ سے زیادہ خود ان چیزوں کی ضرورت مند ہے پھر میں اس سے یہ چیزیں کیونکر لوں؟

حضور ﷺ نے بڑی خوبی والی بات ارشاد فرمائی: عائشہ! بہتر یہ ہے کہ تم اس عورت سے یہ لے لیتیں اور اسے اپنے پاس سے کچھ بہتر چیز دے دیتیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے حکم کی تعمیل فرما دی۔ ❷

## رزق کی خوب تکریم کیا کرو!

گھر کے صحن میں ایک جگہ روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دیکھ کر رسولِ کریم ﷺ نے اٹھایا اور اسے صاف کر کے کھا لیا۔ پھر اپنی لاڈلی زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: عائشہ! اس رزق کی خوب تکریم کیا کرو۔ جہاں سے یہ روٹھ کر چلا جاتا ہے پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتا۔ ❸

گھر میں ہر طرف حُسن بکھرا ہوا ہے فرشتے گویا قطار در قطار اس پاکیزہ گھر میں اتر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھلائی کی باتیں ارشاد فرما رہے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی توجہ سے سماعت کر رہی ہیں۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الشفعة، باب: ای الجوار اقرب

❷ سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ٢٧/٩۔ و۔ أخرجه البغوی فی شرح السنة ٣٠٢/٨

❸ سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب: النهی عن القاء الطعام

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں: عائشہ! ایک بات کہوں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: جی ضرور!

آپ ﷺ فرماتے ہیں: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو یا کچھ ناراض سی ہوتی ہو تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں: میرے ماں باپ قربان! کیسے پتہ لگتا ہے آپ کو؟

حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم خوش ہوتی ہو تو باتوں کے دوران کہتی ہو......

"مجھے ربِ محمد ﷺ کی قسم ہے۔"

اور ناراضگی میں کہتی ہو "مجھے ربِ ابراہیم علیہ السلام کی قسم ہے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسکراتے ہوئے کہتی ہیں: میرے آقا! آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ ❶

## یہ گوشت حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے دیا ہے:

نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ گوشت لا کر بتایا گیا کہ یہ بریرہ کو کسی نے دیا ہے کیا ہم گھر کے افراد اسے کھا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ ❷

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں جنہیں آپ نے حضور ﷺ سے پوچھ کر آزاد کرنے کے لئے کسی سے خریدا تھا۔ ❸ جب انہیں خرید کر آزاد کر دیا گیا تو ان کو اختیار دیا گیا کہ سابقہ شوہر مُغیث کے ساتھ رہنا چاہیں تو رہیں ورنہ نکاح ختم۔ چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا۔ رحمتِ کائنات ﷺ نے انہیں فرمایا: تم اس سے رجوع کر لو! حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آقا! یہ آپ کا حکم ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کے حق میں مشورہ ہے۔ بولیں: تو پھر رہنے دیجئے۔ ❹

---

❶ المعجم الکبیر للطبرانی، فی ذکر ازواج الرسول ﷺ، جزء ٤٥، ص: ٢٣، رقم الحدیث: ١١٩

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب: الصدقۃ علی موالی ازواج النبی ﷺ

❸ ایضاً، کتاب الصلاۃ، باب: ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد

❹ ایضاً، کتاب الطلاق، باب: شفاعۃ النبی ﷺ فی زوج بریرۃ رضی اللہ عنہا

## آپ پوچھتی ہیں: کیا ابنِ جُدعان کو سخاوت نفع دے گی؟

ایمان والوں کی ماں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا معلّمِ کائنات حضرت محمد ﷺ سے دریافت کرتی ہیں: حضور! ابن جدعان نامی ایک شخص جو دورِ جاہلیت میں بہت سخاوت و فیاضی کیا کرتا تھا رشتہ داروں کے ساتھ خوب صلہ رحمی کا معاملہ بھی کرتا اور مساکین کو کھانا بھی کھلایا کرتا تھا تو کیا یہ سب کچھ اسے کچھ نفع دے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ایک روز بھی (اللہ کو اپنا رب جانتے ہوئے) یہ نہیں کہا:

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ○ ﴾

اے میرے رب! روزِ قیامت میری خطاؤں سے درگزر فرما دینا۔ [1]

حضور ﷺ کی رفیقہ حیات، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں آج ایک عورت آئی تھی وہ باتوں باتوں میں مجھے کہہ رہی تھی: اللہ تجھے عذابِ قبر سے بچائے۔ یہ سن کر رحمتِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں عائشہ! عذابِ قبر حق ہے۔ فرماتی ہیں اس کے بعد حضور ﷺ کو میں نے سنا ہر نماز کے بعد آپ عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ [2]

## جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام!

رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ!

یہ دیکھو! جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں اور آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا: ان پر سلامتی، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

میرے آقا! آپ ہی انہیں دیکھ رہے ہیں مجھے تو نظر نہیں آ رہے۔ [3]

## حضور ﷺ کا مزاج بہت شاندار تھا:

آپ ﷺ اپنے نعمت کدہ میں تشریف فرما ہیں آپ کا مزاج بہت عمدہ تھا اللہ کریم

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الدلیل علیٰ من مات علی الکفر لا ینفعہ عمل

[2] مسند الطیالسی، ۳/۳۵، رقم الحدیث: ۱۵۱۴

[3] صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ذکر الملائکۃ

نے آپ کو ایسی جامع صفات عطا فرمائی تھیں کہ آپ ہر ایک کو پوری توجہ سے نوازتے ہر ایک کا حق ادا کرتے اور سب کی خیر خواہی، دنیا کی بھی اور بالخصوص آخرت کی خیر خواہی اور کامرانی کے لئے ضرور کوشاں رہتے۔ آپ ﷺ کی طبیعت میں خوش طبعی اور مزاح بھی شامل تھا اور فکر انگیزی بھی، آپ لوگوں کو سہولت بھی مہیا کرتے تھے لیکن شرعی احکام پر بھی زد نہیں پڑنے دیتے تھے۔ گھر میں خشک طبع اور روکھا مزاج قطعاً نہ رکھتے تھے۔ بس یوں سمجھئے کہ آپ ﷺ کی طبیعت میں حُسنِ اعتدال نے بلا کی خوب صورتی پیدا کر رکھی تھی۔

آپ اپنے معمولات میں مصروف ہیں، کبھی کچھ خاموشی ہوتی ہے اور کبھی ماحول میں کسی خوب صورت بات کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے ہوا جب ذرا تیز ہوتی ہے تو آپ ﷺ فکرمند ہو جاتے ہیں۔

## آندھی یا بادل آتے دیکھ کر آپ کچھ پریشان ہو جاتے:

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا قہقہہ لگاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جس سے حلق نظر آنے لگے بلکہ آپ تو صرف تبسم فرماتے تھے۔ اور آپ جب تیز ہوا یا بادل دیکھتے تو آپ کے چہرے سے کچھ پریشانی سی ظاہر ہونے لگتی۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو اس امید میں خوش ہوتے ہیں کہ شاید اس میں بارش ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں تو آپ کے چہرے سے کچھ ناگواری کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی فکر ہوتی ہے کہیں اس میں (میری امت کے لئے) عذاب نہ ہو کیونکہ پہلے امتوں سے ایک قوم کو ہوا ہی کے ذریعہ عذاب دیا گیا جبکہ وہ سمجھ رہے تھے یہ بادل ہم پر برسنے کے لئے آیا ہے۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، قوله: فلما ... : عارضا ممطرنا بل هو ما استعجلتم به

## آج ایک واقعہ کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ بہت خوش تھے:

ایک بار رسولِ کریم ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور آپ کا چہرہ اقدس فرحت و انبساط سے کھل رہا تھا آپ نے آتے ہی فرمایا: عائشہ! آج پتہ ہے کیا ہوا؟

آج میرے پاس (عرب کا مشہور قیافہ شناس) مُجَزِّز آیا تھا اس وقت میرے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کے فرزند اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) ایک چادر اوڑھے لیٹے ہوئے تھے صرف ان کے پاؤں پر چادر نہیں تھی وہ اُن کے پاؤں دیکھ کر کہنے لگا: یہ دونوں قدم باہمی قریبی رشتہ داری کی عکاسی کر رہے ہیں۔ [1]

اس واقعہ میں حضور اقدس ﷺ کی خوشی کا سبب یہ تھا کہ حضور کے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کا رنگ گورا تھا اور ان کے بیٹے اسامہ کا رنگ کالا تھا کفار و مشرکین انہیں طعنہ دیا کرتے تھے کہ یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے اس پر حضور ﷺ کا دل دُکھتا تھا۔ آج جب عرب کے مشہور قیافہ شناس نے یہ بات کہہ دی اور از خود کہی تو اس سے کفار و مشرکین کا منہ بند ہو گیا کیونکہ وہ لوگ قیافہ شناسوں اور کاہنوں کی بات پر بہت یقین رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کی خوشی اس وجہ سے تھی کہ اب لوگ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بارے ایسا نہیں کہہ سکیں گے چونکہ آپ ﷺ کو ان سے بے انتہا محبت تھی جب ان پر طعنہ زنی کی جاتی تو آپ ﷺ کو بھی پریشانی ہوتی کہ انہیں بلا وجہ کیوں تنگ کیا جاتا ہے۔ [2]

## آقا علیہ السلام کی حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت:

نبی آخر الزماں ﷺ کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت کا حال یہ تھا کہ چند برس پہلے ایک دن آپ انہیں گھر میں لے آئے آپ ان کی ناک اور منہ صاف کرنا چاہ رہے تھے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آقا! آپ رہنے دیجئے میں صاف کئے دیتی ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں عائشہ! تم اس سے محبت کیا کرو کہ میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب: العمل بالحاق القائف الولد۔

[2] سنن ترمذی، کتاب المناقب، فی مناقب اسامة بن زید رضی الله عنهما

[3] حاشية السندي علىٰ سنن ابن ماجه، ٥/٤٩

## کچھ یہودی اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ گھر میں ہی تھے کہ آپ کے پاس چند یہودی آ کر سلام کرتے اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو......

السلام علیکم کی بجائے السَّامُ علیکم کہا

(جس سے معنی تبدیل ہو کر سلامتی کی جگہ بربادی اور ہلاکت کے ہو جاتے ہیں)

جسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سن لیا اور ان یہودیوں کو گرما گرم جواب دیا جس کے الفاظ یہ تھے: تم پر بربادی ہو، اللہ کی لعنت اور اس کا غیظ وغضب ٹوٹے۔

حضور ﷺ نے سنا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آ کر فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے لہٰذا تم بھی نرمی اختیار کرو یہ سختی اور ترش روئی چھوڑ دو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: کیا آپ نے نہیں سنا انہوں نے جس بُرے انداز سے آپ کو سلام کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: آپ جانتی ہو کہ میں نے ان کے جواب میں وعلیکم کہہ دیا ہے۔ میرا اللہ میری بات کو ان کے لئے قبول کرلے گا اور ان کی میرے بارے میں کہی ہوئی بات کو رَد کر دے گا۔ [1] یعنی میرے وعلیکم کہہ دینے سے ہلاکت ان کی جانب لوٹ جائے گی۔

## گھریلو امور اور کچھ پُر لطف باتیں:

رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں بسا اوقات مہینوں ایسا ہوتا تھا کہ صرف کھجور کھا لی جاتی، پانی پی لیا جاتا اور صبر وشکر سے گزارا کر لیا جاتا۔ اپنی بات چیت کے دوران کھجور اور دیگر چیزوں کے بارے میں مدینہ کے تاجدار، محمد ﷺ نے کچھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

عائشہ! جس گھر میں کھجور بھی نہ ہو وہ گھر والے تو بھوکے ہی رہیں گے۔ دو یا تین بار آپ نے یہ جملہ (بڑے لطیف انداز میں) دوہرایا۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: لم یکن النبی ﷺ فاحشا ولا متفحشا

[2] صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب: فی ادخار التمر ونحوہ من الاقوات للعیال

گھر میں آپ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ کچھ خوش طبعی بھی فرماتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں بھی مزاح اور ظرافت کی خوشگوار باتیں آپ سنتے اور ارشاد بھی فرماتے تھے لیکن اس دوران بھی کبھی بے جا بات آپ کی زبانِ نبوت سے نہیں نکلتی تھی۔ آپ کا ارشاد ہے: میں (ظرافت وخوش طبعی کے طور پر بھی) حق بات ہی کہتا ہوں۔ ❶

## میں تمہاری تجہیز و تکفین کا اچھا بندوبست کروں گا:

ایک بار آپ ﷺ بقیع قبرستان سے لوٹ کر گھر آئے تو آپ کی رفیقہ حیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا......

وہ شدتِ درد سے بولیں: ہائے میرا سر!

حضور ﷺ بولے: اُف میرے سر میں بھی شدید درد ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تم تو غم نہ کرو!

تم اگر مجھ سے پہلے فوت ہو گئیں نا! تو میں اپنی نگرانی میں اچھی طرح تمہیں غسل دلواؤں گا اور پھر تمہارے کفن دفن اور جنازے کا اہتمام بڑے عمدہ طریقے سے کروں گا۔ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اگر ایسا ہو گیا یعنی میں آپ کی زندگی میں فوت ہو گئی تو آپ اسی شام میرے اس حجرہ میں کسی اور بیوی کے ہمراہ شب باشی کو تیار ہوں گے۔ دردِ سر کی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ پُر لطف اور گرما گرم باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ بہت محظوظ ہوئے اور خوب مسکرائے۔ ❸

## آپ مجھے بھی اسمِ اعظم سکھا دیجئے!

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک روز میں نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو دعا میں یہ خوب صورت اور پاکیزہ الفاظ ادا کرتے سنا:......

---

❶ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب: ماجاء فی المزاح

❷ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب: ماجاء فی غسل الرجل امرأته..

❸ البداية والنهاية، ج: ٥/٢٢٥

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَیْكَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیتَ بِهِ اَجَبْتَ وَ اِذَا سُئِلْتَ بِهِ اَعْطَیْتَ وَ اِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ وَ اِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ))

چند روز بعد آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ نام بتا دیا ہے کہ جس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرما لیتے ہیں؟

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول!

میرے ماں باپ آپ پر قربان!

مجھے بھی وہ سکھا دیجیے! آپ ﷺ نے خوش مزاجی میں فرمایا: عائشہ! وہ تمہارے لیے مناسب نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ سن کر میں کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی پھر کھڑی ہوئی اور محبت سے آپ ﷺ کا سر مبارک چوما اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وہ مبارک اسم تعلیم فرما دیجیے نا! آپ نے پھر فرمایا: دیکھو عائشہ! میں تمہیں سکھا تو دیتا لیکن تمہارے لیے وہ اس وجہ سے موزوں نہیں کہ کہیں تم اس اسم کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز نہ مانگنے لگو۔

فرمایا: وہ اسمِ اعظم اسی دعا میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اٹھی اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی پھر یہ دعا مانگنے لگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَدْعُوكَ اللّٰهَ وَ اَدْعُوكَ الرَّحْمٰنَ وَ اَدْعُوكَ الْبَرَّ الرَّحِیمَ وَ اَدْعُوكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِی وَ تَرْحَمَنِی))

میری یہ دعا سن کر حضرت محمد ﷺ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: وہ اسمِ اعظم اس دعا میں آ گیا جو ابھی تم نے مانگی ہے۔[1]

[1] سنن ابن ماجه: كتاب الدعوات' باب فی اسم الاعظم

## دعا: اے اللہ! میرا حساب آسان فرما!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: میرے آقا! میں نے آپ کو نماز میں یہ دعا مانگتے سنا ہے:

اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

اے اللہ! میرا حساب بہت آسان فرما دینا!

اللہ کے نبی! یہ آسان حساب کیسا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تو بس اتنا ہے کہ اس بندے کے نامہ اعمال پر ایک نگاہِ رحمت پڑے گی اور اسے معاف کر دیا جائے گا اور ہاں جس شخص کا حساب شروع ہو گیا وہ تو پھر بچ نہ سکے گا۔ [1]

## ازواجِ مطہرات کے گھر، دینی راہنمائی کے مراکز:

رسول اللہ ﷺ کا مبارک گھر رشکِ جنت تھا اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہر وقت نثار ہوتی رہتی تھیں۔ خواتین آ کر پردے میں حضور ﷺ سے مسائل پوچھتی تھیں بسا اوقات وہ اپنے مسائل آپ کی ازواج سے ذکر کرتیں اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے گھر آنے پر پوچھ لیتیں اور پھر ان کو بتا دیتیں۔ یوں ازواجِ مطہرات کے گھر خواتین کے لئے علمی و عملی راہنمائی کے لئے بہترین مدرسے بھی تھے اور تربیت کے اہم مراکز بھی۔

علاوہ ازیں بہت سے لوگ اور وفود آپ سے اپنے اہم نجی معاملات اور دینی احکام و مسائل پوچھنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے نیز آپ ﷺ کے گھر میں مہمانوں کی آمد بھی بکثرت ہوتی تھی آپ خود بھی اپنے مہمانوں کی تکریم و ضیافت میں پیش پیش ہوتے اور آپ کے خدام بھی اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ کسی مہمان کی بے تکریمی نہ ہو۔ گھر میں جو کچھ ہوتا ازواجِ مطہرات وہ پیش کر دیتیں...... یوں پورے معاشرے میں آپ ﷺ کے ان گھروں کو خاص اہمیت حاصل تھی۔

[1] مسند احمد، باقی مسند الانصار، حدیث السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، رقم: ۲۳۰۸۲

## رسول اللہ ﷺ اور اوقات کی تقسیم کار:

بالعموم آپ ﷺ اپنے گھر میں اپنے اوقات کی ایک باقاعدہ تقسیم رکھتے تھے۔ اس کے بارے میں ایک تفصیلی حدیث جس میں اور بھی بہت سی اہم باتیں ہیں ملاحظہ فرمائیے!

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضور کے مکان پر تشریف لے جانے کے حالات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب گھر تشریف لے جاتے تو اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرمالیتے تھے۔

* ایک حصہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت میں خرچ فرماتے یعنی نماز وغیرہ عبادات میں صرف کرتے تھے۔
* دوسرا حصہ میں گھر والوں کے حقوق ادا فرماتے
* تیسرا حصہ اپنی راحت وآرام کے لئے متعین فرماتے۔

پھر اس اپنے حصے کے بھی دو جز بن جاتے ایک اپنی ذات کے لئے اور دوسرا لوگوں کے ساتھ میل جول میں خرچ فرماتے۔ اس وقت آپ کے خواص کا آنا جانا ہوتا جو کہ عوام الناس تک رابطے کا ذریعہ ہوتے۔ ان سے آپ ﷺ کچھ مخفی نہ رکھتے اس میں آپ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ اہلِ علم وفضل آپ کے پاس حاضر ہوتے ان کو مراتب دینی کے حساب سے وقت دیا جاتا وہ لوگ ایک ایک، دو دو یا کئی کام لے کر آتے حضور ﷺ ان کے کاموں کو نمٹاتے اور مناسب طریقے سے ان کی حاجات کو پورا کرتے۔ یوں آپ تک ان کے مسائل اور اہم باتوں کی خبر بھی پہنچ جاتی اور آپ اس کے متعلق شرعی راہنمائی بھی فراہم کرتے نیز حکم ہوتا کہ حاضرین یہ راہنمائی غیر موجود لوگوں تک بھی پہنچائیں اور ایسے لوگ جو آپ ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوسکیں ان کی حاجات وضروریات بھی حضور تک پہنچائی جائیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہوتا: دیکھو! جو شخص اپنے سلطان کے پاس ایسے آدمی کی

حاجت کا ذکر کرے جس کی وہ خود وہاں تک رسائی نہ رکھتا ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ثابت قدم رکھیں گے۔ یوں آپ ﷺ کے پاس تقریباً سب اہم امور کی رسائی ہو جاتی تھی اس کے علاوہ کسی فضول اور بے مقصد بات کا وہاں تذکرہ بھی محال تھا۔ جس قدر ہو سکتا ان کی تواضع بھی ہوتی بغیر تواضع انہیں نہ بھیجا جاتا۔ یہ لوگ معاشرے میں نیکی کے راہنما بن کر لوٹتے۔ [1]

## جمعہ کی تیاری کا اہتمام:

آج جمعۃ المبارک کا دن ہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق جمعہ سید الایام یعنی تمام دنوں کا سردار ہے۔ [2] آپ ﷺ جمعہ کا خاص اہتمام فرماتے، جمعہ کو غسل کرنا آپ کا معمول تھا [3] رسولِ کریم ﷺ اپنے لبیں تراشتے اور ہاتھ پاؤں کے ناخن بھی کاٹتے۔ [4]

## نیا لباس پہن کر آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا:

آپ اچھا لباس زیبِ تن فرماتے، آج رسولِ کریم ﷺ نے نیا لباس زیبِ بدن فرمایا ہے۔ معمول مبارک یہ ہے کہ جب بھی کوئی نیا کپڑا پہنتے تو جمعہ کے روز سے اس کی ابتدا فرماتے۔ [5] نیا کپڑا پہننے پر آپ سے کئی دعائیں پڑھنا ثابت ہے ایک دعا ان میں سے یہ ہے:......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ [6]

تمام حمد و شکر اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا جس سے میں اپنے جسم کو چھپاتا اور اپنی زندگی میں خوب صورتی پاتا ہوں۔

---

[1] المعجم الکبیر، من اسمہ ہند، ۱۵۵/۲۲، رقم الحدیث: ۴۱۴

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب: فی فضل الجمعۃ

[3] سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیرا لعباد، ۲۰۷/۸ فی یوم الجمعۃ و لیلتھا [4] ایضاً

[5] سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیرا لعباد، ۲۶۹/۷

[6] سنن ترمذی، کتاب اللباس، باب: مایقول الرجل اذا لبس ثوبا جدیدا

یہ سفید لباس تھا جسے آپ پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے سفید کپڑا پہنا کرو وہ بہت اچھا اور پاکیزہ ہوتا ہے اور اسی میں اپنے مرحومین کو کفن دیا کرو۔ ❶

## آپ ﷺ نے خوشبو لگائی اور عمامہ زیب سر فرمایا:

بہترین خوشبو استعمال فرماتے، سر پہ خوب صورت عمامہ باندھتے جس کا رنگ عموماً سفید ہوتا ❷ بسا اوقات کالے رنگ کی دستار بھی سر پہ سجاتے۔ ❸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جمعہ کے روز بغیر عمامہ کے آپ تشریف نہ لاتے تھے۔ ❹ آپ کا تہبند عموماً نصف پنڈلی تک ہوتا۔ ❺

## لباس کے بارے چند اہم اصول:

ارشادِ نبوی ہے:

خبردار! ٹخنے سے کپڑا نیچے لٹکانے سے بچو! اس لئے کہ یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتا۔ ❻ فرمانِ مصطفےٰ ﷺ ہے: جس قدر کپڑا ٹخنے سے نیچے ہوگا اسی قدر جسم کا حصہ آگ میں جلے گا۔ ❼

فرمایا: جو شخص غرور و تکبر کے باعث اپنے کپڑے کو گھسیٹے گا روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کی جانب نگاہِ رحمت نہیں فرمائے گا۔ ❽

رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے:

مومن کا کپڑا نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے اِس کے اور ٹخنے کے درمیان کسی جگہ پہ بھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ ❾

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الادب، باب: ماجاء لبس البیاض

❷ المواھب اللدنیہ، ٤/٤٣٤ ❸ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: جواز دخول مکۃ بغیر احرام

❹ سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیرا لعباد، ٧/٢٧١ ❺ ایضاً: ٧/٢٧٠

❻ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب: ما جاء فی اسبال الازار

❼ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: ما اسفل من الکعبین فھو فی النار

❽ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: من جر ثوبہ من الخیلاء

❾ سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب: فی قدر موضع الازار

رسولِ کریم ﷺ نے غسل فرمایا نیا لباس پہنا پھر بالوں میں تیل لگایا اور کنگھی فرمائی۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ اعمالِ خیر کی ابتداء ہمیشہ دائیں طرف سے کرتے۔ جیسے وضو کرنے میں، جوتا پہننے اور کنگھی وغیرہ کرنے میں۔ ❶

آپ ﷺ نے نیچے تہبند باندھا ہوا ہے اوپر شامی جُبّہ ❷ زیبِ تن فرمایا ہوا ہے اور سر پر کالے رنگ کا عمامہ باندھے نمازِ جمعہ کے لئے گھر سے نکلنے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔خوشبو لگانا آپ ﷺ کو بے حد مرغوب تھا۔ جمعہ کی نماز ہو یا عیدین کی یا نیکی کی دیگر مجالس ہوں ان میں جاتے ہوئے آپ ﷺ خوشبو کا اہتمام فرمایا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

## خوشبو آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کے پاس ایک عطر دان تھا جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے۔ ❸ کبھی آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خوشبو لگایا کرتی تھیں۔ ❹ خوشبو سے رسولِ کریم ﷺ کو اتنی رغبت تھی کہ آپ جب نمازِ تہجد کے لئے اٹھتے اور وضو فرما کر اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے تب بھی استعمال فرماتے۔ ❺

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مجھے دنیا میں سے تین چیزیں بہت مرغوب ہیں:

- نیک بیوی
- خوشبو
- اور نماز کہ وہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ ❻

---

❶ سنن نسائی ، کتاب الزینۃ، باب : التیامن فی الترجل

❷ مسند احمد، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، رقم: ۱۸۸۰

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الترجل ، باب: ماجاء فی استحباب الطیب

❹ مسند احمد ، باقی مسند الانصار، رقم الحدیث: ۲۴۱۵۱

❺ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیرا لعباد،۷/۳۳۷

❻ سنن نسائی ، کتاب عشرۃ النساء، باب: حب النساء

نبی اکرمﷺ کے ارشاد کے مطابق خوشبو انبیاءِ سابقین کی بھی سنت رہی ہے۔ ❶

فرمانِ نبوی ہے:

تین چیزیں نہ لوٹائی جائیں (یعنی ان میں سے اگر کوئی پیش کی جائے تو رد نہ کریں۔)

① تکیہ

② خوشبو

③ دودھ۔ ❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اطہرﷺ ایسی خوشبو لگاتے تھے جو مَردوں کے استعمال کی ہوتی تھی جیسے مشک وعنبر (عود) وغیرہ۔ ❸

## ایک شاہی آئینہ:

آپﷺ کے پاس ایک قیمتی آئینہ تھا جو کہ قبطی بادشاہ مقوقس نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ کنگھی، اور شیشے کا پیالا بھی تھا۔ ❹

آئینہ دیکھ کر آپ نے اپنی مبارک زبان سے یہ الفاظ ادا فرمائے:......

اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ ❺

اے اللہ! جیسا کہ تو نے مجھے خوبصورت بنایا ہے میرے اخلاق کو بھی بہت اچھا بنا دے۔

## مسواک کا خاص اہتمام:

گھر سے نکلنے سے پہلے آپﷺ نے مسواک فرمایا ہے آپ صبح بیدار ہوتے تو پہلے مسواک فرماتے، نمازوں کے لئے وضو فرماتے تو ضرور مسواک فرماتے تلاوتِ کلام اللہ سے قبل مسواک فرماتے۔ کسی مجلس میں جانے سے پہلے بھی آپ مسواک فرماتے۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب: ما جاء فی فضل التزویج والحث علیه

❷ سنن ترمذی، کتاب الادب، باب: ماجاء فی کراهية الطيب

❸ سنن نسائی، کتاب الزینة، باب: العنبر

❹ سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیرا لعباد، ۹/۲۸

❺ صحیح کنوز السنة النبوية، صفحه: ۱۹۱

گھر میں آتے تو بھی مسواک فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے سے پہلے بھی دانتوں پر مسواک فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس قدر تاکید کے ساتھ مسواک کا حکم دیا گیا کہ میں گمان کرنے لگا شاید اس کے بارے میں قرآنِ کریم کی کوئی آیت اتاری جائے گی۔ [1]

فرمایا: جبرائیل علیہ السلام متواتر مجھے مسواک کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے اپنے مسوڑھے چھل جانے کا اندیشہ ہونے لگا۔ [2]

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لحات میں بھی مسواک فرمائی تھی۔ [3]

## بنوطئی کے ایک وفد کی آمد، رئیس، زید الخیل:

اسی اثناء میں آپ ﷺ کو بنوطئی کی جانب سے ایک وفد کے آنے کی اطلاع ملتی ہے آپ ان کے پاس تشریف لاتے اور انہیں پُر تپاک انداز سے ملتے ہیں اس وفد کے سردار قبیلہ کے ایک رئیس ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

وہ بولے: لوگ مجھے زَید الخَیل کے نام سے جانتے ہیں۔ (یعنی گھوڑوں والے) ان کے پاس عرب کے بڑے معروف اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے تھے جن کے انہوں نے بڑے اہتمام سے الگ الگ نام رکھے ہوئے تھے۔ جن میں سے چند نام یہ ہیں:

1. ھطال
2. کمیت
3. ورد
4. کامل
5. دؤول



[1] مسند احمد، من مسند بنی ھاشم، رقم الحدیث: ۲۹۵۶

[2] سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۲۶/۸

[3] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب: ماجاء فی بیوت ازواج النبی ﷺ وما نسب من البیوت

## آج سے تم ''زید الخیر'' ہو!

حضور ﷺ نے فرمایا: آج سے تم زید الخیر ہو۔
(خیل (یعنی گھوڑے والے) نہیں بلکہ خیر اور بھلائی والے)
ان سے مل کر نبی کریم ﷺ کی طبیعت بہت خوش ہوئی یہ عرب کے بہت خوب صورت اور خوب لمبے قد والے آدمی تھے۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے پاس ان کے آنے سے پہلے ہی لوگوں نے ان کے بارے میں آپ ﷺ کو بہت کچھ بتا دیا تھا چنانچہ باتوں باتوں میں آپ ﷺ نے ان کی تعریف میں ایک ایسا بے مثال جملہ ارشاد فرمایا جو آج تک اسلامی تاریخ میں جگمگا رہا ہے اور ان کی شان بڑھا رہا ہے۔

## میں نے تمہیں تمہاری تعریف سے بڑھ کر پایا ہے

يَا زَيْدَ الْخَيْلِ! كُلُّ رَجُلٍ وُصِفَ لِيْ وَجَدْتُهُ دُوْنَ الصِّفَةِ إِلَّا أَنْتَ، فَإِنَّكَ فَوْقَ مَا وُصِفْتَ [1]

آپ ﷺ نے فرمایا: زید! آج تک میرے سامنے جتنے لوگوں کی تعریف کی گئی میں نے جب انہیں دیکھا تو اس تعریف سے کم پایا۔ آپ ایسے شخص ہیں کہ جو کچھ میں نے آپ کے بارے میں سن رکھا تھا جب آپ کو دیکھا تو اس سے بہت بلند پایا۔ پھر وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ان کی قوم کو کچھ چاندی وغیرہ ہدیے کے طور پر عطا فرمائی۔ [2]

## نمازِ جمعہ کے لئے آپ روانہ ہو رہے ہیں:

اب مدینہ کے تاجدار، نبیوں کے امام، میرے اور آپ کے پیارے آقا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نمازِ جمعہ کے لئے گھر سے نکلتے ہیں۔ آپ پورے وقار سے چلے جا رہے ہیں ایسے لگتا ہے جیسے نورانی ملائکہ آپ کے پاؤں کے نیچے پَر بچھاتے آ رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق جو امتی حصولِ علم کی خاطر نکلتا ہے تو اس کے پاؤں کے نیچے اس کے عظیم مقصد کی خوشی میں فرشتے پر بچھاتے ہیں۔ [3]

---

[1] سير اعلام النبلاء، ٢٠/١٥٤

[2] البداية والنهاية، ٥/٧٤ [3] سنن ترمذی، كتاب العلم، باب: ما جاء في فضل الفقه على العبادة

تو کیا بعید ہے کہ رسولِ کائنات ﷺ جن کے لائے ہوئے علمِ شریعت کے حصول پر فرشتے طالب علم کے لئے تو اپنے پر بچھائیں اور خود حضور ﷺ کے لئے نہ بچھائیں؟ حضور کی تکریم تو یقیناً اس سے سوا ہوگی۔

## راستے میں ایک صحابی کو نصیحت:

ایک صحابی کو مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں حضور ﷺ نے چلتے دیکھا تو انہیں آواز دے کر فرمایا: ذرا اپنے تہبند کو اونچا کرلو! یہ زیادہ پاکیزہ اور محفوظ طریقہ ہے۔

وہ صحابی عبید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پیچھے دیکھا تو رسولِ کائنات ﷺ تھے میں نے عرض کی: حضور! یہ معمولی سی چادر ہے (نہ اس میں تکبر نہ اس کے پھٹنے کا ڈر) یہ سن کر رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے لئے میری ذات میں کوئی اسوہ نہیں ہے؟ تب میں نے دیکھا حضور ﷺ کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔ (تو میں نے بھی ایسا ہی کرلیا۔) [1]

## راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور ان کے لئے دعا:

رسولِ کائنات ﷺ خراماں خراماں مسجد نبوی کی جانب بڑھ رہے ہیں راستے میں آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے سفید رنگ کا بڑا اُجلا لباس پہنا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: عمر! یہ نیا کپڑا ہے یا خوب دُھلا ہوا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: نیا تو نہیں ہے بس اچھی طرح اسے دھویا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں دل سے دعا دی۔ آپ کے الفاظ یہ تھے:

اِلْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا وَمُتْ شَهِيْدًا

- تمہیں نیا لباس نصیب ہو!
- قابلِ تعریف زندگی بسر کرو!
- شہادت سے سرفراز کیے جاؤ! [2]

---

[1] السنن الکبریٰ للنسائی، ۵/۴۸۴، رقم الحدیث: ۹۶۸۳

[2] سنن ابن ماجۃ، کتاب اللباس، باب: ما یقول الرجل اذا لبس ثوبا جدیدا

✵ دنیا و آخرت میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ ❶

## عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے راستے میں ملاقات:

سیدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ مجھے راستے میں ملے آپ نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا:

اے عقبہ! کیا میں تمہیں دنیا و عقبٰی کے بہترین لوگوں کے اخلاق سکھاؤں!

میں نے عرض کی: جی ہاں سکھا دیجئے!

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

✵ جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کیا کر!

✵ جو تجھے تیرے حق سے محروم رکھے تو اسے اس کا حق ادا کر!

✵ جو تجھ پر ظلم کرے تو اس پر درگزر سے کام لیا کر!

اور سنو! جو شخص چاہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کی روزی میں برکت ہو تو وہ تقویٰ اپنائے اور صلہ رحمی کیا کرے۔ ❷

## حضرت بَراء رضی اللہ عنہ سے ایک حسین ملاقات:

سیدنا بَراء بن عازِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی کو حسین نہیں دیکھا۔ آپ کا قد درمیانہ، دونوں شانوں کے درمیان کشادگی، ڈاڑھی گھنی اور سرخ و سیاہی مائل، بال کانوں کی لو تک دراز اور آپ خوب صورت حُلہ پہنے ہوئے تھے۔ ❸

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ کریم ﷺ مجھے ملے، میرا ہاتھ تھاما اور میرے چہرے کی جانب دیکھ کر مسکرائے اور پوچھا: جانتے ہو میں نے ایسے کیوں کیا؟ میں نے کہا: مجھے اس کا علم تو نہیں لیکن اس کا کوئی نیک مقصد ضرور ہوگا۔

---

❶ مسند احمد، من مسند المكثرين من الصحابة، ٥٣٦٣

❷ جامع الاحاديث، مسند عقبة بن عامر الجهني رضى الله عنه، ٣٠٩/٣٧، رقم: ٤٠٦٢٧

❸ سنن نسائي، كتاب الزينة، باب: اتخاذ الجمة

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب دو مسلمان باہم ملتے اور ان میں سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اور اللہ کی رضا کی خاطر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ ان دونوں کے خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ [1]

رحمتِ کائنات ﷺ دعا پڑھ کر مسجد نبوی شریف میں اپنا دایاں پاؤں رکھتے ہیں۔ یہ وہ مبارک مسجد ہے جہاں ایک نماز ادا کرنے پر ایک ہزار نمازوں کا [2]، دوسری حدیث کے مطابق پچاس ہزار نمازوں کا اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ [3]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تمام انبیاء کی مساجد میں سے یہ آخری مسجد ہے۔ [4]

## آج رسول اللہ ﷺ نئے منبر پر خطبہ ارشاد فرمائیں گے:

رسول اللہ ﷺ کے لئے لکڑی کا ایک منبر بنا کر رکھا گیا ہے جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے۔ جب کہ اس سے قبل رسولِ کریم ﷺ کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خطاب فرماتے تھے۔ آج نئے منبر کی موجوگی کے باعث اس تنے کو یہاں سے ہٹا کر مسجد کے ایک طرف رکھ دیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں گزشتہ جمعہ کا واقعہ یوں آتا ہے:

آپ کھجور کے تنے کے سہارے خطبۂ جمعہ سے نواز رہے تھے کہ چند افراد نے عرض کیا: آقا! اب لوگ بہت بڑھ گئے ہیں بعض لوگوں کو آپ نظر نہیں آتے سب لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کو دورانِ خطبہ دیکھ سکیں لہٰذا آپ منبر بنوا لیجئے!

آپ ﷺ نے پوچھا: کون ہمارے لئے منبر تیار کرے گا؟

---

1. مسند احمد، حدیث البراء بن عازب، رقم: ۱۹۰۵۲
2. سنن ترمذی، مناقب، باب: في فضل المدينة
3. سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الصلاة في المسجد الجامع
4. جمع الجوامع، حرف الهمزة، ۵۹۹۸/۱، رقم ۲۱۶

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: میں تیار کروں گا آپ نے اس سے نام پوچھا اور بٹھا دیا۔ پھر پوچھا: کون ہمارے لئے منبر تیار کرے گا؟

ایک آدمی نے عرض کی: میں! آپ ﷺ نے اس سے بھی نام پوچھا اور بٹھا دیا

تیسری بار پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کون ہمارے لئے منبر تیار کرے گا؟

ایک آدمی کھڑا ہوا اور بولا: ان شاء اللہ میں تیار کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تم تیار کرو۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ وہ بولا: میرا نام ابراہیم ہے آپ خوش ہو گئے۔ آج وہ منبر حاضر تھا آپ ﷺ اس پر بیٹھے بہت نمایاں نظر آ رہے تھے ❶ مسجد میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی خاصی تعداد موجود ہے جو آپ کی آمد سے پہلے ہی حاضر ہیں، پورے نشاط اور مستعدی سے رسولِ کریم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ سے سرفراز ہونا چاہتے ہیں۔ مسجد نبوی کی صفائی اور نظافت کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور اسے خوشبو (مشک و عنبر) سے مہکایا گیا ہے۔ ❷

## امام الانبیاء ﷺ اور اذانِ جمعہ:

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے آ کر لوگوں کو سلام کیا، انہیں خندہ پیشانی سے دیکھا پھر منبر پر تشریف لے آئے جونہی آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے آپ کے مؤذن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر بڑی رقت اور سوزِ ایمانی کے ساتھ اذانِ جمعہ کہی۔ ❸

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے اور نمازوں کے اوقات میں اذان پڑھتے۔ بسا اوقات آپ ﷺ انہیں خود فرماتے اٹھو بلال! نماز کے لئے اذان کہہ دو۔ ❹ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بڑی باقاعدگی سے یہ خدمت نبھاتے تھے۔

---

❶ مسند عبد بن حمید، ۱/۲۷۶۔ المسند الجامع، ۱۳/۴۲۸

❷ سنن ترمذی، کتاب الجمعة عن رسول اللہ ﷺ، باب: فی ذکر تطیب المساجد

❸ سنن نسائی، کتاب الجمعة، باب: اذان الجمعة

❹ سنن نسائی، کتاب الامامة، باب: الجماعة للفائتة من الصلاة

## جمعہ کی ندا سنتے ہی لوگ مسجد کی طرف دوڑے چلے آئے:

مسجد نبوی سے اذانِ بلالی گونج رہی ہے اور لوگ جیسے منتظر ہوں فوراً گھروں سے نکل کر مسجد کی جانب لپکتے ہیں اللہ اکبر سے آپ کی اذان شروع ہوتی ہے اور لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے۔ [1]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○﴾ [2]

''اے اہلِ ایماں! جمعہ کے روز جب نماز کے لئے اذان کہی جائے تو یادِ الٰہی کی جانب دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔'' [القرآن]

## اللہ کا قرآن ان لوگوں کی تعریف میں رطب اللسان:

مدینہ طیبہ کے سارے لوگ اپنے سب کام کاج چھوڑ کر گھروں سے مسجد میں آجاتے ہیں ادھر بازاروں میں جو لوگ تجارت میں مصروف، لین دین اور خرید وفروخت کے معاملات میں مگن تھے وہ بھی صدائے جمعہ سنتے ہی فوراً اللہ کی یاد اور نماز کی جانب پلٹتے ہیں۔ ان سچے لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ کی کتابِ ناطق نے یوں بیان کیا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:......

---

[1] سنن نسائي، كتاب الآذان، باب: آخر الآذان

[2] سورة الجمعة، آيت: ١٠-٩

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْأَبْصَارُ ○ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ ﴾ [1]

''وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت کے معاملات اللہ کی یاد سے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے سے قطعاً غافل نہیں کرتے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔
اور یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اپنے فضل سے بہت کچھ مزید بھی عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔''

یقیناً یہ لوگ ایسے ہی تھے حضور ﷺ کی شاگردی میں انہوں نے ایسا کمال حاصل کیا اور آپ کی جانثاری میں اس قدر آگے بڑھے کہ حق تعالیٰ نے انہیں عرشِ بریں سے خراجِ تحسین بھیجا۔

یہ معلّمِ کائنات ﷺ کے شاگرد تھے۔
معلم بھی بے مثال اور متعلم بھی بے مثال۔
نہ اس استاد کا کوئی مثل ہے نہ ان کے شاگردوں کا کوئی ثانی۔

رہتی دنیا تک ساری خلقت جہاں اس معلّمِ اخلاق کی تعریف و منقبت میں مصروفِ ثنا رہے گی وہاں ان کے فلاح یافتہ شاگردوں اور رُشد و ہدایت کی پیکر ہستیوں کو خراجِ تحسین پیش کرتی رہے گی اور حق یہ ہے ان کے لئے ﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾ سے بڑھ کر کوئی تمغہ یا سرٹیفکیٹ ہو ہی نہیں سکتا۔ بس ان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہے۔

[1] سورۃ النور، آیت: ۳۷-۳۸

# حضور ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں ☆

اب مسجد ان خوش نصیب سامعین و حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم سے کھچا کھچ بھر گئی ہے جنہوں نے رسولِ کریم ﷺ کی اقتدا میں سینکڑوں نہیں ہزاروں بار نمازیں اور جمعہ ادا کیا ہے۔ موذّن کے خاموش ہونے کے ساتھ ہی خطیب الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بابرکت الفاظ سے خطبۂ جمعہ کا آغاز فرمایا۔

## جوامع الکلم:

آپ کو اللہ کریم نے جَوَامِعُ الْكَلِمْ سے نواز رکھا تھا۔ جوامع الکلم کا اِطلاق ان لفظوں اور جملوں پر ہوتا ہے جو بظاہر بہت مختصر اور چھوٹے سے ہوں مگر اتنے جامع ہوں کہ گویا دریا کوزے میں بند ہو۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ معانی کا سمندر اُن میں سما گیا ہو۔

## آپ ﷺ کے خطبہ کے بنیادی اوصاف:

آپ ﷺ کے خطبہ کے بنیادی اجزا اور اوصاف کو اگر چند جملوں میں ادا کرنا ہو تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا خطاب سننے والوں کی ذہنی سطح کے مطابق ہوتا تھا۔ اس میں انسانی ہمدردی، ایمان و عمل کی عظمت اور ہر حال میں تقویٰ کی تاکید شامل ہوتی تھی۔ آپ کا ہر ہر لفظ عقائد کی اساس کو پختہ کرتا، معاشرتی اصلاح و فلاح، اسلام کی سربلندی کی خاطر جینے مرنے کا جذبۂ صادق پیدا کرتا۔ افکار کی تطہیر اور پاکیزگی کا ساماں مہیا کرتا۔ عموماً آپ آسان انداز میں مگر مضبوط دلائل کے ساتھ لوگوں کے قلوب میں اسلام کی بنیادوں کو مستحکم فرماتے، بسا اوقات ایک چیز کے تکرار کے ساتھ دل و دماغ میں اس کا استحضار قائم فرماتے تھے۔ آپ کے خطاب میں کوئی عنصر بھی ایسا نہ ہوتا جس سے کچھ ہلکی سی بھی اُکتاہٹ محسوس ہو آپ کا ہر لفظ دلوں کی کھیتی کو شاداب کرنے کا باعث ہوتا۔

☆نوٹ: اس کے ذیل میں مختلف اوقات کے خطبات کے اقتباس شامل ہیں یہ سارا ایک خطبہ نہیں۔

## ثناءِ ربِّ جلیل سے آغاز:

رسول اللہ ﷺ نے ایک بار ان سنہری الفاظ میں خطبہ ارشاد فرمایا:

الحمد للّٰہ نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا من یھد اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ (روایاتِ حدیث میں خطبہ کے ان ابتدائی الفاظ میں کسی قدر کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر موجود ہے)

”تمام خوبیوں کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے
ہم اس سے مدد چاہتے ہیں
اس سے مغفرت کے طلب گار ہیں
اپنے نفس کی برائیوں سے اسی کی پناہ چاہتے ہیں
جس کو اللہ نے سیدھی راہ دکھائی اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں
اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اسی کے بندے اور رسول ہیں۔
اے ایمان والو!
اللہ سے ڈرو! جس کے وسیلہ سے تم آپس میں مانگتے ہو!
اور ناتہ توڑنے سے ڈرو کیونکہ اللہ تمھاری نگرانی کر رہا ہے۔
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے
اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو!

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور انصاف کی بات کہو! وہ تمھارے تمام کاموں کو درست کر دے گا، تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور سنو! جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ [1]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب: فی خطبۃ النکاح

## چند اہم باتوں کا حکم:

✵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے سوائے یہ کہ اس کا محرم اس کے ساتھ ہو اور کوئی عورت اس حالت میں سفر نہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو۔

یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں فلاں بن فلاں ہوں میرا نام غزوہ میں جانے والوں میں لکھا گیا ہے جبکہ میری بیوی حج کے لئے جانا چاہ رہی ہے ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ جا کر حج ادا کرو۔ [1]

✵ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس سبب سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کسی کمزور سے خطا سرزد ہوتی تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتیں تو میں ان کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ [2]

✵ دورانِ خطبہ آپ ﷺ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو دھوپ میں کھڑا تھا آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں۔ نہ سایہ میں آئے گا نہ ہی کسی سے کلام کرے گا اور اس حال میں روزہ بھی رکھے گا۔ محسنِ انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے کہو کہ کلام کرے، سایے میں آئے، بیٹھ رہے اور ہاں اپنا روزہ پورا کرے۔ [3]

## خشیتِ الٰہی اور وعدۂ جنت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ نے ایک دن ہمیں نہایت

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: سفر المراہ مع محرم الیٰ حج وغیرہ

[2] صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب: قطع السارق الشریف وغیرہ والنھی عن الشفاعة فی الحدود

[3] سنن ابوداؤد، کتاب الایمان والنذور، باب: من رأی علیه کفارة اذا کان فی معصیة

پر سوز خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!

تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا اور روتے روتے جھک گئے ہم میں سے بھی ہر ایک شخص جھک کر رونے لگ گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے سر اٹھایا تب آپ کے چہرے پر خوشی کی رونق تھی ہمیں یہ بات سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ اچھی لگی (عرب میں سرخ رنگ کے اونٹ بہت قیمتی متاع سمجھی جاتی تھی)

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوۃ ادا کرے اور سات بڑے بڑے گناہوں سے محفوظ رہے (1 شرک 2 جادو 3 قتل 4 سود 5 یتیموں کا مال کھانا 6 میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیرنا 7 مومن پاکدامن عورت پر بہتان۔ بخاری، الموبقات) تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا کہ جا سلامتی کے ساتھ اندر داخل ہو جا۔ [1]

## ایک مفلوک الحال شخص کی مالی اِعانت:

دورانِ خطبہ ایک شخص حاضر ہوا جس کی ہیئت کسی قدر بوسیدہ تھی اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے خطبہ روک کر فرمایا: کیا تم نے دوگانہ ادا کر لیا ہے؟

اس نے کہا: نہیں! رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھ کر دو رکعت پڑھ لو۔

یوں آپ نے دوسرے حضرات کو اس کی مالی خستہ حالی کی جانب توجہ دلا کر (اس کی مدد کرنے اور اسے) صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ [2]

## غریبوں کی امداد پر آپ ﷺ خوش ہو گئے:

اسی اثنا میں کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے جو کہ ننگے پاؤں، بدن پر صرف چمڑے کی عبائیں پہنے اور تلواریں لٹکائے ہوئے آ رہے تھے ان کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا ان کے فقر و تنگ دستی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس پریشان

---

1. سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب: فی وجوب الزکاۃ
2. سنن نسائی، کتاب الجمعہ، باب: حث الامام علیٰ الصدقة یوم الجمعة فی خطبته

ہو گیا اتنے میں ایک انصاری صحابی اٹھے اور جا کر درہم و دینار کی ایک بھاری سی تھیلی جسے پوری طرح اٹھانے سے بھی ان کے ہاتھ عاجز آ رہے تھے، لے کر آئے پھر ان کے دیکھا دیکھی اور لوگ بھی مال ومتاع لانے لگے حتی کہ کپڑوں اور کھانے کی چیزوں کے دو بڑے بڑے ڈھیر رسول اللہ ﷺ کے سامنے لگ گئے اور خوشی سے آپ کا چہرہ اقدس سونے کی طرح چمکنے لگا۔

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کسی اچھے طریقہ کی ابتدا کی تو اس کو خود اس کا اپنا اجر اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا اجر بھی دیا جائے گا جب کہ ان لوگوں کے اجر وثواب میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں کسی برے عمل کی ابتدا کی تو اس کو اپنا گناہ بھی ہوگا اور بعد میں کرنے والوں کا بھی جب کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی بھی نہیں کی جائے گی۔ [1]

## مقبولیت والی گھڑی:

رسول اللہ ﷺ نے یوم الجمعہ کی اہمیت بتاتے ہوئے بیان فرمایا: کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان بندہ اس میں نماز پڑھے اور جس چیز کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتا ہے نیز آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ وہ وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ [2]

## جسے میں مال نہیں دیتا اس سے محبت زیادہ رکھتا ہوں:

آپ ﷺ نے اپنے ایک خاص خطبے میں فرمایا:

اے لوگو! سنو! مالِ غنیمت میں سے کسی کو میں دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا۔ جسے میں نہیں دیتا وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے میں کچھ دیتا ہوں۔ نیز بسا اوقات میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دلوں میں کچھ بے چینی دیکھتا ہوں اور جنہیں میں نہیں دیتا ہوں انہیں میں اس غنا اور بھلائی کے حوالہ کر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب: الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة او کلمة طيبة۔ مختصراً

[2] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: الساعة التي في يوم الجمعة

نے ان کے دلوں میں رکھی ہے۔ ❶

## اگر تم روئے زمین کا سارا مال بھی صدقہ کر دو تو......

دورانِ خطبہ نبی اقدس ﷺ کی نگاہ سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر پڑی جنہیں آپ نے ہزاروں افراد پر مشتمل ایک لشکر کے ساتھ جہاد کے عالی مقصد کے لئے ایک اہم مشن پر روانہ کیا تھا جمعہ کا دن ہونے کی وجہ سے یہ ٹھہر گئے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھ کر ان سے جا ملوں گا اور اللہ کے دین کی سربلندی کی خاطر لڑوں گا جب کہ ان کے ساتھی صبح ہی روانہ ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہیں ساتھیوں کے ہمراہ جانے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نماز ادا کر لوں پھر ان سے جا ملوں گا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تم روئے زمین کا سارا مال بھی صدقہ کر دو تب بھی ان کی فضیلت کو نہیں پا سکتے۔ ❷

## امام الانبیاء ﷺ کا ایک یادگار خطبہ، ہر جملہ ایک قیمتی موتی:

رسولِ کریم ﷺ کا ایک یادگار خطبہ جس کا ایک ایک جملہ اپنے اندر معانی کا سمندر رکھتا ہے اور اپنی جامعیت کے لحاظ سے بے مثال ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

- بلاشبہ سب سے بڑی سچائی کتاب اللہ ہے
- بھروسے کی چیز صرف تقویٰ ہے
- تمام ملتوں سے بہتر ملتِ ابراہیمی ہے
- تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے
- تمام باتوں پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شرف اور برتری حاصل ہے
- تمام بیانات سے پاکیزہ اور خوب صورت بیان قرآن مجید ہے
- سب سے بہترین عزیمت کے کام ہیں اور بدترین امور بدعات ہیں
- بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: من قال فی الخطبة بعد الثناء امابعد

❷ سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب: ما جاء فی السفر یوم الجمعة

- اور بہترین موت (راہِ حق کے) شہیدوں کی ہے
- سب سے بڑا اندھا پن وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد انسان اختیار کر لے
- بہترین اعمال وہ ہیں جن سے انسان کو (دینی، اخلاقی اور روحانی) نفع ہو
- بہترین راہ نمائی وہ ہے جس کی پیروی کی جا سکے
- بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہے
- اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے
- تھوڑا مال جو ضرورت پوری کر دے زیادہ مال سے اچھا جو غفلت میں ڈال دے
- بدترین عذر خواہی اور توبہ وہ ہے جو جانکنی کے وقت کی جائے
- بدترین ندامت وہ ہے جو قیامت کے دن ہوگی
- بعض لوگ جمعہ کیلئے آتے ہیں مگر (ان کے دل) پیچھے اٹکے ہوتے ہیں
- کچھ لوگ ایسے (ناقدرے) ہیں جو اللہ کو کبھی کبھی یاد کرتے ہیں
- گناہوں میں عظیم تر گناہ زبان کا جھوٹ سے عادی ہو جانا ہے
- بہترین تونگری دل کی تونگری ہے
- انسان کیلئے بہترین توشہ تقویٰ ہے
- دانائیوں کا تاج خدائے عزوجل کا خوف ہے
- دلوں میں جگہ پانے والی بہترین چیز پختہ یقین ہے
- شک کفر کی ایک شاخ ہے
- مردے پر نوحہ کرنا یعنی بین کرنا جاہلیت کا کام ہے
- خیانت دوزخ کی آگ ہے
- نشہ آگ کا داغ ہے
- شعر گوئی شیطانی کام ہے
- شراب گناہوں کا مجموعہ ہے

- ❀ یتیم کا مال کھانا بدترین روزی ہے
- ❀ سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے
- ❀ اصل بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے ہی بدبخت پیدا ہو
- ❀ انسانی عمل کا سرمایہ اس کا بہترین انجام ہے
- ❀ بدترین خواب جھوٹا (خودساختہ) خواب ہے
- ❀ جو بات واقع ہونے والی ہے وہ قریب تر ہے
- ❀ مومن کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے
- ❀ مومن کا گوشت کھانا (غیبت کرکے) بہت بڑی نافرمانی ہے
- ❀ صاحبِ ایمان کا مال بھی ایسا ہی حرام ہے جس طرح خون حرام ہے
- ❀ جو شخص اللہ سے روگردانی کرتا ہے اللہ اسے جھٹلا دیتا ہے
- ❀ جو کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اس کے عیبوں پر پردہ ڈالا جائے گا
- ❀ جو لوگوں سے درگزر کرے اللہ اس کے ساتھ عفو و درگزر کا برتاؤ کرے گا
- ❀ جو غصہ پی جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اجر سے نوازے گا
- ❀ جو کسی نقصان پر صبر کرے اللہ کریم اسے اچھا بدلہ عطا کرے گا
- ❀ جو چغلی پھیلاتا ہے اللہ اس کو برسرِ عام رسوا کر دیتا ہے
- ❀ جو صبر کرتا ہے اللہ اس کے لئے نعمت بڑھاتا ہے
- ❀ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اسے عذاب دے گا۔
- ❀ خطبہ کے آخر میں رسولِ کریم ﷺ نے امت کے حق میں دعا فرمائی۔
- ❀ اے اللہ میری امت کو بخش دے!
- ❀ اے اللہ میری امت کو بخش دے!
- ❀ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔[1]

---

[1] الجامع الصغير، ٨/١١١، رقم الحديث: ٣١٦٤

## ہر نبی نے فتنۂ دجال سے اپنی قوم کو آگاہ فرمایا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ نے ہمیں اپنے خطبہ میں فتنہ دجال سے بہت ڈرایا آپ کا ارشاد تھا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کو پیدا کیا زمین پر کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے نہیں بڑھا اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں تمام انبیاء میں آخری ہوں اور تم آخری امت ہو لہٰذا دجال تمہی لوگوں میں ضرور پیدا ہوگا اور اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس سے حجت کروں گا اور اگر میرے بعد نکلے تو ہر شخص اپنی جانب سے حجت کر لے اور اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان کے لئے۔ دجال شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے نکل کر بائیں طرف کے ملکوں میں فساد بپا کرے گا۔ [1]

## دجال کے شیطانی کرشمے:

اے اللہ کے بندو! ایمان پر جمے رہنا! میں تم سے اس کی ایسی نشانی بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کی۔ پہلے وہ کہے گا میں نبی ہوں اور یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے پھر وہ دعویٰ کرے گا میں تمہارا رب ہوں اور دیکھو تم اپنے رب کو موت سے پہلے نہیں دیکھ سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب ہرگز کانا نہیں ہے نیز دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر بندۂ مومن (بتوفیقِ الٰہی) پڑھ لے گا خواہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اس کا فتنہ اس قدر سخت ہوگا کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی لیکن اس کی جنت حقیقت میں دوزخ ہوگی اور اس کی دوزخ درحقیقت جنت ہوگی پس جو کوئی (سچا مومن) اس کی دوزخ میں ڈالا جائیگا وہ اللہ سے فریاد کرے گا اور سورہ کہف کے شروع کی آیتیں پڑھے گا تو وہ دوزخ اللہ کے حکم سے اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب: فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم وخروج ياجوج..

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔

اس کا فتنہ اس قدر سنگین ہوگا کہ ایک دیہاتی سے وہ کہے گا دیکھ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کروں تب تو مجھے اپنا رب مان لے گا؟ وہ کہے گا بے شک! تب شیاطین دجال کے حکم سے اس کے ماں باپ کی صورت میں سامنے آئیں گے اور کہیں گے بیٹا اس کی اطاعت کر لے! یہ تیرا رب ہے۔ نیز وہ ایک بندے کو مار کر یا آری سے چیر کر کہے گا دیکھو میں اب اسے زندہ کرتا ہوں۔ جب وہ زندہ ہوگا تو دجال خبیث اس سے کہے گا بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے تو دجال ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے خوب معلوم ہوگیا کہ تو ہی دجال ہے۔ [1]

## اپنے خطبے میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور دجال کا واقعہ بتایا:

دجال ہی کے بارے میں آپ ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں یہ طویل واقعہ بھی لوگوں کو سنایا: لوگو!! میرے یہ صحابی تمیم داری رضی اللہ عنہ پہلے عیسائی تھے جو کہ اب اسلام میں داخل ہو چکے ہیں آج سفر سے واپسی پر انہوں نے مجھے جو قصہ سنایا وہ ان باتوں سے بہت زیادہ مماثلت رکھتا ہے جو میں تمہیں مسیح دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔

وہ لخم اور جذام قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوئے۔ سمندری کشتی پر سوار ہوئے دورانِ سفر موجیں مہینہ بھر ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک سمندری جزیرے پر لنگر انداز ہو گئے۔ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے جونہی وہ جزیرے میں داخل ہوئے ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے' بالوں کی کثرت کی وجہ سے انہیں اس کے آگے پیچھے اور سر پیر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ بتاتے ہیں کہ:

ہم نے اس سے کہا: تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟

اس نے بتایا: میں تو ایک جساسہ (جاسوس) ہوں۔

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب: فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم وخروج ياجوج..

اے لوگو! تم دیر میں موجود اس آدمی کی طرف آ جاؤ! وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت اشتیاق رکھتا ہے۔ ہم جلدی سے چلے اور اس دیر (گرجے) میں جا داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بھاری بھر کم شکل وصورت کا ایک آدمی ہے جس کے لمبے لمبے ہاتھ، گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں کے درمیان تک تھے اور اس کی گردن لوہے کی زنجیروں سے مضبوطی سے بندھی ہوئی ہے۔

ہم اس سے مخاطب ہوئے اور کہا: غارت ہو جاؤ! تم کیا چیز ہو؟

اس نے کہا: میرا پتہ تو تمہیں چل ہی گیا ہے، یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟

ہم نے کہا: ہم عربی ہیں۔ ایک سمندری کشتی میں سوار ہوئے، سمندر میں طغیانی آئی مہینہ بھر اس کی موجیں ہمارے ساتھ اٹھکیلیاں کرتی رہیں یہاں تک کہ ہم تیرے اس جزیرے کے کنارے پر آ گئے اور جب ہم اس جزیرے میں داخل ہوئے تو ہمیں ایک ایسا جانور ملا جس کے بدن پر بہت سے بال تھے، بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتہ نہ چلتا تھا۔

ہم نے اس سے پوچھا: تو کیا چیز ہے؟

تو اس نے اپنے اور تیرے بارے میں کچھ بتایا، یوں ہم تیرے پاس یہاں آ پہنچے اور ہمیں خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں تو شیطان ہی نہ ہو۔

پھر اس نے پوچھا: مجھے بیسان کے نخلستان کا حال بتاؤ؟

ہم نے کہا: اس نخلستان کے بارے میں کونسی بات پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: میں پوچھتا ہوں کہ نخلستان بار آور ہوا ہے یا نہیں؟

ہم نے کہا ہاں اس نے کہا: وہ جلد ہی بے ثمر ہو جائے گا۔

پھر اس نے پوچھا مجھے بحیرہ طبریہ کا حال بتاؤ؟

ہم نے کہا: اس کے بارے میں کونسی بات پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا: میں پوچھ رہا ہوں کہ اس میں پانی ہے؟

ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے۔

اس نے کہا: اس کا پانی جلد ختم ہو جائے گا۔

پھر اس نے پوچھا: مجھے زُغر کے چشمے کے بارے میں بتاؤ۔

ہم نے کہا: اس زُغر کے بارے میں کونسی بات پوچھنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا میں پوچھ رہا ہوں کیا چشمے میں پانی ہے اور وہاں رہنے والے اس پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

ہم نے کہا: ہاں! وہاں پانی بہت ہے اور وہ لوگ خوب کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

پھر اس نے کہا: مجھے اُمیوں کے نبی (محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں بتاؤ وہ کیا کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے نکل کر یثرب میں قیام پذیر ہیں۔

اس نے کہا: کیا عربوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے؟

ہم نے کہا: ہاں‘ اس نے پوچھا انہوں نے ان کا مقابلہ کیسے کیا؟

ہم نے اسے بتایا کہ وہ قریب قریب کے عربوں پر غالب آ چکے ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اس نے پوچھا کیا واقعی ایسا ہوا ہے؟ ہم نے کہا ہاں، اس نے کہا ان کے حق میں بہتر ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت قبول کر لیں۔

پھر اس نے کہا اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں میں مسیح دجال ہوں عنقریب مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی میں نکل کر زمین کی سیر کروں گا اور چالیس راتوں میں مکہ اور مدینہ کے سوا ہر بستی کو گرا دوں گا۔ وہ دونوں پاکیزہ شہر میرے لیے ممنوع ہیں اور اگر ان میں سے کسی ایک بستی کا قصد کروں تو ایک فرشتہ ہاتھ میں برہنہ تلوار لیے میرا سامنا کرے گا اور مدینہ کا دفاع کرے گا۔ نیز اس بستی کے ہر دروازے پر فرشتے پہرہ دیں گے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے منبر پر اپنا عصا مار کر فرمایا: یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ منورہ ہے۔

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں دجال کے بارے میں ایسی باتیں نہیں بتائی تھیں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں؟ بے شک آپ ایسی باتوں سے ہمیں مسلسل آگاہ فرماتے رہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمیم داری رضی اللہ عنہ کی یہ حکایت اچھی لگی کیونکہ یہ اس وحی کے مطابق ہے جو میں نے تمہیں مسیح دجال، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں بتائی ہے۔ دیکھو وہ شام یا یمن کے سمندر میں نہیں بلکہ وہ مشرق میں ہے، مشرق میں رہے گا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ [1]

## کھجور کا وہ تنا رونے لگا:

آپ ﷺ کا خطبہ جاری تھا کہ لوگوں نے کسی کے رونے کی دردناک آواز محسوس کی لیکن ادھر اُدھر دیکھا تو کوئی شخص روتا دکھائی نہ دیا۔ آواز ایسی تھی جیسے اونٹنی بلبلاتی [2] ہو جب سب حاضرینِ مسجد خاموش ہو گئے تو یوں لگا کہ وہ آواز اس کھجور کے تنے سے آ رہی ہے جس سے ٹیک لگا کر پہلے رسولِ کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ کے حبیب حضرت محمد ﷺ اپنے اس نئے منبر سے اتر کر اس کے پاس جاتے ہیں تو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی اسی تنے سے رونے کی آواز آ رہی ہے اور وہ تنا اس غم سے رو رہا ہے کہ آج اسے یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ حضور ﷺ اس پر سہارا لگا کر خطبہ ارشاد فرمائیں۔

## کھجور کے تنے کو حضور ﷺ کا دلاسہ:

چنانچہ آپ ﷺ پہلے اس پر ہاتھ رکھتے ہیں پھر اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتے ہیں [3] اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے ہیں یہ میری محبت میں رو رہا ہے۔ پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب سکون اختیار کر لو، خاموش ہو جاؤ!

اگر تم چاہو تو جنت میں تمہیں ہرا بھرا کر دیا جائے گا اور اللہ کے نیک بندے

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب: ماجاء فی علامة الدجال

[2] صحیح مسلم: کتاب الفتن' باب قصة جساسه

[3] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: الخطبة علی المنبر

تیرا پھل کھائیں گے یا پھر تجھے دنیا میں شادابی کی حالت پر لوٹا دیا جائے اور تو ہرا بھرا ہو جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اس نے آخرت کو ترجیح دی ہے۔ [1]

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دو خطبے پڑھتے تھے اور ان کے درمیان میں (تھوڑی دیر) بیٹھتے بھی تھے۔ [2]

## دورانِ خطبہ بارانِ رحمت کے لئے دعا:

مسجد نبوی کے امام، مملکتِ اسلامی مدینہ طیبہ کے سلطان، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبۂ جمعہ سے لوگوں کو نواز رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں سامنے کے دروازے سے ایک صحابی اٹھ کر آپ سے التجائیہ انداز میں عرض کرتے ہیں:...... اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

ہمارے مال اور فصلیں تباہ ہو رہی ہیں!

بچے بھوک سے بلک رہے ہیں!

آپ ہمارے حق میں بارانِ رحمت کی دعا فرمایئے!

رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھا دیے اور بارانِ رحمت مانگنے لگے۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ابھی رکھے نہیں تھے کہ پہاڑوں کی کالی گھٹائیں اُمڈ آئیں۔

## موسلا دھار بارش برسنے لگی:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اترنے سے پہلے بارش شروع ہو گئی یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک سے بارش کی بوندیں ٹپکنے لگیں۔ یہ بارش مسلسل ایک ہفتہ جاری رہی۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب: ما جاء فی الخطبة علی المنبر

[2] مسند احمد، حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، رقم: ٢١٨٦١

[3] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: القعدة بین الخطبتین یوم الجمعة

اگلے جمعہ کو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا:

یا رسول اللہ ﷺ ! اب مکانات گرنے لگے ہیں اور مال ڈوبنے کو ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ بارش کو روک دے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے کہا:

اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا! ہم پر نہ برسا!

آپ ﷺ بدلی کو جس طرف اشارہ کرتے تھے وہ اُدھر کو ہو جاتی۔ ❶

## آپ ﷺ کی اقتدا میں دو ہزار نمازیں:

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے تھے ایک خطبہ کے بعد منبر پر بیٹھتے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے۔ جو شخص یہ بیان کرے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھ کر خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے وہ جھوٹ کہتا ہے بخدا! میں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں تقریباً دو ہزار سے زائد بار نمازِ جمعہ ادا کی ہے۔ ❷

## خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا:

رسولِ اکرم ﷺ خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے وقت اپنے ہاتھ میں عصا یا کمان پکڑ کر اس پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ ❸

سیدنا سعد بن عائذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی غزوہ میں جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو اپنے ہاتھ میں کمان پکڑتے جبکہ جمعہ کے موقع پر ہاتھ میں عصا لئے خطبہ ارشاد فرماتے۔ ❹

## وہ تعمیلِ حکم میں وہیں بیٹھ گئے:

حضور نبی کریم ﷺ ایک بار منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب: الاستسقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ

❷ صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، باب: ذکر الخطبتین قبل الصلاۃ وما فیہما من الجلسۃ

❸ سبل الہدیٰ والرشاد، ۸/۲۱۷ ❹ سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلاۃ، باب: فی الخطبۃ یوم الجمعۃ

لگے (کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا) تو فرمایا: بیٹھ جاؤ! سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہو رہے تھے آپ کا ارشاد سنتے ہی وہ تعمیلِ حکم میں وہیں بیٹھ گئے آپ ﷺ کی نگاہِ ناز ان پر پڑی تو شفقت سے فرمایا: عبداللہ! تم آگے آ جاؤ۔ [1]

## خطبہ سن کر ہر آنکھ اشکبار ہو گئی:

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں ایسا پُر اثر خطبہ دیا کہ ہر آنکھ اشک بار ہو گئی دل خشیتِ الٰہی کی رقت سے بھر گئے۔ ایک شخص نے عرض کیا: حضور! یوں لگتا ہے کہ یہ تو الوداعی خطاب ہے آپ ہمیں کوئی اہم وصیت ارشاد فرما دیجئے!

ارشاد فرمایا:

میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے اور سمع و اطاعت کا حکم دیتا ہوں چاہے تم پر کوئی حبشی غلام ہی متعین کر دیا جائے۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ ضرور بہت سا اختلاف دیکھے گا پس تم پر میری اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنت کا اتباع لازم ہے اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور نئے نئے امور سے بچنا اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے۔ [2]

## میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں

(1) کتاب اللہ ...... اور

(2) سنتِ رسول اللہ

جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ [3]

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: الامام یکلم الرجل فی خطبته

[2] سنن دارمی، کتاب المقدمة، باب: اتباع السنة

[3] موطأ امام مالك، کتاب الجامع، باب: النهي عن القول بالقدر

## دورانِ خطبہ سوال: کیا ہر سال حج لازم ہے؟

حضرت محمد ﷺ نے دورانِ خطاب ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر (صاحبِ استطاعت پر) حج لازم کیا ہے لہٰذا تم اس فریضہ کو بجا لاؤ! ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا:

کیا (صاحبِ استطاعت) ہر سال حج کریں؟

آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا تو اس نے اپنی بات کو دوسری اور پھر تیسری مرتبہ دوہرایا تب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں تمہارے سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال تم پر حج ادا کرنا لازم ہو جاتا لہٰذا جب میں کسی بات پر خاموشی اختیار کر لوں تو تم بھی خاموشی کو بہتر جانو! اس لئے کہ تم سے پہلے والے لوگوں کو کثرتِ سوال اور انبیاء کی باتوں سے اختلاف نے ہلاکت میں ڈالا۔ پس جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو جس قدر استطاعت ہو اس پر عمل کرو اور جس چیز سے میں روک دوں تو اس کو حتی الوسع چھوڑ دو! [1]

## خطبہ میں تعلیمِ نماز:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس میں ہمیں سنت کی تعلیم دی اور ہمیں نماز بھی سکھائی آپ نے فرمایا:

جب تم نماز ادا کرنے لگو تو اپنی صفوں کو درست کر لیا کرو پھر تم میں سے ایک شخص (جو تم میں بہتر ہو وہ) تمہاری امامت کروائے جب وہ تکبیر (اللّٰہ اکبر) کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ ﴿غير المغضوب عليهم ولا الضآلين﴾ کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ قبول کر لے گا۔ پھر جب وہ تکبیر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی ایسا ہی کرو۔ امام پہلے رکوع میں جائے اور تم سے پہلے رکوع سے اٹھے پس تمہارا عمل اس کے مطابق ہو جائے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب: فرض الحج مرة في العمر

[2] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب: التشهد في الصلاة

گا۔ اور جب وہ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو...... اللہ تمہاری حمد کو سنتا ہے تبھی تو اس نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی سمع اللہ لمن حمدہ کہلوایا ہے۔

جب امام اللّٰہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی االلّٰہ اکبر کہہ کر سجدہ کرو امام سجدہ میں تم سے پہلے جائے اور تم سے پہلے ہی اٹھے۔ یوں تمہارا یہ عمل امام کے عمل کے ساتھ ہو جائے گا۔ جب وہ قعدہ میں بیٹھ جائے تو تم بھی بیٹھ جاؤ، پہلے تشہد پڑھو!

التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ

”تمام قولی، بدنی اور مالی عبادات اللہ کے لئے ہیں اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی گواہی بھی دیتا ہوں حضرت محمد ﷺ، اللہ تعالی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ [1]

## ہر نیک آدمی کو اس کا سلام پہنچے گا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے قعدہ میں بیٹھے تو یہ پڑھا کرے۔ اس دوران جب وہ (وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین) کہے گا تو اس کا سلام آسمان و زمین میں اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچے گا پھر تشہد کو مکمل کرنے کے بعد اس کو اختیار ہے جو چاہے دعا مانگے۔ [2]

## جس شخص نے میرے بعد جمعہ چھوڑ دیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء محمد ﷺ نے ہمیں خطبہ میں فرمایا:

---

1. صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب: التشھد فی الصلاۃ
2. ایضاً

اے لوگو! موت سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو!

مشغولیت سے پہلے اعمال صالح کی طرف سبقت کرو!

اپنے اور ربّ کے درمیان تعلق مضبوط کرلو!

ذکرِ الٰہی اور پوشیدہ اور اعلانیہ صدقہ کی کثرت کے ساتھ!

اس کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جائے گا، تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہارے نقصان کی تلافی ہوگی اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے آج اس جگہ، اس دن اور اس سال اور اس ماہ سے قیامت تک کے لئے جمعہ فرض فرما دیا لہٰذا جس نے بھی میری زندگی میں یا میرے بعد جمعہ چھوڑ دیا جبکہ اس کا کوئی عادل یا ظالم امام بھی ہو جمعہ کو ہلکا سمجھتے ہوئے یا اس کا منکر ہونے کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کی جمعیت کو منتشر کر دے گا اور اس کے کام میں سے برکت ہٹا دے گا۔ خوب غور سے سن لو! نہ اس کی نماز ہوگی نہ زکوٰۃ، حج نہ روزہ، نہ ہی کوئی اور نیکی کا عمل حتیٰ کہ تائب ہو جائے اور جو سچے دل سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ ہر لحاظ سے بہت جامع ہوا کرتا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی توجہ اور خاموشی سے سنتے اور کوئی ضروری بات پوچھنے کی ہوتی تو بڑے ادب سے کھڑے ہو کر پوچھ بھی لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی آواز معجزاتی طور پر بہت بلند ہوتی اور سب سامعین بخوبی سن لیتے۔ بسا اوقات آپ اجتماعی امور کی تعلیم کے لئے کسی کو اس کام پر مامور فرما دیتے کہ وہ آپ کی باتیں سن کر دوسروں تک پہنچائے۔

## جمعہ سے متعلق چند اہم باتیں:

✡ بدری صحابی سیدنا عامر بن عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک دفعہ رسولِ کریم ﷺ سرخ دھاریوں والی چادر زیب بدن کئے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے موجود تھے اور آپ کی آواز دوسروں تک پہنچا رہے تھے۔ [2]

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: فی فرض الجمعة

[2] سنن ابو داؤد، كتاب اللباس، باب: فی الحمرة وفی رخصة ذالك

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے صحابہ کو خطاب فرماتے تو آپ کی آواز بلند اور آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ ❶

☆ آپ ﷺ کے خطبہ اور نماز میں میانہ روی ہوتی تھی۔ اپنے خطبہ میں آپ کتاب اللہ کی آیات تلاوت فرماتے اور لوگوں کو اچھائی کی نصیحت فرماتے۔ ❷

☆ کبھی آپ اپنی انگشتِ شہادت کو بلند فرماتے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیتے۔ ❸

## مسجد نبوی میں نمازِ جمعہ ادا کی جا رہی ہے:

خطبہ دینے کے بعد اب اللہ کے نبی محمد ﷺ لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائیں گے بڑے اہتمام سے صفیں درست کی جا رہی ہیں اور اب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہہ رہے ہیں اقامت ختم ہوتے ہی نمازِ جمعہ شروع ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی اقتدا میں بہت سے خوش نصیب لوگ جمعہ کی مقبول نماز ادا کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نماز میں اپنی پیاری اور خوب صورت آواز میں تلاوت فرما رہے ہیں۔ آپ کی نماز ایسی بھی نہیں ہے کہ بہت زیادہ طویل اور گراں ہو اور نہ ہی ایسی مختصر ہے کہ ارکانِ نماز بھی صحیح طور پر ادا نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کی نماز حُسنِ اعتدال کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ایک ایک عمل انتہائی عمدگی اور وقار سے ادا کیا جا رہا ہے۔

☆ پہلی رکعت میں رسولِ کریم ﷺ نے سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ تلاوت فرمائی ہے۔ ❹

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد میں چار چار رکعت ادا فرماتے اور ان میں سلام نہیں پھیرتے

---

❶ سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ٨/٢١٦

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب: الرجل یخطب علیٰ قوس

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب: رفع الیدین علیٰ المنبر

❹ سنن نسائی، کتاب الجمعة، باب: القراءة فی صلاة الجمعة ب سبح اسم ربك الاعلیٰ

تھے۔ ❶

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جمعۃ المبارک ادا کر لینے کے بعد جب رسولِ کریم ﷺ گھر لوٹ آتے تب بھی مزید دو رکعت ادا فرماتے۔ ❷

جمعہ اللہ رب العزت کا خاص انعام ہے یہ برکتوں والا دن ہے اس روز اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھلائی کا نزول ہوتا ہے۔صاحبِ ایمان لوگ نہاتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں اور اُجلا نکھرا یا نیا لباس زیبِ تن کرتے ہیں یوں انہیں ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی، ہر لحاظ سے خوشی اور طمانیت حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی بارگاہ میں قرب سے نوازے جاتے ہیں۔سب مسلمان اکٹھے ہو کر اللہ کی بارگاہ میں بڑے اہتمام سے جھکتے ہیں خطبہ توجہ اور خاموشی سے سنتے ہیں جس کے سبب رحمتِ باری کا نزول ہوتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ اسعد بن زُرَارہ رضی اللہ عنہ کے درجے بلند فرمائے:

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میرے والد کی بینائی ختم ہوگئی تو میں ان کا ہاتھ پکڑ کر جہاں جانا ہوتا لے جاتا۔ جب میں ان کو جمعہ کیلئے لے کر نکلتا اور جب وہ اذانِ جمعہ سنتے تو اسعد بن زُرَارہ رضی اللہ عنہ کے لئے بخشش اور بلندیٔ درجات کی دعا ضرور فرماتے۔

میں ایک عرصہ تک یہ سنتا رہا پھر میں نے دل میں سوچا کہ بخدا! یہ عجیب بات ہے جب بھی جمعہ کی اذان سنتے ہیں اسعد بن زُرَارہ رضی اللہ عنہ کے لئے بخشش اور بلندیٔ درجات کی دعا کرتے ہیں اور میں نے کبھی ان سے اس کے متعلق دریافت ہی نہیں کیا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ (تو دل میں ٹھان لیا کہ اس دفعہ ضرور پوچھوں گا)

چنانچہ میں ان کو حسبِ معمول نمازِ جمعہ کیلئے لے کر نکلا جب انہوں نے اذان سنی تو حسبِ سابق ان کے لئے دعا کرنا شروع کر دی تو......

میں نے ان سے کہا: ابّا جان!

---

❶ المعجم الكبير للطبراني، ١٢/١٢٩، رقم: ١٢٦٧٤۔ كنز العمال: رقم: ١٧٩٦٦

❷ صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب: الصلاة بعد الجمعة وقبلها

یہ تو بتایئے آپ اذانِ جمعہ سن کر ان کے لئے دعا کیوں فرماتے ہیں؟

والد صاحب فرمانے لگے: اے میرے پیارے بیٹے! اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے رسولِ اکرم ﷺ کے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے سے پہلے بنو بیاضہ کے ہاں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔(تو جب بھی جمعہ آتا ہے مجھے وہ یاد آ جاتے ہیں اور میں ان کے لئے دعائیں کرنے لگتا ہوں کہ اللہ ان کا بھلا کرے سب سے پہلے انہوں نے ہمیں جمعہ سے روشناس کرایا تھا)

میں نے پوچھا: ابا جان! آپ اس وقت کتنے افراد ہوتے تھے؟

فرمایا: ہماری تعداد چالیس ہوا کرتی تھی۔ [1]

✡ فرمانِ نبوی ہے: بلاشبہ جمعہ تمام دنوں کا سردار اور اللہ کے ہاں بلند رتبہ دن ہے۔ [2]

## نمازِ جمعہ کے بعد کی سرگرمیاں:

مسجد نبوی شریف میں نمازِ جمعہ کے بعد کافی گہما گہمی کا سماں ہے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعاؤں میں مصروف ہیں کئی لوگ آپس میں ایک دوسرے کا حال چال دریافت کر رہے ہیں۔ باہر سے آنے والوں سے یہاں کے لوگ مل رہے ہیں کچھ نئے چہرے ہیں جن کا تعارف ہو رہا ہے اور کچھ اللہ کے بندے دین کی باتیں ایک دوسرے کو سکھا رہے ہیں بعض ایسے ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے دورانِ خطبہ سنی ہوئی باتوں کو اپنے عمل میں زندہ کرنے کے عزائم ظاہر کر رہے ہیں کچھ اپنی سعادت مندی اور رسولِ کریم ﷺ سے صحبت و رفاقت اور نعمتِ اسلام پر اللہ کی بارگاہ میں سر بہ سجود ہیں۔

## سونے اور چاندی کی انگوٹھی کا حکم:

پہلے پیارے نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ میں سونے کی ایک انگوٹھی پہن رکھی تھی جس کا نگینہ آپ اپنی ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے آپ ﷺ کو دیکھ کر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالی تھیں پھر (گزشتہ جمعہ) رسولِ کریم ﷺ نے منبر پر

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: في فرض الجمعة

[2] ايضاً، باب: في فضل الجمعة

بیٹھے ہوئے اپنے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ آئندہ میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ ❶ (یوں آپ نے سونا پہننا ترک فرمادیا اور صحابہ نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔)

بعد میں اسلامی دعوت پر مشتمل خطوط سربراہانِ مملکت کو جب ارسال کیے جانے لگے تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ بادشاہوں کے ہاں ایسے خطوط کو توجہ نہیں دی جاتی جن پر مہر نہ لگی ہو لہٰذا...... رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس کے نگینے پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا۔ ❷

## نگاہِ نبوت نے جسے پسند نہ کیا:

رفتہ رفتہ سب کو پتہ چلتا گیا اور سونے کی انگوٹھیاں اترتی گئیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں اللہ کے حبیب محمد ﷺ نے سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر دور پھینک دیا اور فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھامے وہ ایسی (سونے کی) انگوٹھی پہنے۔

جب آپ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھ کر چلے گئے تو ایک آدمی نے انہیں کہا کہ اپنی وہ انگوٹھی جو پھینک دی گئی تھی جا کر اٹھا لیجیے اور اپنے کسی کام میں لے آیئے! انہوں نے بڑا ایمان افروز جواب دیا: کہا کہ جو چیز نگاہِ نبوت میں نہیں جچی میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔ ❸

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم کا ایک چھوٹا سا کپڑا اور بائیں ہاتھ میں سونے کی ایک ڈلی تھام کر فرمایا:

اِن دونوں چیزوں کا پہننا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مَردوں پر حرام کر دیا ہے۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب: من جعل فص الخاتم فی بطن کفه

❷ ایضا، کتاب العلم، باب: ما یذکر فی المناولة و کتاب اهل العلم بالعلم...

❸ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب: تحریم خاتم الذهب علیٰ الرجال ونسخ ما کان..

❹ سنن نسائی، کتاب الزینة، باب: تحریم الذهب علیٰ الرجال

## میں آپ ﷺ کے بچے ہوئے دودھ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا:

رسول اطہر ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک پیالے میں دودھ لایا گیا آپ نے اس میں سے کچھ نوشِ جاں فرما کر باقی کسی کو دینا چاہا تو دیکھا کہ دائیں طرف سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہیں (جو کہ عمر میں چھوٹے ہیں) اور بائیں جانب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موجود ہیں (جو کہ عمر میں بڑے ہیں۔ آپ ﷺ کی سنت یہ تھی کہ دائیں طرف والے کو چیز دیا کرتے اور تقسیم میں بھی دائیں طرف سے ہی پہل فرمایا کرتے تھے۔)

تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں یہ بچا ہوا دودھ خالد (رضی اللہ عنہ) کو دے دوں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بولے: حضور! میں آپ ﷺ کے بچے ہوئے پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا (یہ سعادت مجھے ہی ملنی چاہیے) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے انہی کو دے دیا اور جب وہ پی چکے تو باقی دودھ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا۔ [1]

## اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے:

سیدنا ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی:

حضور! میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ!

وہ گیا اور تعمیلِ ارشاد میں اسے شہد پلایا لیکن افاقہ نہ ہوا تو پھر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور کہا: آقا! کسی قدر بھی افاقہ نہیں ہوا؟

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اسے شہد پلاؤ!

اس نے آپ کے ارشاد پر عمل کیا مگر تھوڑی دیر بعد پھر حاضر ہو کر کہا:

---

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب الأشربة، باب: اذا شرف اعطى الأيمن فالأيمن

میرے آقا! اس کے دست مزید بڑھ گئے ہیں کچھ کمی نہیں آئی؟

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ!

میرے اللہ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔

وہ صحابی گیا اور آپ کے حکم کو پورا کیا یعنی اپنے بھائی کو ایک بار پھر شہد استعمال کروایا یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے شفایاب کر دیا۔ ❶

## جنت میں آپ ﷺ کا دیدار کیسے کر سکیں گے؟

رسولِ کریم ﷺ کے پاس ایک صحابی نے حاضر ہو کر کہا:

پیارے آقا! دنیا میں تو ہم آپ کو دیکھ لیتے ہیں لیکن آخرت میں ہم آپ کو کیسے دیکھ سکیں گے کیونکہ آپ تو بہت بلند درجات میں ہوں گے؟

چند انصاریوں نے بھی ان کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: جب ہم آپ کے دیدار کے مشتاق ہوں گے تو جنت میں ہم کیا کریں گے؟ ہم کیسے اپنے دلوں کی پیاس بجھا سکیں گے؟ اور کیا اہلِ جنت ایک دوسرے کو بالا خانوں میں دیکھ سکیں گے؟ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝﴾ ❷

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں پس ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے خاص انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت خوب ہو گی۔''

پھر آپ ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا: تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی فرمایا: جنت کے اوپر والے بالا خانوں سے لوگ نیچے اپنے

---

❶ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب: التداوی بسقی العسل

❷ سورہ نساء، آیت: ٦٩

رفقاء کے پاس ایک باغ میں آ جائیں گے اور وہاں سب مل کر اللہ تعالیٰ کے جو انعامات اُن پر ہوئے ان کا تذکرہ کریں گے۔ ❶

## ایک خوب صورت گفتگو، مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ اپنے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرماتھے کہ لطیف سی باتوں کا ایک عجیب سلسلہ چل پڑا جس سے بہت قیمتی باتیں سامنے آئیں اور حاضرین خوب محظوظ ہوئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:......

① خوشبو

② عورتیں (نیک بیویاں) ......اور

③ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سامنے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے انہوں نے کہا آقا! آپ نے سچ فرمایا۔

مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں:......

① آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کرنا

② اپنا مال آپ کے حکم پر خرچ کرنا......اور

③ میری بیٹی کا آپ کے نکاح میں ہونا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر! آپ نے سچ کہا ہے۔

پھر فرمایا: مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:......

① نیکی کا حکم کرنا

② بری باتوں سے روکنا......اور

③ اور پرانا کپڑا زیبِ تن کرنا

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پاس ہی بیٹھے تھے وہ بولے: عمر! آپ نے سچ کہا ہے۔

---

❶ تفسیر در منثور، سورۃ النساء، ۳/۱۶۵

پھر فرمایا: مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں:......

① بھوکوں کو کھانا کھلانا

② ننگوں کو کپڑا پہنانا......اور

③ اور تلاوت کلام اللہ کرنا

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قریب ہی بیٹھے تھے انہوں نے فرمایا: عثمان! آپ نے سچ فرمایا۔ پھر بولے: مجھے بھی دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:......

① مہمان کی خدمت گزاری

② گرمیوں کا روزہ......اور

③ دشمنانِ دین پر تلوار چلانا

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں بتاؤں اگر میں دنیا والوں میں سے ہوتا تو مجھے کون سی تین چیزیں پسند ہوتیں۔

رحمتِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو بتایئے! کون سی چیزیں آپ کو محبوب ہیں۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام بولے:

① بھولے بھٹکے لوگوں کو سیدھا رستہ بتانا

② غریبی میں بھی (دل لگا کر) اللہ کی عبادت کرنا......اور

③ عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا

پھر بولے: کہ اللہ تعالیٰ کو بھی دنیا میں اپنے بندوں کی تین چیزیں بہت پسند ہیں:

① اپنی توانائیوں (یعنی مال و جان) کو اللہ کی راہ میں لگانا

② گناہوں پر ندامت اختیار کرنا......اور

③ فقر و فاقہ پر صبر کرنا۔ [1]

[1] فضائل اعمال بحوالہ منبہات ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، (فضائل نماز، ۲۶)، صفحہ: ۳۱۴

رسولِ کریم ﷺ نمازِ جمعہ کے بعد تھوڑی دیر مسجد میں چند ضروری امور کے لئے تشریف فرما ہوئے اپنے قیمتی ارشادات سے لوگوں کو نوازا بعض دینی مسائل میں راہنمائی فرمائی نیز باہر سے آئے ہوئے بعض صحابہ کو نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا......اب آپ مسجد نبوی سے اٹھنا چاہ رہے ہیں۔

## جمعہ کے بعد آپ ﷺ بازار تشریف لے جاتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن بُسر المازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ جب نمازِ جمعہ ادا فرما لیتے تو بازار کی جانب تشریف لے جاتے کچھ دیر وہاں چلتے پھرتے پھر مسجد آ جاتے اور چاہتے تو کچھ نوافل بھی ادا فرما لیتے تھے یہ سب، اس آیت مبارکہ پر عمل کی خاطر ہوتا تھا: [1]

﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾

"پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔" [2]

نمازِ جمعہ کے بعد مسجد سے باہر آ کر بازار کی جانب تشریف لے جاتے، وہاں سے پھر مسجد آتے یا گھر تشریف لے جاتے، کبھی کبھی مسجد سے اٹھتے اور گھر کی راہ لیتے۔

## رسول اللہ ﷺ کے گھر میں مہمان کی آمد:

آج آپ ﷺ گھر قدم رنجہ فرما رہے ہیں کیونکہ آپ کو کچھ مہمانوں کے آنے کی اطلاع دی گئی ہے۔ آپ عرب تھے اور عربوں کی مہمان نوازی اور پھر قریشیوں اور ہاشمیوں کی مہمان نوازی تو ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ بحیثیت محسنِ انسانیت بہت بڑے مہمان نواز تھے مہمانوں کی تکریم آپ بڑے اہتمام سے فرماتے۔ مہمان چاہے کافر ہوتا، آپ حد درجہ لطف و کرم سے پیش آتے تھے

---

[1] سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خير العباد ٨/٢٢٩

[2] سورة الجمعة، آیت: ۱۰-۹

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ پر وحی کے آغاز میں پریشانی کے موقع پر تسلی کے جو کلمات کہے تھے ان میں آپ نے رسول اللہ ﷺ کی چند صفات کا تذکرہ کر کے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا تھا ان میں آپ ﷺ کی مہمان نوازی کا ذکر نمایاں طور پر موجود ہے۔

## سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خراجِ تحسین:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ [1]

"آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں فقیروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں کمزوروں کے کام آتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والی مشکلات میں لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔"

## مہمانوں کی تکریم کے بارے میں نبوی ارشادات:

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمانوں کو قطعاً تکلیف نہ دیا کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمانوں کی تکریم کیا کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ ہمیشہ اچھی بات کہے یا پھر خاموشی اختیار کرے۔ [2]

حضور ﷺ نے ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

دیکھو سائب!

ان خوب صورت اخلاق کا خیال رکھو!

دورِ جاہلیت میں بھی تو تم ان پر فخر کیا کرتے تھے، اسلام بھی ان کی بجا آوری کا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب: اول ما بدئ به رسول الله من الوحی

[2] ایضاً، کتاب الادب، باب: من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یؤذ جاره

حکم دیتا ہے لہٰذا تم خوب مہمان نوازی کیا کرو۔ [1]

## ایک دن بھرپور کھانا اور تین دن مزید ضیافت:

ابو شُریح کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے پیارے حبیب محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمانوں کی تکریم کیا کرے ایک دن اور رات بھرپور کھانا کھلائے پھر اس کے بعد (اگر مہمان قیام کرے تو) تین دن اور تین رات تک اس کی ضیافت کرے (اس کے بعد بھی اگر مہمان وہیں قیام رکھے تو) جو کچھ اسے کھلایا پلایا اس کے بدلے صدقہ کا اجر دیا جائے گا۔ نیز مہمان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کسی کے ہاں اتنا قیام کرے کہ میزبان کو کہنا پڑے اب تم چلے ہی جاؤ۔ [2]

## وہ مہمان نواز بے مثال آدمی ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تبوک کے مقام پر سپہ سالارِ اعظم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا:

- وہ شخص بے مثال ہے جو اپنے گھوڑے پر مضبوطی سے سوار ہے اور راہِ خدا میں مصروفِ جہاد ہے اور لوگوں کے شر سے بچا ہوا ہے۔
- دوسرا وہ شخص جو اپنی آبادی میں رہائش پذیر ہے اور اپنے مہمان کی خوب میزبانی کر کے اس کا حق ادا کر رہا ہے۔ [3]

اب رسولِ اکرم ﷺ اپنے گھر کی جانب تیز قدموں سے کشاں کشاں چلے جا رہے ہیں۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے آپ نے انہیں فرمایا: میرے پیچھے نہ چلو آگے آ جاؤ۔ پیچھے کی جگہ فرشتوں کے چلنے کے لئے خالی چھوڑ دو۔ [4]

---

[1] اکرام الضیف للحربی، صفحہ: ۳۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب: اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ

[3] مسند احمد، من مسند بنی ہاشم، رقم الحدیث: ۱۸۸۳

[4] سنن دارمی صفحہ: ٥٤ـ وـ مسند احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، رقم الحدیث: ۱۵۳۱۶

یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے حکم کی تعمیل میں آگے آ گئے۔

## مہمانوں کے لئے کھجوریں، گھی اور آٹے کا پُر تکلف کھانا:

رسول اللہ ﷺ اپنے درِ اقدس پر پہنچتے ہیں وہاں آپ کی ملاقات لَقِیط بن صَبِرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتی ہے جو اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے ہیں وہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں اپنے ایک رفیقِ سفر کے ہمراہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ جب ہم رسولِ کریم ﷺ کے گھر پہنچے تو پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آقا گھر پر تشریف نہیں رکھتے (ہمیں گھر کے ایک حصے میں بیٹھنے کو کہا گیا) اور اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں کھجوریں بھجوائیں وہ کھا چکے تو گھی اور آٹا ملا کر آپ نے ہمارے لئے کھانا تیار کر کے بھجوایا۔ اس دوران رسالت مآب ﷺ بھی گھر میں تشریف لے آئے آپ ذرا جھک کر چلتے آ رہے تھے۔

(علیک سلیک کے بعد) آپ ﷺ نے پوچھا: بھئی کچھ کھایا پیا بھی ہے یا نہیں؟

ہم نے عرض کی: جی ہاں! کھا چکے ہیں۔

اتنے میں بکریوں کے باڑے سے ایک چرواہا آپ ﷺ کے پاس بکری کا ایک بچہ لے کر حاضر ہوا۔

آپ نے پوچھا: کس بکری نے بچہ جنا ہے؟

وہ بولا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر ایک بکری ہمارے لئے ذبح کر کے گوشت لے آؤ! پھر اللہ کے نبی ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے: یوں مت سمجھنا کہ یہ صرف ہم نے تمہارے لئے ذبح کروائی ہے بلکہ ہمارے ریوڑ میں ایک سو بکریاں ہیں ہم نہیں چاہتے کہ ان کی تعداد سو سے بڑھے لہٰذا جب کسی بکری سے کچھ افزائش ہوتی ہے تو ہم اس کے بدلے کوئی اور بکری ذبح کر کے گنتی پوری کر لیتے ہیں۔

حضرت لَقِیط بن صَبِرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے عرض کی: آقا! مجھے وضو سے متعلق کچھ بتائیے!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جب وضو کرنا چاہو تو اچھی طرح وضو کیا کرو اور انگلیوں کا خلال بھی کیا کرو! اور ناک میں خوب پانی ڈالا کرو سوائے اس حالت کے جب تم روزے میں ہو۔

بعدازاں میں نے عرض کی:

آقا! میری بیوی زبان کی تیز ہے اور تکلیف دِہ رویہ اپناتی ہے کیا کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: (بالکل نباہ کی صورت نہیں بن رہی تو) طلاق دے دو!

میں نے عرض کی: حضور! یہ سوچتا ہوں کہ اب اولاد بھی ہے اور کافی رفاقت رہی ہے ایسا نہ ہی کروں؟ تو رحمت للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر اس کے ساتھ نباہ کرو اور اچھے طریقے سے اسے بات سمجھاتے رہو مگر باندیوں کی طرح مارنے سے گریز کرنا اگر اس میں کچھ بھلائی ہوئی تو سنور ہی جائے گی۔ [1]

## میں بطورِ مہمان حضور ﷺ کے حصے میں آیا:

سیدنا عبداللہ بن طِہفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ میں جب زیادہ مہمانوں کی آمد ہو جاتی تو رسولِ کائنات ﷺ فرماتے: ہر شخص اپنے ہمراہ ایک مہمان ٹھہرانے کے لئے لے جائے! چنانچہ ایک بار میں بھی مدینہ طیبہ آیا ہوا تھا اور بھی کئی مہمان موجود تھے حضور ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے مہمان کو اپنے ہاں لے جائے! سب نے آپ کے ارشاد پر سرِ تسلیم خم کیا اور میری خوش بختی کہ میں حضور ﷺ کے حصے میں آ گیا۔ آپ مجھے لے کر گھر چل دیے وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

عائشہ! کھانے میں کیا کچھ موجود ہے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: میں نے آپ کی افطاری کے لئے یہ جَو کے آٹے کا حلوہ تیار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب! بھجوا دیجئے! چنانچہ رسولِ کریم ﷺ نے خود بھی کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ اس کے ساتھ مشروب کے طور پر شہد کا شربت بھی آپ نے مجھے دیا اور فرمایا: اللہ کا نام لے کر پی لو! میں نے خوب کھایا پیا اور

---

[1] مسند احمد، مسند لَقِيط بن صَبِرة رضي الله عنه، ٤/ ٣٣، رقم الحديث: ١٦٣٨٤

پھر حضور نبی کریم ﷺ کے ہاں سو گیا۔

صبح نمازِ تہجد کے لئے رحمتِ دوعالم ﷺ نے جب اپنے گھر والوں کو اٹھایا تو مجھے بھی جگانے کے لئے آپ تشریف لے آئے میں اس وقت الٹا سویا ہوا تھا آپ نے مجھے اٹھاتے ہوئے فرمایا: سونے کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ (یعنی ایسے مت سویا کرو!) [1]

## حضور ﷺ کا مہمان سارا دودھ پی گیا:

ابوبصرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبولِ اسلام کے لئے مدینہ طیبہ میں آیا رحمتِ کائنات ﷺ نے مجھے اپنے ہاں ٹھہرایا ابھی میں مسلمان نہیں ہوا تھا آپ کے لئے بکریوں کا دودھ نکال کر لایا گیا تو آپ ﷺ نے پہلے مجھے پینے کا حکم فرمایا تو میں سارا دودھ پی گیا۔ اس وقت گھر میں کھانے کو کچھ اور نہ تھا رسولِ کریم ﷺ اور گھر والے سب یونہی سو رہے۔ میں نے رات گزارنے کے بعد صبح کو اسلام قبول کر لیا اور دن بھر وہیں رہا رات پھر میرا قیام حضور ﷺ کے ہاں تھا گھر والوں نے کہا کوئی بات نہیں ہم آج پھر مہمان کی خاطر صبر و شکر سے رات گزار لیں گے۔

چنانچہ رات کو ایک بکری کا دودھ نکال کر مجھے دیا گیا میں نے اللہ کا نام لے کر پی لیا اور میں اسی کے ساتھ ہی سیر ہو گیا۔

پھر اور دودھ لا کر پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا اور پی لو!

میں نے کہا: آقا! میں تو بالکل سیر ہو گیا ہوں کچھ گنجائش نہیں ہے۔

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: کل تم نے جی بھر کے پیا تھا آج نہیں پی رہے؟

میں نے عرض کی: کل تو ایسا ہی معاملہ تھا لیکن کچھ شک نہیں کہ آج میں سیر ہو چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں اور مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے۔ [2]

---

[1] الأحادیث المختارة للضیاء المقدسی، ۳/۲۴۴۔ معرفة الصحابه لأبی نعیم باب الطاء، رقم: ۳۷۵۹

[2] اکرام الضیف للحربی، صفحه: ۴۳

## مہمان نوازی نہ کرنے والے کی مہمان نوازی کروں یا نہ؟

سیدنا مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں اچھی ہیئت میں نہ تھا آپ نے مجھ سے پوچھا:

کیا تمہارے پاس کچھ مال وغیرہ نہیں ہے؟

میں نے کہا: میرے پاس اونٹ، گھوڑے، خچر اور درہم و دینار ہر طرح کا مال ہے

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ کی نعمت کے آثار تمہارے اوپر ظاہر ہونے چاہئیں۔

سیدنا مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت تک میرا سینہ ابھی نورِ ایمان سے منور نہیں ہوا تھا (اور میں اسی تلاش اور جستجو میں آپ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھ رہا تھا) سو میں نے آپ سے پوچھا: حضور! مجھے یہ بتایئے کہ ایک آدمی کے ہاں میں نے قیام کیا اور اس نے میری مہمان نوازی نہیں کی نہ کچھ کھلایا نہ کچھ پلایا۔ وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ اس پر خستہ حالی کا دور دورہ ہوا اور وہ میرے پاس چلا آیا اب میرے لئے کیا مناسب ہے اس کو اس کے کئے کا بدلہ چکھاؤں یا اس کی مہمان نوازی کروں؟

رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس کی مہمان نوازی کا حق ادا کرو۔ [1]

## آپ ﷺ نے ایک مہمان کو انصاری صحابی کے ہاں ٹھہرایا:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس اس کا کھانا منگوانے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ وہاں سے معلوم ہوا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

کون ہے جو اس مہمان کو اپنے ساتھ لے جائے اور اس کی میزبانی کرے؟

ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں انہیں لے جاتا ہوں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے وہ مہمان ان کے ہمراہ کر دیا۔ وہ اسے اپنے گھر لے گئے

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۷۷/۱۹، رقم الحدیث: ۶۰۹

اور اپنی بیوی سے کہنے لگے: یہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے۔ لہٰذا اس کی خاطر تواضع کا اہتمام کرو۔

وہ بولیں: ہمارے ہاں تو صرف بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا ہے۔ انصاری نے کہا: تم چراغ روشن کرو اور کھانا تیار کرو، بچے اگر کھانا مانگیں تو انہیں یونہی بہلا کر سلا دینا۔ اس صحابیہ نے کھانا تیار کرنے کے دوران بچوں کو سلا دیا پھر وہ چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے کھڑی ہوئی اور اسے گل کر دیا۔ دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہم بھی کھانا کھا رہے ہیں ہاتھ اور منہ ہلاتے رہے۔ یوں انہوں نے سارا کھانا مہمان کو کھلا دیا نہ خود کچھ کھایا اور نہ بچوں کو کھلایا اور بھوک کی حالت میں رات گزار دی۔ پھر جب وہ انصاری صبح کو آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو......

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے رات کے اس عمل سے بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل فرمائی [1]:

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾

"اور وہ لوگ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود حاجت مند ہوں اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔" [2]

حضورِ اقدس ﷺ گھر میں جو کچھ ہوتا اپنے مہمانوں کو پیش کر دیتے اور گھر والوں کو بھی تاکید فرماتے کہ جس قدر ہو سکے مہمانوں کی خوب ضیافت کی جائے مہمان جب شکم سیر ہو جاتا تو آپ ﷺ خوش ہو جاتے۔ حضور ﷺ کے صحابہ کا جب یہ حال ہے کہ اپنی اور بیوی بچوں کی بھوک قبول کر لیتے ہیں اور مہمان کو کھلا دیتے ہیں تو خود رسالت مآب ﷺ کا حال کیا ہوگا۔

---

[1] سورة الحشر، آیت: ۹

[2] صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب: قول الله : ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة

## پہلی بات جو میں نے حضور ﷺ سے سنی:

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسولِ کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو سب لوگ آپ کی جانب تیزی سے لپکے ہر آدمی کی زبان پر یہی تھا اللہ کے رسول آ گئے اللہ کے رسول آ گئے۔ میں بھی اُن لوگوں میں شامل ہو گیا تا کہ اللہ کے لاڈلے پیغمبر کا دیدار کروں۔ میں جب آپ ﷺ کے قریب آیا اور آپ کے چہرہ انور کا دیدار کیا تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس موقع پر سب سے پہلی بات جو میں نے آپ سے سنی وہ یہ تھی:

اے لوگو!

- باہم سلام پھیلاؤ!
- لوگوں کو کھانا کھلاؤ!
- لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نماز تہجد ادا کرو!

پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ![1]

(اس حدیثِ پاک میں مذکورہ کام دراصل اسلام کی خصوصیات میں سے ہیں۔)

آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ خوب فیاضی والا برتاؤ فرماتے بالخصوص رمضان المبارک میں آپ کا معاملہ بڑا عجیب ہوتا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ آپ رمضان میں تیز چلنے والی ہوا کی طرح (ہر خاص و عام کے لئے) سخاوت و فیاضی سے کام لیتے۔[2]

مہمانوں کی خدمت اور انہیں کھلانے پلانے سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ اب اپنے روزانہ کے (سفر و حضر کے) معمول کے مطابق کچھ دیر استراحت فرمانا چاہتے ہیں۔

## قیلولہ، دن میں تھوڑی دیر کے لئے استراحت:

رسولِ کریم ﷺ پورا دن امت کی خیر خواہی میں مصروف رہتے اور رات کو بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں اللہ کی خوشنودی کی خاطر بدن کو اتنا تھکاتے کہ قدم مبارک

---

[1] سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق، رقم الحديث: ٢٤٠٩

[2] صحيح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب: بدء الوحی

متورّم ہو جاتے۔

رسول اللہ ﷺ جمعہ والے دن نمازِ جمعہ کے بعد قیلولہ فرماتے تھے۔ [1]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جمعہ کے روز نمازِ جمعہ کے بعد ہی کھانا کھاتے اور قیلولہ کیا کرتے تھے۔ [2]

باقی دنوں میں رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر سے قبل قیلولہ فرمایا کرتے تھے لیکن جمعہ کے دن غسل کرنے اور جمعہ کی مصروفیات کے پیشِ نظر جمعہ کے بعد قیلولہ کا اہتمام فرماتے۔ [3]

## سفر میں قیلولہ اور ایک جانی دشمن کی معافی:

رسولِ کریم ﷺ اپنے سفروں میں بھی یہ معمول بجا لاتے۔اس سے آپ کا بڑا مقصد رات کو اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بدن کو راحت اور قوت بخشنا ہوتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرِّقاع سے واپس آ رہے تھے راستے میں ایک ایسی وادی سے گزرے، جہاں ببول کے درخت بکثرت موجود تھے۔ قیلولہ کرنے کے لیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سائے کی تلاش میں اِدھر اُدھر درختوں کی طرف پھیل گئے اور جہاں سایہ میسر آیا وہیں سو گئے ۔ اِدھر نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی تلوار ایک درخت کے ساتھ لٹکائی اور اس کے سائے میں استراحت فرمانے لگے۔

جونہی آپ کی آنکھ کھلی تو سامنے ایک کافر تلوار سونت کر کھڑا تھا......

کہنے لگا: اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟

آپ نے تین بار فرمایا: اللہ!



اس پر وہ شخص لرزہ براندام ہوا اور تلوار اس کے ہاتھوں سے گر پڑی پھر آپ ﷺ نے

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۵۸۶۵

[2] صحیح بخاری، کتاب الاستئذان ، باب: القائلة بعد الجمعة

[3] التعلیق المجلّد لموطا امام محمد لشیخ عبدالحی لکھنوی، ۱/ ۳۳۰

بلند آواز سے ہمیں پکارا۔ جب ہم آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ اس شخص نے میری تلوار اٹھا کر مجھ پر تان لی اور کہنے لگا کہ اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ تب یہ خوف سے کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھوں سے گر پڑی اب سر جھکائے یہ بیٹھا ہوا ہے۔ بعدازاں آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور کوئی سزا نہ دی۔ [1]

## آپ ﷺ کا مبارک پسینہ خوشبو میں شامل کر لیتے ہیں:

کبھی کبھی آقا علیہ السلام سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں (جو کہ آپ کی محرم خاتون تھیں) دن کے وقت استراحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور چمڑے کے ایک پاکیزہ بستر پر آرام فرمانے لگے۔ آپ گہری نیند سو گئے اور آپ کو خوب پسینہ بھی آ گیا جو کہ چمڑے پر کچھ بہنے لگا۔ سیدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک چھوٹی سی شیشی لے کر اس میں آپ کے بدن کا مبارک پسینہ وہاں سے نچوڑ کر جمع کرنا شروع کر دیا۔

اسی دوران رحمتِ کائنات ﷺ بیدار ہو گئے آپ نے حیرانی سے پوچھا: اُمّ سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟

وہ بولیں: اپنے بچوں کے لئے برکت کے طور پر آپ کا پسینہ جمع کیا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا: مناسب ہے۔ [2]

دوسری روایت میں ہے:

انہوں نے جواب دیا: حضور! آپ کا یہ معطر پسینہ ہم اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں۔ یہ سن کر رسولِ کریم ﷺ خوش ہو کر تبسم فرمانے لگے۔ [3]

---

[1] بخاری شریف، کتاب المغازی، باب: غزوۃ ذات الرقاع

[2] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: طیب عرق النبی ﷺ والتبرک به

[3] سنن نسائی، کتاب الزینۃ، باب: ماجاء فی الانقطاع

## اُس روز خوشی میں آپ ﷺ نے قیلولہ چھوڑ دیا:

بسا اوقات کسی اہم کام کی وجہ سے آپ سے قیلولہ کا معمول رہ بھی جاتا تھا۔ایک بار نبی اکرم ﷺ کو سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے اپنے سفر سے واپسی پر دجال کے بارے میں کچھ اہم باتوں کی خبر دی تو آپ ﷺ نے سب لوگوں کو مسجد میں جمع فرما کر انہیں اس واقعہ کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔اس دوران آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ واقعہ سن کر بہت زیادہ خوشی ہوئی اور دل کا سکون ملا آج میں اپنے قیلولے کو چھوڑ کر یہ ضروری باتیں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں۔[1]

آقائے کون و مکاں حضرت محمد ﷺ کا دن عموماً بہت مصروف گزرتا تھا لیکن آپ کچھ وقت قیلولہ کے لئے ضرور نکال لیتے تاکہ رات کو عبادت کے لئے سہولت سے اٹھا جا سکے۔بسا اوقات آپ صرف تھوڑی دیر کے لئے کمر سیدھی فرما لیتے یعنی اس وقت میں لیٹ جاتے خواہ اس میں نیند آتی یا نہ آتی لیکن معمول پورا ہو جاتا اور بدن کو کچھ راحت حاصل ہو جاتی۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

قیلولہ کیا کرو بلاشبہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔[2]

فرمانِ نبوی ہے:

- دن کے ابتدائی حصہ میں سونا نادانی ہے......اور
- دن کے درمیانی حصے میں سونا اچھی عادت ہے......اور
- دن کے آخری حصے میں سونا حماقت (بعض احادیث میں دیوانگی کا ذریعہ بتایا گیا) ہے۔[3]

---

1. سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب: فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم و..
2. صحيح الجامع الصغير، رقم ٤٤٣١، قال الألباني: حسن
3. صحيح الأدب المفرد للبخاري، باب القائلة، قال الألباني: صحيح الأسناد

## قیلولہ کا بنیادی مقصد:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیلولہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان دن میں کچھ راحت حاصل کر کے رات کی آہِ سحر گاہی کو یقینی بنائے۔ اسی وجہ سے یہ معمول لائقِ تحسین ہے۔ فرماتے ہیں جیسے سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح قیلولہ کیے بغیر قیام اللیل مشکل اور بے قاعدہ ہوتا ہے۔ [1]

اللہ کے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ نے کچھ دیر قیلولہ فرمایا، نہ ہی بہت دیر تک آپ سوئے رہے نہ ہی پل دو پل آپ لیٹے بلکہ بہت مناسب اور معتدل سا آپ کا یہ وقفۂ استراحت ہوتا تھا۔

## رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر دستک:

اب پیارے رسول ﷺ بیدار ہوتے ہیں اور دانتوں پر مسواک فرمانے لگ جاتے ہیں اِتنے میں باہر کوئی آتا ہے اور دروازے پر مناسب انداز سے دستک دیتا ہے۔

رسولِ کریم ﷺ اندر سے پوچھتے ہیں: کون؟

باہر سے جواب آتا ہے: حضور! میں ہوں۔

آپ دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے، دیکھا تو سامنے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں جو اپنے مرحوم والد کے قرض سے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے انہیں ادب سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ میں، میں کیا ہوتا ہے؟ [2] یعنی بہتر یہ ہے کہ انسان پوچھنے والے کو اپنا نام یا اپنی شناخت بتائے۔

## سلام کہہ کر اجازت طلب کرو!

رسولِ اطہر ﷺ اپنے مبارک گھر میں تشریف فرما تھے کہ بنو عامر قبیلہ کے ایک فرد حاضرِ خدمت ہوئے اور اجازت چاہنے کے لئے کہا: میں اندر آجاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم سے ارشاد فرمایا: انہیں اجازت کا صحیح طریقہ نہیں آتا تم جا کر ان سے کہو

---

[1] فیض القدیر، ٤/٦٩٤

[2] صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب: اذا قال من ذا فقال انا

کہ پہلے وہ سلام کہیں اور پھر اندر آنے کی اجازت طلب کریں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تب رحمتِ دوعالم ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی۔

## آپ ﷺ نے اُسے دین کے چند اصول سمجھائے:

انہوں نے اندر آ کر آپ سے پوچھا:

حضور! آپ ہمارے پاس کیا چیز لائے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے پاس بہترین دین لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ......

* تم ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ!
* لات اور عزّیٰ نامی بتوں کو چھوڑ دو!
* دن اور رات میں پانچ نمازیں ادا کرو!
* سال میں ایک مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھو!
* (استطاعت پانے پر) حجِ بیت اللہ ادا کرو!
* تمہارے اغنیاء اپنے مالوں سے زکوٰۃ نکال کر اپنے فقراء کو دیں

پھر اس نے پوچھا: کوئی ایسی بات بھی ہے جو آپ کو معلوم نہ ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اور بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔

پھر رسولِ کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝﴾ [سورہ لقمان، آیت: ۳۴]

بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہ بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا؟ اور نہ ہی کوئی متنفس یہ جانتا ہے کہ اسے کس جگہ موت آئے گی؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

کامل علم اور خبر والا ہے۔ ❶

## آپ ﷺ نے اس شخص کے سلام کا جواب نہ دیا:

رسولِ اکرم ﷺ اپنے گھر میں تھے کہ بحرین سے واپسی پر ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور بدن پر ریشمی جبہ...... قریب آ کر اس نے آقا علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپ خاموش رہے اور سلام کا جواب نہ دیا۔ وہ شخص پریشان ہوا، گھر آیا تو بیوی کو بتایا کہ حضور ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ بیوی نے کہا تم نے یہ سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے اور ریشم کا جبہ بدن پہ اوڑھ رکھا ہے (تم سفر پر تھے بعد میں آپ ﷺ نے اس سے منع کر دیا تھا) اسے اتارو اور دوبارہ جا کر سلام کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر حاضرِ خدمت ہو کر سلام کیا تو حضور ﷺ نے جواب میں سلامتی کی دعا دی۔

پھر اس نے عرض کی: آقا! میں ابھی چند لمحے قبل حاضر ہوا تھا لیکن آپ نے مجھ سے رُخِ انور موڑ لیا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارا موجود تھا۔ ❷

## ایک خاتون دعا کے لئے حاضر ہوتی ہے:

اتنے میں ایک نیک دل خاتون اجازت پا کر آپ ﷺ کے گھر میں حاضر ہوتی ہے اور بڑی لجاجت سے عرض کرتی ہے:

حضور! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کی کپکپی کے باعث میرا بدن کھل جاتا ہے آپ میرے لئے بارگاہِ خداوندی میں شفایابی کی دعا فرما دیں!

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم صبر کرلو تو تمہارے لئے وعدۂ جنت ہے اور اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے دعا کروں کہ وہ تمہیں عافیت عطا کر دے۔

وہ بولی: میں صبر کروں گی...... ہاں ایک عرض ہے کہ جب مجھے دورے کی کیفیت

---

❶ مسند احمد، باقي مسند الانصار، رقم الحديث: ٢٢٠٤٦

❷ الأدب المفرد للبخاري، باب: من ترك السلام على المتخلق، رقم الحديث: ١٠٢٢

ہوتی ہے تو اندیشہ ہوتا ہے کہیں میرا ستر نہ کھل جائے آپ دعا فرما دیں میرا ستر محفوظ رہا کرے۔ رسولِ کریم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرما دی۔ [1] اور وہ خوش ہو کر چلی گئی۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چند باتیں:

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رحمتِ کائنات ﷺ سے پوچھتی ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے نمازی جو اِدھر اُدھر دیکھتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آپ ارشاد فرماتے ہیں: درحقیقت یہ شیطان کی بندے کو حالت نماز میں اُچک لینے کی کوشش ہوتی ہے۔ [2]

پھر آپ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: آقا! مجھے قرآنِ کریم میں جہاد سے افضل عمل کوئی نہیں نظر آیا آپ ہمارے لئے کیا فرماتے ہیں کیا ہم خواتین بھی آپ کے ہمراہ جہاد میں باقاعدہ حصہ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! (تمہارے لئے) بہترین جہاد حجِ مبرور ہے۔ [3]

## نمازِ عصر کی تیاری:

اذانِ عصر کا وقت قریب ہو رہا ہے آپ وضو کے لئے اٹھتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں جھکنے، لوگوں کو جھکانے اور نماز کے ذریعے رب کی دربار میں حاضری کا وقت آ پہنچا ہے۔

- نماز اسلام کا ستون اور اس کی شناخت ہے
- نماز کا حساب آخرت میں سب سے پہلے ہوگا
- نماز سے افضل کوئی چیز ایمان والوں پر فرض نہیں کی گئی
- نماز مؤمن کے لئے نور اور شیطان کا منہ کالا کرتی ہے
- نمازی اگر کسی گناہ کی وجہ سے جہنم میں گیا تو اس کے اعضاءِ سجدہ نہیں جلیں گے
- نماز جنت کی کنجی ہے
- نمازی شہنشاہِ اعظم کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور اس کا قُرب پاتا ہے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ، باب: فضل من یصرع من الریح

[2] ایضا، کتاب الأذان، باب: الالتفات فی الصلاۃ

[3] سنن نسائی، کتاب مناسك الحج۔ و۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب: حج النساء

❀ نمازی زمین کے جس حصے پر نماز ادا کرتا ہے وہ دوسری جگہوں پر فخر کرتا ہے
❀ نماز حضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

## سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا مسواک اٹھا کر لے آتی ہیں:

اب آنکھوں کی اس ٹھنڈک کے پانے کا وقت ہوا چاہتا ہے رحمتِ دو عالم ﷺ گھر کی خادمہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے آواز دی وہ مسواک لے کر حاضر ہوئیں [1] آپ نے مسواک لے کر دھویا [2] اور دانتوں پر ملنا شروع کر دیا ہے۔

## یہ مسواک بڑی فضیلت رکھتی ہے:

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اگر مجھے امت پر اس کے گراں گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر وضو کے ساتھ مسواک لازم کر دیتا۔ [3]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: مسواک منہ کی پاکیزگی کا سبب ہے اور اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ [4]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت محمد ﷺ کو زبان پر بھی مسواک کرتے دیکھا ہے۔ [5]

## چار چیزیں اللہ کے پاک رسولوں کی سنت ہیں:

میزبانِ رسولِ مقبول سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا: چار چیزیں اللہ کے پاک رسولوں کی سنت ہیں:

① حیاداری ② خوشبو لگانا

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۲۸/۸، الباب الرابع: فی سواکه ﷺ
[2] سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب: غسل السواك
[3] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب: سواك الرطب والیابس للصائم
[4] ایضاً [5] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب: السواك

③ مسواک کرنا ④ نکاح کرنا۔[1]

اللہ کے آخری پیغمبر بڑی محبت سے مسواک فرما رہے ہیں پھر آپ وضو فرماتے ہیں۔ آپ کا معمول تھا صبح اٹھتے ہی مسواک فرماتے پھر وضو کے دوران بھی مسواک فرماتے اسی طرح گھر آ کر اور باہر جاتے ہوئے بھی بکثرت مسواک فرماتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام جب سوتے تو مسواک کر کے سوتے تھے اور جونہی اٹھتے پھر مسواک فرماتے۔[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ کریم ﷺ جب آرام فرماتے تو آپ کے پاس مسواک رکھ دی جاتی صبح اٹھ کر پہلے بیت الخلاء جاتے پھر مسواک فرماتے بعد ازاں آپ وضو فرماتے تھے۔[3]

بڑے اہتمام سے رسولِ اکرم ﷺ نے وضو فرمایا اب آپ صلاۃ الوسطیٰ یعنی عصر کی ادائیگی کے لئے مسجد جانے لگے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝﴾ (سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۸)

"سب نمازوں کی حفاظت کرو (باقاعدگی سے ادا کیا کرو) بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کی بارگاہ میں عاجزی سے کھڑے ہوا کرو۔"

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بجا آوری کے لئے رسولِ کائنات ﷺ مسجد جانے لگے ہیں کہ اسی اثنا میں اُمِ حارثہ رضی اللہ عنہا نامی عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں اور بڑے دُکھ درد سے اپنے بیٹے کے متعلق جو کہ غزوہ بدر میں کسی انجانے تیر سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے تھے کچھ پوچھنا چاہتی ہیں۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب: فضل التزويج والحث عليه

[2] سبل الهدىٰ والرشاد فی سيرة خير العباد، ۲۷/۸، الباب الرابع: في سواكه ﷺ

[3] سنن ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب: السواك لمن قام من الليل

اجازت پا کر وہ عرض کرتی ہیں:

آقا! میرا بیٹا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جو کہ بدر میں کسی اجنبی تیر سے شہید ہو گیا تھا اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں اس کا معاملہ کیا ہو گا؟ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں ورنہ میں اس پر جی بھر کے روؤں؟

رسول اللہ فرماتے ہیں: اے اُمِ حارثہ رضی اللہ عنہا! جنت میں بہت سے باغات ہیں اور تیرا فرزند جنت الفردوس کے بلند و بالا حصے میں ہے۔[1] یہ سن کر روتی ہوئی اُم حارثہ رضی اللہ عنہا، بشیر و نذیر آقا کی باتیں سن کر مسکراتی ہوئی گھر کو لوٹ جاتی ہیں۔

**مسجد نبوی میں اذانِ عصر:**

لیجئے! اب مسجد نبوی کی مقدس فضاؤں میں اذانِ عصر گونج رہی ہے

- مدینہ طیبہ کے قُدسی صفت لوگ جوق در جوق
- اللہ کی بارگاہ میں اور
- رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں
- اپنی جبینِ نیاز جھکانے کے لئے لپک لپک کر آ رہے ہیں۔
- ملائکہ قطار اندر قطار اتر رہے ہیں
- عرشِ بریں سے رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے
- آسمان جُھک جھک کر سلامِ عقیدت پیش کر رہا ہے
- زمین کا یہ حصہ فخر سے جھوم رہا ہے
- اذانِ بلالی کی گونج عرشِ بریں پر سنائی دے رہی ہے
- اس میں اخلاص کی وہ چاشنی ہے کہ جو کوئی سنتا ہے وہ کھنچا چلا آ رہا ہے
- ہواؤں میں فضاؤں میں اک عجب سے دل کشی ہے
- مدینہ طیبہ کا ایک نرالا پن ہے کہ ہر طرف پاکیزگی کا سماں ہے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب: من أتاه سهم غرب فقتله

اذان کی آواز اور اللہ کے منادی کی پکار پر رسولِ کریم ﷺ لبیک کہتے ہوئے مسجد کی راہ لیتے ہیں۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حضور ﷺ گھر کے کسی کام کاج میں مصروف ہوتے اور وقتِ نماز آجاتا تو آپ فوراً نماز کے لئے چل دیتے۔ [1]

گھر سے باہر مدینہ طیبہ کی گلی میں پیارے اور کریم آقا علیہ السلام کی نگاہِ نبوت سیدنا خَوَّات بن جُبَیر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو آپ نے مسکراتے ہوئے ان کا حال دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا کہ اللہ نے میرے ساتھ بہت بھلائی والا معاملہ کیا ہے اور ساتھ ہی دعائیہ الفاظ میں کہا: میں اللہ تعالیٰ سے بہتری کے بعد بگاڑ آجانے سے پناہ کا طالب ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا: ہاں سچ! وہ تمہارے بھاگے ہوئے اونٹ کا کیا بنا؟ سیدنا خَوَّات بن جُبَیر رضی اللہ عنہ نے بہت خوب صورت جواب دیا حضور! اسے اسلام نے قید کر ڈالا ہے۔

بات دراصل یہ تھی کہ طلوعِ اسلام سے پہلے اللہ کے حبیب ﷺ ایک رستے سے گزر رہے تھے اور یہ چند خوبرو دوشیزاؤں کے پاس بات چیت اور دل لگی میں مصروف تھے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے انہیں کہہ رہے تھے کہ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے تم ذرا مہربانی کرو مجھے یہ رسی بٹوا دو تاکہ میں اسے پکڑ سکوں۔ حضور ﷺ نے اب انہیں وہ بات یاد دلائی تو انہوں نے کنائے میں اپنے دل کی حقیقت بتا دی کہ اسلام نے اس طرح کی ناجائز خواہشات سے روک دیا ہے، تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کا سبق سکھا دیا ہے لہٰذا اب وہ بات نہیں رہی...... صد شکر ہے اللہ کا۔ [2]

کچھ لوگ دُور کے محلّوں سے پیدل چلتے ہوئے مسجد پہنچ رہے ہیں جن میں بنوسلمہ کے لوگ بھی ہیں۔ انہوں نے ایک بار مسجد کے قریب گھر خریدنے کی کوشش بھی کی تھی

---

[1] صحيح بخاری، کتاب الاذان، باب: من كان فی حاجة اهله فأقيمت الصلاة فخرج

[2] السيرة الحلبية، ٣٨١/٢ ـ و ـ روض الأنف، ١٤٥/٣، باب: عدد من شهد بدرا من الأوس

لیکن آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔

## مسجد میں آتے ہوئے تمہارے ہر قدم کو لکھا جاتا ہے:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے قریب کچھ جگہیں خالی ہوئیں تو قبیلہ بنو سَلِمہ کے کچھ لوگوں نے مسجد کے قریبی گھروں میں منتقل ہونا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا:

مجھے معلوم ہوا کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہ رہے ہو؟

انہوں نے کہا: جی ہاں آقا! یہی ارادہ ہے۔

تب آپ ﷺ نے دو مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا: بنو سلمہ! تم اُنہی گھروں میں رہو تمہارے قدم (اللہ کے ہاں) لکھے جاتے ہیں۔ (1) (چونکہ تمہارے گھر دور ہیں اور تمہیں زیادہ قدم چل کر آنا پڑتا ہے اور تم ہمت والے لوگ ہو اس لئے وہیں سے آتے جاتے رہو قدم قدم پہ تمہارا اجر بڑھتا رہے گا۔)

## نماز کے لئے اٹھنے والے ہر قدم پر انعامات کی بارش:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی جانب چلے اس کا مقصود اللہ کی بارگاہ میں حاضری اور نماز ہی ہو تو اس کے ہر قدم کے ساتھ ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ (2)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے یعنی مسجد میں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے نبی علیہ السلام کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں انہی میں سے یہ جماعت کی نمازیں بھی ہیں میرا نہیں گمان کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں نماز پڑھنا معمول بنا لے گا۔ یاد رکھو اگر تم لوگ مسجدوں کی بجائے اپنے گھروں میں نماز

---

(1) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب: فضل کثرۃ الخطا الیٰ المساجد

(2) سنن ترمذی، کتاب الجمعۃ، باب: ما ذکر فی فضل المشی الیٰ المسجد وما یکتب لہ

پڑھنے لگو گے تو تم رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے بن جاؤ گے اور یہ سمجھ لو جب تم حضور علیہ السلام کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو بندۂ مومن اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسجد کو جائے تو اسے......

- ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا کرے گا اور
- ہر قدم پر ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اس کی
- ایک خطا معاف کی جائے گی۔ [1]

رسولِ اکرم و اطہر ﷺ مسجد تشریف لے آتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم صف بہ صف بیٹھے جماعت کا انتظار کر رہے ہیں مسجد کا ماحول انتہائی پرسکون ہے پورے ادب، وقار اور شائستگی سے بے مثال استاد کے بے مثل شاگرد بارگاہِ خداوندی میں سر بہ سجود ہونے کے لئے منتظر ہیں۔

## نمازِ عصر سے قبل چار رکعت سنت:

نمازِ عصر سے پہلے رسولِ کریم ﷺ نے چار رکعت ادا فرمائیں۔ آپ کا ارشادِ مبارک ہے: جو شخص عصر کی نماز سے قبل چار رکعت ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کے بدن پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔ [2]

آپ ﷺ یہ چار سنت کبھی ادا فرماتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔ [3] اسی وجہ سے ان چار سنت کو غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا: جو شخص عصر سے پہلے چار رکعت کا باقاعدگی سے اہتمام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل تعمیر کرے گا۔ [4]



ہر شخص صف میں اپنا جائزہ لیتا ہے اور صفیں باقاعدہ ہونے پر نمازِ عصر کی امامت

---

[1] سنن نسائی، کتاب الامامة، باب: المحافظة علىٰ الصلوات حيث ينادى بهن۔ مختصرا

[2] المعجم الكبير للطبراني، ٢٣/٢٨١، رقم الحديث: ٦١١ [3] ايضاً

[4] مسند ابی یعلیٰ، ١٣/٤٨، رقم الحديث: ٧١٣٧

شروع ہو جاتی ہے۔ نمازِ عصر میں اللہ کے نبی ﷺ اوساطِ مفصل ❶ میں سے تلاوت فرماتے ہیں۔ خوش نصیب اور مبارک لوگ پیارے آقا کی اقتداء میں ایسی نماز ادا کر رہے ہیں کہ جس پر آسمانوں کے ملائکہ بھی رشک کر رہے ہیں۔

نمازِ عصر کا سلام پھیرنے کے بعد رسولِ اَطیَب و اکرم ﷺ صفوں میں بیٹھے لوگوں کی جانب رُخِ انور کر کے بیٹھ جاتے، تسبیحات اوراَذکار و ادعیہ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

## اللہ تمہاری نماز کی حرص بڑھا دے:

پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے پوچھا: وہ کون شخص تھا جس نے صف میں شامل ہوئے بغیر رکوع کر لیا پھر اسی حالت میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہو گیا؟ جواب میں سیدنا ابوبکرہ نُفَیع بن حارث رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: حضور میں نے ایسا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کی حرص اور بڑھا دے لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ❷ یعنی پہلے صف میں شامل ہو جانا پھر نماز شروع کرنا۔

## رکوع پالو تو رکعت شمار کر لیا کرو!

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم (امام) سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدے میں شامل ہو جایا کرو لیکن رکعت شمار نہ کیا کرو اور اگر رکوع پالو (یعنی رکوع سے پہلے آجاؤ یا رکوع میں شامل ہو جاؤ) تو رکعت شمار کر لیا کرو۔ ❸

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز رسولِ اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھانے لگے تو تکبیر کہنے سے پہلے چہرہ مبارک ہماری جانب کر کے فرمایا: اپنی صفوں کو خوب درست کر لیا کرو اور مِل مِل کر کھڑے ہوا کرو بلاشبہ میں اپنی پیٹھ پیچھے بھی تمہیں

---

❶ اوساطِ مفصل: سورہ بروج تا سورہ بیّنہ

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: الرجل یرکع دون الصف

❸ ایضاً، باب: فی الرجل یدرك الامام ساجدا كیف یصنع

دیکھتا ہوں۔ ❶

یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ آپ کا ارشاد ہے: مجھے اللہ کی قسم ہے میں پیچھے بھی یوں ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ ❷

## سکون اور وقار سے چل کر شاملِ نماز ہوا کرو!

کچھ لوگ نماز میں اس حال میں شریک ہوئے کہ ان کے تیز چلتے یا دوڑتے قدموں کی آہٹ دورانِ نماز سنائی دی تھی ان کے لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم دوڑ کر اس میں شریک نہ ہوا کرو سکون اور وقار سے چل کر آیا کرو جس قدر نماز ملے ادا کرلو اور جو رہ جائے اس کو پورا کرلو۔ ❸

اللہ کے لاڈلے پیغمبر تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں بڑی محبت سے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم پر نگاہ ڈال رہے ہیں یہ لوگ بڑے شوق سے حضور ﷺ کی باتیں سنتے ہیں کسی کو اگر تربیت کی بات کہی جائے تو قطعاً نالاں نہیں ہوتا بلکہ آقا علیہ السلام سے اصلاح ملنے پر زیادہ خوش ہوتا اور اپنے لئے سعادت محسوس کرتا ہے۔

## کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟

آپ کی نگاہ مجلس میں بیٹھے شاگرد سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ پر ٹھہر جاتی ہے آپ انہیں اپنے پاس بلا کر فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورہ بَیِّنَہ سناؤں۔

﴿ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○﴾

”اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ منکر ہیں وہ باز آنے والے نہیں تھے یہاں تک کہ ان کے پاس کھلی بات آ پہنچی۔“

---

❶ سنن نسائی، کتاب الامامة، باب: الجماعة للفائت من الصلاة

❷ مسند احمد، مسند المکثرین، رقم الحدیث: ۱۳۳۳۵

❸ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب: ماجاء في المشي الى المسجد

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: آقا! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اللہ نے تمہارے نام لے کر فرمایا ہے یہ سن کر سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رونے لگے۔ [1]

سید المرسلین علیہ السلام کو اللہ کے پاک کلام سے بہت محبت تھی آپ بہت اچھے انداز سے اس کی تلاوت کیا کرتے تھے اپنے شاگردوں کو پڑھاتے، ان سے سنتے اور انہیں سناتے بھی تھے۔ بکثرت کلام اللہ پڑھنے والوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ان کی تکریم اور دوسروں کو ان سے قرآن مجید کی تعلیم کا حکم بھی دیتے تھے۔

ارشادِ نبوی ہے: قرآن والے، اللہ والے ہیں اور اس کے خاص بندے ہیں۔ [2]

## اس اُمت کے سب سے بڑے قاری، اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ ﷺ کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کریم کو اچھے انداز سے پڑھتے تھے لیکن سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے بڑے قاریٔ قرآن تھے۔

ارشادِ نبوی ہے: اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ اُبَيُّ بْنُ كَعْب [3]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو اس امت کے بہت بڑے عالم تھے نیز بہت بڑے قاریٔ قرآن تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے قرآنی آیات اور سورتیں نیز ان کا شانِ نزول سمجھتے تھے۔

## اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ! تم مجھے تلاوتِ کلام اللہ سناؤ!

جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو رحمتِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں:

مجھے کلام اللہ کی تلاوت سناؤ!

وہ عرض کرتے ہیں: آقا! میں آپ کو سناؤں؟ آپ پر تو خود نزولِ قرآن ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی سے سنوں۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: فی مناقب اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمۃ، باب: فضل من تعلم القرآن وعلمہ

[3] سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت وابی بن کعب رضی اللہ عنہم

چنانچہ میں نے سورہ نساء کی تلاوت شروع کر دی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا..

﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ ﴾ [1]

"پس اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس کرو! میں نے دیکھا تو آپ کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ [2]

## اے مُعاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں!

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ عربی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: رب تعالیٰ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں! میں نے عرض کی: مجھے میرے رب کی قسم! آقا! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں!

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھنا مت بھولنا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

"اے اللہ! اپنا ذکر کرنے اور (اپنی نعمتوں پر) شکر ادا کرنے اور اچھی طرح عبادت کرنے میں تو میری مدد فرما۔" [3]

## یہ نو وارد کون ہے؟ عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ!

نمازِ عصر کے بعد چند امور کے متعلق اہم تعلیمات اور مناسب ہدایات سے نوازنے کے بعد ہمارے آقا محمد ﷺ گھر جانا چاہتے ہیں اور اپنا روزمرہ کا ایک معمول نبھانا چاہتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ اٹھ کر چند قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ ایک اجنبی شخص پر نظر پڑتی ہے آپ فوراً پوچھتے ہیں:

---

[1] سورۃ النساء، آیت: ٤١ [2] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب: البکاء عن قراءۃ القرآن

[3] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: الاستغفار

یہ شخص کون ہے؟

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: میں نے کھڑے ہو کر کہا:

میں عدی ہوں، حاتم طائی کا بیٹا!

رحمتِ دو عالم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ساتھ لے کر گھر کو چل دیے۔

## ضعیفوں اور ناداروں کے کام آنے والے نبی:

راستے میں ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ کھڑی تھی اس نے حضور ﷺ سے کچھ بات کرنا چاہی آپ اس کی بات سننے کے لئے ٹھہر گئے۔ میں ذرا ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ اس کی بات پوری ہو گئی تب ہم آگے چلے۔ میں نے دل میں سوچا: بخدا! یہ بادشاہ نہیں ہیں۔

## مہمان کی تکریم کا ایک خوب صورت انداز:

آپ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے گھر پہنچے۔ بیٹھنے کے لئے ایک تکیہ میری جانب بڑھاتے ہوئے فرمایا: یہ لو اس پر بیٹھ جاؤ! وہاں اور کوئی تکیہ نہیں تھا لہٰذا مجھے اس پر بیٹھتے ہوئے شرم آئی تو میں نے کہا: اس پر آپ بیٹھیں گے۔

آپ نے فرمایا: نہیں! عدی آپ ہی اس پر بیٹھیں گے۔ تب میں نے تعمیلِ حکم کی خاطر اس پر بیٹھنا ہی مناسب جانا اور رسولِ کریم ﷺ میرے سامنے نیچے ہی بیٹھ گئے تو ایک دفعہ پھر میرے دل نے آواز دی: کہ دنیا کے طالب اور بادشاہ تو ایسا رویہ قطعاً اختیار نہیں کرتے۔

## عدی بن حاتم کے ساتھ گفتگو اور ان کا قبولِ اسلام:

پھر رسولِ عربی ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے اور سلسلۂ کلام یوں شروع فرمایا:

اے عدی! تم نے عیسائیت اور ستارہ پرستی سے ملا جلا رکوسی دین اپنا رکھا ہے نا!

عدی بولے: جی ہاں! آپ نے درست فرمایا ہے۔

حضور ﷺ: تم اپنی قوم سے چوتھائی مال وصول کرتے ہو نا! جو کہ خود تمہارے دین کے اعتبار سے بھی جائز نہیں ہے؟

عدی: جی ہاں! تب میرا دل جان گیا کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ: عدی! شاید تمہارے قبولِ اسلام میں مسلمانوں کی یہ حالتِ زار مانع ہے جو تم اس وقت دیکھ رہے ہے؟ (اقتصادی اعتبار سے نہ کہ اخلاقی لحاظ سے)

سنو! ایک وقت اِن پر ایسا آنے والا ہے کہ مال کا دریا یوں بہے گا کہ لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔

* اور ہاں! شاید تمہیں اس چیز نے قبولِ اسلام سے روک رکھا ہے کہ آج اہلِ ایمان کی قلت اور دشمنانِ دین کی کثرت ہے؟

* سنو عدی! ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ ایک عورت اپنے اونٹ پر قادسیہ سے اکیلی آ کر بیت اللہ کا حج ادا کرے گی اور اس سارے سفر کے دوران اسے میلی نگاہ سے دیکھنے والا (اس خطے میں) کوئی نہ ہوگا۔

* عدی! شاید اس وجہ سے تم اسلام سے گریزاں ہو کہ اہلِ اسلام کے پاس کوئی حکومت وسلطنت نہیں! مجھے میرے رب کی قسم! تم عنقریب سنو گے کہ ارضِ بابل کے سفید شاہی محلات ان کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور کسریٰ بن ہرمز کے سب خزانے ان کے قدموں میں نثار!!

عدی: کسریٰ بن ہرمز، شاہِ ایران کے خزانے اور اِن کے ہاتھ؟

حضور ﷺ: ہاں ہاں! کسریٰ بن ہرمز شاہِ ایران کے خزانے!

مشہور سخی حاتم طائی کے فرزند سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کا دل اب وفورِ جذبات سے اور ایمان کی نورانیت سے حرارت پانے لگتا ہے اور پھر ان کی زبان ابدی صداقتوں کا واضح نشان اور کامرانیوں کا مبارک زینہ پا لیتی ہے اور وہ بآوازِ بلند پکارنے لگتے ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [1]

---

[1] صور من حياة الصحابة،عربی، دار النفائس بيروت لبنان، صفحه: ۱۳۲

## زندگی کا ایک واضح نصب العین:

انہیں دینِ اسلام روشناس کرانے کے اہم تقاضے کو حضور سرورِ کائنات ﷺ نے اچھے طریقے سے نبھایا، اس دوران آپ کا روزانہ کا معمول بھی مؤخر ہوا۔ آپ زندگی میں ''اللہ کے دین کو اس کی سرزمین پر سربلند کرنے'' کا ایک واضح نصب العین لے کر جی رہے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ اپنی ذاتی اور گھریلو اغراض کو دینی مقاصد یا قومی مفاد پر کبھی ترجیح نہیں دیتے تھے۔ آپ کو اللہ کا دین عزیز تھا اِعلائے کلمۃ اللہ آپ کی اولیں ترجیح تھی لہٰذا اسلام کو قریب سے دیکھنے اور اس بارے معلومات حاصل کرنے والوں کے لئے آپ ﷺ اپنی پوری توجہات صَرف فرماتے تھے اور پھر جو لوگ قبولِ اسلام سے سرفراز ہو جاتے تو...... سرورِ کونین ﷺ کی خوشی دیدنی ہوتی تھی!

- آپ کا چہرہ مبارک یوں روشن ہو جاتا کہ شمس وقمر کی ساری رعنائیاں!
- گلوں کے سارے رنگ!
- کہکشاؤں کا سارا نور!
- اور بہاروں کی تمام تر رونق وزیبائش!
- آپ کے معصوم اور پُرتقدس رُخِ انور پر نثار اور صد ہزار بار قربان!

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

## ازواجِ مطہرات کے گھر، خواتین کے لئے اہم دینی مراکز:

اس ارشادِ باری تعالیٰ کے عین مطابق:

﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾ [1]

''اور یاد کرتی رہو جو کچھ تلاوت کی جاتی ہے تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں کی اور حکمت (یعنی سنتِ نبوی) کی۔''

---

[1] سورة الأحزاب، آیت: ٣٤

ان پاکیزہ گھروں میں اللہ کی آیات سے تذکیر اور سنتِ نبوی کے آئینے میں سیرت و کردار کی تطہیر کا سلسلہ جاری رہتا تھا یوں یہ سب گھر مدینہ طیبہ میں خواتین کی دینی راہنمائی کے مراکز کی حیثیت رکھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ اپنی ازواج کی وساطت سے امت کی بیٹیوں تک اسلامی تعلیمات پہنچاتے اور انہیں باقاعدہ اسلامی معاشرے کا بہترین فرد بنانے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ بسا اوقات کچھ خواتین براہِ راست بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق پردہ وحجاب کی آیات واحکامات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عملی راہنمائی حاصل کرتی تھیں۔

## سب ازواج کے گھروں میں تشریف آوری کا پاکیزہ معمول:

چونکہ باری باری آپ ﷺ ہر زوجہ کے ہاں رات کا قیام فرماتے تھے اور نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ایک ہی وقت میں آپ کے عقد میں تھیں اگر نو دن کے بعد کسی زوجہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو اتنے دنوں کے لئے اس عدمِ رابطہ پر ایک طرح کی قطع تعلقی کا گمان ہو سکتا تھا لیکن حضور ﷺ سے بڑھ کر وفادار اور حقوق کی ادائیگی میں محتاط بھلا کون ہو سکتا تھا لہٰذا آپ نے باقاعدہ سے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ ہر روز عصر کے بعد سب ازواج کے ہاں [1] ملنے اور حوائجِ ضروریہ کا بندوبست کرنے جاتے نیز اِن گھریلو دینی درس گاہوں میں قرآن وسنت کی روشنی پہنچانے کا روزانہ اہتمام فرماتے تھے۔



# ازواجِ مطہرات، امت کی پاکباز مائیں

## پہلی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، جوارِ رحمت الٰہی میں:

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی سب سے پہلی بیوی ہونے کا اعزاز سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پایا یہ مکہ مکرمہ کی تجارت پیشہ نہایت معزز خاتون تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی امانت و دیانت کا شہرہ سن آپ کی جانب متوجہ ہوئیں شادی کا پیغام بھیجا جو کہ اللہ

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: دخول الرجل علی نسائه فی الیوم

کے پاک نبی علیہ السلام نے قبول فرمالیا۔ نکاح کے موقع پر دونوں قبیلوں کے معزز افراد ایک جگہ جمع ہوئے رسولِ مکرم ﷺ کی عمر اس وقت پچیس سال اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ سونے کے پانچ سو سکے حق مہر کے طور پر دے کر آپ نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے دعویٰ نبوت فرمایا تو یہ بلا تردد آپ پر ایمان لے آئیں قدم قدم پر آپ کا ساتھ دیا اور اپنا مال آپ کے حسبِ ارشاد ہر دینی تقاضے پر قربان کیا۔ کفار جب رحمتِ دو عالم ﷺ کی تکذیب کیا کرتے تو یہ آپ کو لحہ بہ لحہ تسلی دلاتیں۔ نبوت کے ساتویں سال جب رسول کریم ﷺ کے خاندان کو شعبِ ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو اس وقت بھی یہ آپ کی معیت میں تھیں۔

ان کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی چھ اولادیں بھی ہوئی۔

- حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، یہ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے اور انہی کے نام پر آپ کی کنیت "ابوالقاسم" موزوں ہوئی۔ چلنے کی عمر کو پہنچے تو قضا آ پہنچی۔
- حضرت زینب رضی اللہ عنہا، یہ آپ کی بڑی صاحب زادی تھیں انہوں نے دینِ حق کے لئے بڑی اذیتیں جھیلیں اور بے حد قربانیاں دیں۔ مدینہ طیبہ ہجرت بھی کی، سن ۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا، حضور ﷺ نے جنازہ پڑھا کر جنت البقیع میں دفن فرمایا۔
- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ، دوسرے صاحبزادے تھے طیب اور طاہر ان کے القاب تھے یہ بہت چھوٹی عمر میں ہی انتقال فرما گئے۔
- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، انہوں نے دوبار ہجرتِ حبشہ کی مدینہ طیبہ میں ۲ ہجری میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔
- حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا یہ آپ کی تیسری صاحب زادی تھیں مدینہ منورہ میں سن ۹ نو ہجری میں ان کا انتقالِ پُر ملال ہوا۔
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، یہ آپ کی چھوٹی صاحب زادی تھیں۔ رمضان المبارک

۱۱ر ہجری میں یعنی حضور ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد ان کا انتقال ہوا۔

حضور علیہ السلام کی مذکورہ بالا اولاد سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئیں۔

[[سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جو کہ شاہِ مصر مقوقس نے آپ کے لئے ہدیہ کے طور پر بھیجی تھی کے بطن سے آپ کے سب سے چھوٹے فرزند......

❖ حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے اور تقریباً اٹھارہ ماہ کی عمر پا کر انتقال کر گئے۔ جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا۔]]

زوجۂ رسول، اُمّ المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی صاحبِ صفات خاتون تھیں۔ آپ ﷺ کے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آنے سے تین سال قبل ان کا انتقال ہوا مکہ مکرمہ کے معروف قبرستان جنت المعلی میں مدفون ہوئیں۔ پچیس سالہ دورِ زوجیت انہوں نے اس طرح گزارا کہ اس دوران حضور علیہ السلام کی اور کوئی زوجہ (ان کی سوکن) نہ تھی ان کی وفاؤں اور عظیم قربانیوں کے پیشِ نظر رسول اکرم ﷺ ان کو زندگی بھر نہیں بھولے۔ آپ ان کا تذکرہ بکثرت فرمایا کرتے تھے۔ ان کے بعد حضور علیہ السلام نے سیدہ سَودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

## اُمُّ المومنین سیدہ سَودہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ میں:

چنانچہ عصر کے بعد رحمۃ للعالمین ﷺ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ مبارکہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ان سے حضور کا نکاح مکہ مکرمہ میں رمضان ۱۰ر نبوی میں ہوا تھا یہ عرب کے ایک معروف قبیلہ عامر بن لوی سے تعلق رکھنے والی عظیم خاتون تھیں۔ نکاح کے وقت ان کی اور حضور ﷺ کی یعنی دونوں کی عمر پچاس سال تھی۔ چار سو درہم آپ نے حق مہر کے طور پر انہیں دیا۔ یہ بڑی عمر کی خاتون تھیں لہٰذا گھر میں ان کی آمد سے حضور علیہ السلام کے بچوں کی بہترین نگہداشت ہونے لگی۔

اِنہوں نے اپنے پہلے شوہر سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر شوہر نے یہ بتائی کہ شاید میری موت جلد آ جائے گی اور پھر تمہارا نکاح

سرورِ کون ومکاں، حضرت محمد ﷺ سے ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ اسی روز کچھ بیمار ہو گئے جس کے باعث تھوڑے عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اور یوں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا جس کے نتیجے میں انہیں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہو گئی۔ [1]

یہ دراز قد کچھ فربہ جسم والی صاحبِ فضل وکمال اور قابلِ رشک خاتون تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی خوبیوں کی معترف تھیں وہ آپ کے بارے میں بڑی نرالی اور خوب صورت بات فرمایا کرتی تھیں......

"مَا مِنَ النَّاسِ امْرَأَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ فِيْ مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ رضی اللہ عنہا" [2]

"سب لوگوں (عورتوں) میں سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ہی ایسی تھیں کہ جن کے بارے میں میرا دل چاہتا تھا کہ کاش ان کے قالب میں میری روح ہوتی۔"

یہ اللہ اور اس کے رسول کی بے حد فرماں بردار تھیں بہت سخی اور فیاض طبیعت کی مالک تھیں حضور ﷺ کی معیت میں انہیں حج وعمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد یہ زندگی بھر حج وعمرہ کے لئے تشریف نہیں لے گئیں۔ فرماتی تھیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وجہ سے میں سفر پر نہیں جاؤں گی:

﴿ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ ﴾ [3]

"اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔"

رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں تشریف لے آئے، ان کا حال دریافت فرمایا۔ بعض گھریلو امور پر گفتگو ہو رہی ہے آپ ان کی ظرافت بھری باتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ وہ عرض کرتی ہیں آقا میری عمر کافی ہو گئی ہے مجھ میں کچھ ازدواجی خواہش نہیں صرف یہ چاہتی ہوں کہ روزِ محشر آپ کی ازواج میں اٹھائی جاؤں آپ مہربانی

---

[1] طبقات ابن سعد، ۸/۴۵، رقم: ۴۱۱۹

[2] سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد، ۱۱/۱۹۹

[3] طبقات ابن سعد، ۸/۴۵، رقم: ۴۱۱۹

فرمائیں اور میری رات کی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں۔ حضور ﷺ نے ان کی بات کو قبول فرما لیا ہے۔ ❶

دوسری حدیث میں ہے:

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ عمل حضور علیہ السلام کی خوشنودی کی خاطر تھا ❷ کیونکہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار رہتا تھا۔ عمر مبارک کے آخری ایام میں بیماری کے دنوں میں بھی رحمتِ دو عالم ﷺ بار بار پوچھتے تھے: میں کل کہاں ٹھہروں گا؟ کل کس کی باری ہے؟ چنانچہ حضور علیہ السلام کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے سب ازواج نے باہم مشورہ کے ساتھ ایامِ علالت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور کو ٹھہرانا پسند کر لیا۔ ❸

ایک دفعہ چند ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں کہ ان میں سے کسی نے سوال کیا: حضور! یہ بتایئے کہ آخرت میں ہم میں سے سب سے پہلے آپ سے کون جا ملے گا؟ اللہ کے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ وہ سمجھیں کہ جسمانی طور پر ہاتھوں کی لمبائی مراد ہے لہٰذا ہاتھوں کی پیمائش کرنے لگیں۔ معلوم ہوا کہ سب سے لمبے ہاتھ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہیں لیکن یہ عقدہ تب کھلا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا آپ ﷺ کے بعد ازواج میں سے سب سے پہلے انتقال ہوا کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مراد کثرتِ صدقہ کا عمل تھا۔ ❹

اُمّ المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد جلد ہی رسولِ کریم علیہ السلام نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرما لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے تقریباً ۷۳ سال عمر پائی جن میں سے چودہ برس حضور علیہ السلام کی رفاقت میں گزارے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری ایام میں انہوں نے وفات پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

---

❶ سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ۱۱/۱۹۹

❷ صحيح بخاری، كتاب الشهادات، باب: القرعة في المشكلات

❸ ايضاً، كتاب المغازی، باب: مرض النبي ﷺ ووفاته

❹ صحيح بخاری، كتاب الزكاة، باب: فضل الصدقة الشحيح الصحيح

## سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف آوری:

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی جلیل القدر صاحبزادی ہیں مکہ مکرمہ میں بعثتِ نبوی سے ۵ سال قبل ان کی ولادت اس وقت ہوئی جب قریشِ مکہ کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ خاندانِ بنو سہم کے عظیم فرزند سیدنا خُنَیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا وہاں سے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئیں۔ غزوہ بدر میں ان کے شوہر دین کی سربلندی کی خاطر دل کھول کر لڑے اس موقع پر انہیں بہت سے زخم آئے انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جلد ہی وہ جامِ شہادت نوش کر گئے۔

عدت گزرنے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میری بیٹی سے نکاح کر لو کیونکہ تمہاری اہلیہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال کر چکی ہیں۔ وہ بولے میں اس معاملے میں ذرا غور کر لوں۔ چند دن بعد انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ فی الحال (صدمے کے باعث) میں نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ تب انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہی بات کی تو وہ بھی جواباً خاموش ہو گئے۔ بعد ازاں حضور نبی کریم ﷺ نے خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے طلب فرمایا تب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ حضور ﷺ مجھ سے خود اپنے لئے اس رشتے کی بات کر چکے تھے اور میں نے خاموشی اس لئے اختیار کی تھی تا کہ میں حضور کا راز فاش نہ کروں اور اگر حضور ﷺ نے اپنے لئے اس کا اظہار نہ فرمایا ہوتا تو میں ضرور یہ رشتہ منظور کر لیتا۔ [1]

شعبان ۳ ہجری میں یہ نکاح ہوا جبکہ اِن کی عمر ۲۲ سال تھی اور آقا علیہ السلام زندگی کی پچپن بہاریں دیکھ چکے تھے۔ آپ نے چاندی کے چار سو درہم حق مہر کے طور پر انہیں دیے۔ یہ حضور علیہ السلام کی نہایت فرماں بردار زوجہ تھیں حضور ان سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ نیز یہ بڑی عبادت گزار اور کثرت سے روزے رکھنے والی عظیم رُتبہ خاتون تھیں۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: شہود الملائکۃ بدرا

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ سے پوچھتی ہیں کہ میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں نفلی روزے سے تھیں ایک لذیذ کھانا ہدیے میں آیا اور ہم بھوک سے بے تاب تھیں ہم نے وہ کھا لیا اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اب تم دونوں پر اس روزے کی قضا لازم ہے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کچھ دیر بیٹھے اور پھر دوسرے گھر تشریف لے گئے۔

آٹھ سال ان کو رحمۃ للعالمین ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ شعبان ۴۵ ہجری میں ۶۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ انہیں جنت البقیع میں نہایت احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔

## سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی یادگار رفاقت:

ان کے پہلے شوہر سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے غزوہ اُحد میں جامِ شہادت نوش کیا۔ رسولِ عربی ﷺ نے عدت گزر جانے کے بعد ۴ ہجری میں ان سے نکاح فرمایا پانچ سو درہم حق مہر طے پایا۔ یہ قبیلہ بنو ہلال سے تعلق رکھنے والی عظیم المرتبت خاتون تھی۔ نکاح کے وقت ان کی عمرِ ۳۰ سال اور حضور علیہ السلام کی عمر مبارک ۵۶ سال تھی۔

ان میں فیاضی کا جوہر بہت نمایاں تھا مساکین اور نادار طبقہ پر ان کی عنایات بے حد ہوا کرتی تھیں جس کے باعث ان کا لقب ''اُمُّ الْمَسَاکِین'' پڑ گیا۔ نبی کریم ﷺ کو بھی ان کا یہ وصف بہت پسند تھا کیونکہ حضور خود بھی مساکین سے بہت ہمدردی اور محبت فرماتے اور ان کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔

انہیں اپنے پیارے شوہر، حبیبِ خدا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحبت و رفاقت میں صرف دو تین ماہ رہنا نصیب ہوا۔ تیس سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں حضور ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں دفن کروایا۔

یہ نہایت وفا شعار خاتون تھیں ان کی وفاداری، محبت و اطاعت اور مساکین کی خدمت جیسے اوصافِ حمیدہ کے ساتھ رسولِ کریم ﷺ انہیں بہت یاد فرمایا کرتے تھے

[1] سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب : ماجاء فی ایجاب القضاء علیه

اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو رہتے۔

## حضور، سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قدم رنجہ فرماتے ہیں:

ان کا اسمِ گرامی ہند تھا سلمہ نامی بیٹے کی وجہ سے ان کی کنیت اُمِ سلمہ ہوئی۔ آپ بنو مخزوم قبیلہ سے تعلق رکھنے والی شریف النفس خاتون تھیں۔ آپ کے چچازاد اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی، عبداللہ بن عبدالاسد کے ساتھ ان کا پہلا نکاح ہوا جو کہ اپنے فرزند کی وجہ سے ابو سلمہ کی کنیت سے معروف ہوئے۔ یہ حضور ﷺ کے مشہور صحابی تھے۔ بڑے بہادر جنگجو اور شہسوار۔ انہیں غزوہ اُحد میں چند کاری زخم لگے جن کے سبب کچھ عرصہ بعد ان کی وفات ہوئی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت غمگین تھیں فرماتی ہیں میں نے رسولِ کریم ﷺ سے سن رکھا تھا کہ کسی مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اس حالت میں انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور پھر یہ کلمات پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس چیز کا جس سے وہ محروم ہوا تھا بہترین متبادل عطا فرماتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا

اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل نصیب فرما!

(اس دعا کے احادیث میں مختلف الفاظ آتے ہیں، وَاخْلُفْ لِیْ، وَاَخْلِفْ لِیْ اور وَاخْلُفْنِیْ۔)

آپ فرماتی ہیں میں نے یہ کلمات تو پڑھ لئے مگر دل کہتا تھا بھلا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر بھی کوئی ہو سکتا ہے؟ لیکن اللہ کی قدرت دیکھئے! ادھر میری عدت کے ایام ختم ہوئے اور میں اپنے گھر میں کھالوں کو دباغت دے رہی تھی کہ دستک ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ میں نے اجازت دی، آپ اندر تشریف لے آئے، میں نے جلدی سے ایک چمڑے کا گدا بیٹھنے کے لئے پیش کیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے......

پھر فرمایا: ام سلمہ! میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے نکاح میں لے لوں؟

میں نے کہا: حضور! بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مجھے آپ کی زوجہ بننا منظور نہ ہولیکن......

- پہلی بات یہ ہے کہ مجھ میں غیرت اور غصہ کچھ زیادہ ہے کہیں آپ کی کچھ بے ادبی نہ کر بیٹھوں جس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے گرفت میں آجاؤں۔
- دوسری بات یہ ہے اب میری عمر بھی بہت ہو چکی ہے۔
- تیسری بات یہ ہے کہ میں عیال دار ہوں بچوں کی جانب بھی توجہ دینی پڑے گی۔

میری سب باتیں سن کر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

- پہلی بات جو تم نے کہی ہے غصہ و غیرت والی تو اللہ کریم اس کو زائل فرما دیں گے۔
- دوسری بات کا جواب یہ ہے میری عمر بھی تو کچھ کم نہیں ہے۔
- رہی تیسری بات، تو آپ کے بچے میرے بچے ہوں گے کچھ اندیشہ مت رکھو۔

ان باتوں کے بعد میں نے سرِ تسلیم خم کر دیا پھر جلد ہی آپ ﷺ نے (۵۰۰ درہم حق مہر کی ادائیگی کے ساتھ) مجھے اپنے عقد میں لے لیا تب میں سوچنے لگی کہ اس دعا کی برکت سے یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (بلکہ پوری کائنات میں) سے بہتر شوہر عطا کر دیے ہیں۔ [1]

حضور نبی اکرم ﷺ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گھر میں موجود تھے اتنے میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور حضور کے ساتھ کچھ بات چیت کرنے لگے۔

کچھ دیر کے بعد حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

ام سلمہ! جانتی ہو میرے پاس یہ کون ہیں؟

بولیں: یہ آپ کے صحابی دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بعد میں حضور ﷺ نے بتایا کہ یہ جبرائیل امین تھے) تو ام سلمہ کہنے لگیں: ہم تو انہیں دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہی سمجھتے رہے۔ [2]

(جبرائیل امین عموماً حضور علیہ السلام کے ایک صحابی دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نازل ہوا کرتے تھے۔)

---

[1] مسند احمد، اول مسند المدنیین اجمعین، حدیث ابی سلمة رضی الله عنه، رقم: ۱۵۷۵۱

[2] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: فی فضل ام سلمة رضی الله عنها

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ سے عرض کرتی ہیں: آقا! اس کی کیا وجہ ہے کہ مردوں کا تذکرہ ہی زیادہ تر قرآنِ حکیم میں آتا ہے؟ اس موقع پر آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ❶ (جس میں بڑے بڑے بہت سے اعمال میں مرد و زن کا اکٹھا تذکرہ کیا گیا اور یہ اپنی نوعیت کی منفرد آیت ہے۔)

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ○﴾ ❷

ترجمہ:

- بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں،
- مومن مرد اور مومن عورتیں،
- فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں،
- سچے مرد اور سچی عورتیں،
- صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں،
- عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں،
- صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں،
- روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں،
- شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرمگاہ کی محافظ عورتیں،
- کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں،

ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: فی تفسیر سورۃ الأحزاب

❷ سورۃ الأحزاب، آیت: ۳۵

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑے پائے کی علم و فضل والی خاتون تھیں۔ انہوں نے چھ سال سے زائد عرصہ حضور ﷺ کی رفاقت میں گزارا اور سن ۶۳ ہجری میں ۸۴ سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔

## سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور ﷺ جلوہ افروز ہوئے:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد تھیں آپ نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کروایا لیکن یہ رفاقت بہ مشکل ایک سال چل سکی یعنی باہمی طور پر مزاج کی موافقت نہ ہوئی جس کی وجہ سے بالآخر طلاق ہوگئی۔ اب حضور ﷺ نے ان کی دل جوئی کے لئے ان سے نکاح کر لینا پسند فرمایا۔ آپ نے انہیں پیغامِ نکاح بھیجا تو انہوں نے کہا: میں بغیر استخارہ کوئی کام نہیں کرتی لہٰذا استخارہ کر کے بتاؤں گی۔ اُدھر رحمتِ دوعالم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی، آپ ان کے گھر تشریف لے آئے اور بتایا کہ میرا آپ کے ساتھ نکاح طے پا گیا ہے۔ وہ حیرت سے بولیں: یہ کیسا نکاح ہے بغیر خطبہ اور گواہ کے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے نکاح کیا ہے اور جبرائیل گواہ ہیں۔ [1] تب اگلے دن حضور ﷺ نے ولیمہ فرمایا۔

بعد ازاں حضرت زینب رضی اللہ عنہا باقی ازواج کو فخریہ طور پر فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے زمین پر کیے ہیں جبکہ میرا نکاح تو اللہ نے سات آسمانوں سے اوپر کیا ہے۔ [2] یہ بڑی روزہ دار اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ چھوٹے قد کی مگر بلند سیرت کی مالک تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول:

> ”میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر دین دار، پرہیزگار، سچائی پسند، سخاوت کرنے والی، صدقہ خیرات میں آگے بڑھنے والی، اللہ کی رضا اور خوشنودی کی طالب کوئی نہیں دیکھی، ہاں آپ کے مزاج میں کسی قدر تیزی

---

[1] حلية الاولياء و طبقات الأصفياء للأصبهاني، ۲/۵۲

[2] صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب: و كان عرشه على الماء

ضرور تھی لیکن اس پر بھی جلد ہی رجوع کر لیا کرتی تھیں۔"[1]

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسالت مآب ﷺ ایک دن میرے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں! عرب کی خرابی ہو اس شر سے جو قریب آ رہا ہے۔ آپ نے انگوٹھے اور شہادت والی انگلی کا حلقہ بنا کر، اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج اس کے برابر یاجوج ماجوج نے دیوار میں سوراخ کر لیا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت بھی ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب فسق و فجور کی زیادتی ہو جائے گی تو ایسا بھی ہو سکتا ہے۔[2]

اُمّ المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حد درجہ فیاض، کشادہ دل اور پسماندہ لوگوں کی خبر گیری کرنے والی تھیں۔ خلیفہ راشد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سن ۲۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔[3]

آپ نے ۵۳ برس عمر پائی جس میں چھ سنہرے سال، رسول اللہ ﷺ کی صحبت و رفاقت میں گزارے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور عزت و احترام کے ساتھ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

## نبوت سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں:

اُم المؤمنین سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رَملہ تھا۔ ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا اور ان سے حبیبہ نام کی بیٹی پیدا ہوئیں جس کی وجہ سے ان کی کنیت "اُمّ حبیبہ" ہوئی۔ یہ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں وہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوا تو یہ بے یار و مددگار رہ گئیں۔

---

[1] الاصابة، رقم: ۱۱۲۲۷۔ و۔ حلیة الاولیاء و طبقات الأصفیاء للأصبهانی، ۲/۵۳

[2] صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، باب: اقتراب الفتن وفتح ردم یاجوج و ماجوج

[3] صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب: فضل الصدقة الشحیح الصحیح

اِدھر رسولِ کریم ﷺ نے سن ۶ ہجری میں حضرت عَمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو اپنا خاص قاصد بنا کر شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا کہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ میرا نکاح وہیں پر کر دیا جائے چنانچہ اس نے وہاں پر مسلمانوں کو جمع کیا اور چار سو دینار اپنے پاس سے حضور ﷺ کی جانب سے حق مہر ادا کر کے آپ کا نکاح ان سے کر دیا۔

نکاح کے بعد جب لوگ اٹھنے لگے تو شاہِ حبشہ نے کہا ٹھہرو ابھی ایک کام باقی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا جب نکاح ہوتا ہے تو اس کے بعد ولیمہ کھلایا جاتا ہے۔ پھر پردے اٹھا دیے گئے اور لوگوں کو دستر خوان پر بٹھا کر خوب کھانا کھلایا گیا۔ بعد میں ایک مخصوص کشتی میں انہیں مدینہ طیبہ لایا گیا۔ [1] اس وقت ان کی عمر ۳۶ برس تھی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابرہہ نامی باندی جو بادشاہِ حبشہ کی جانب سے میرے پاس اس نکاح کا پیغام لائی تھی اس نے مجھ سے کہا مجھے تم سے ایک خاص کام ہے اور وہ یہ کہ تم حضور ﷺ کو میرا اسلام پہنچانا اور آپ کو اس بات کی بھی اطلاع دینا کہ میں نے آپ کا دین اختیار کر لیا ہے۔

آپ فرماتی ہیں میں نے مدینہ طیبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس تقریبِ نکاح کی ساری باتیں بتائیں اور آخر میں اس خوش نصیب باندی کا سلام بھی آپ کو پہنچایا: آپ ﷺ نے فرمایا: اُس پر بھی اللہ کا سلام، اس کی رحمت اور برکت ہو۔ [2]

یہ ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کرتی ہیں:

یا رسول اللہ! میری بہن کو بھی آپ اپنے نکاح میں لے لیں!

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کو پسند کرتی ہو؟

انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اس لیے کہ میں تنہا تو آپ کی بیوی نہیں ہوں نا! میری خواہش ہے کہ میرے ساتھ اس بھلائی میں کسی اور عورت کی بجائے میری بہن بھی شریک ہو جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] المستدرك على الصحيحين للحاكم، ٤/ ٢٤، رقم ٦٧٧٠

[2] الطبقات الكبرىٰ: ٢/ ٩٨' حياة الصحابه: ٢/ ٣٨

لیکن اس طرح کرنا حلال نہیں ہے۔ (1) (دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں آنا)

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آقا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دن رات میں بارہ رکعت سنت ادا کر لے ان کے بدلے میں اسے جنت میں محل عطا کیا جائے گا۔ میں نے اپنے شوہرِ نامدار ﷺ سے جب یہ بات سنی پھر زندگی بھر اس عمل کو نہیں چھوڑا۔ (2)

یہ عرب کی حسین اور خوب صورت ترین عورت تھیں۔ (3) نیک مزاج، وفادار، بلند حوصلہ اور بہترین رفیقہ حیات۔ تین سال سے زائد عرصہ حضور ﷺ کی معیت میں گزارا اور ۷۰ برس عمر پا کر اپنے برادر، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۴۴ ہجری میں انتقال فرمایا اور مدینہ طیبہ کے معروف قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

## سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آقا کی تشریف آوری:

اُمّ المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مُصطلَق سے تعلق رکھنے والی جلیل القدر خاتون تھیں۔ ان کا پہلا نام برہ تھا جسے تبدیل کر کے رحمتِ دوعالم ﷺ نے ''جویریہ'' رکھا تھا۔

ان کا والد اپنے قبیلے کا سردار تھا جس کے بارے میں حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ وہ مدینہ پر حملے کی تیاریوں میں مصروف ہے چنانچہ آپ نے اپنے صحابہ کا ایک لشکر ۲ شعبان ۵ ہجری کو مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا۔ قبیلہ کے سربراہ اور سربرآوردہ لوگ تو اِدھر اُدھر ہو گئے جبکہ دوسرے لوگ مسلمانوں کے سامنے صف آرا ہوئے۔ ابتدا میں کام ٹھنڈا رہا پھر مسلمانوں نے جم کر حملہ کیا تو وہ لوگ بے بس ہو گئے ان میں سے گیارہ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار کر لئے گئے انہی میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ جب یہ غلام اور باندیاں تقسیم ہوئیں تو یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں اِنہوں نے اپنی آزادی کی لئے کوشش کی اور ۹ اوقیہ سونے کے بدلے میں ان کی آزادی

(1) سنن نسائی، کتاب النکاح، باب: فی تحریم الجمع بین الأم والبنت

(2) صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب: فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن

(3) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب: من فضائل ابی سفیان رضی الله عنه

طے پائی جو کہ رسول اللہ ﷺ نے ادا کیے اور پھر ان سے شادی فرما لی۔ جونہی یہ نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں ان کے قبیلے کے چھ سو سے زائد افراد جو کہ غلام اور باندیاں بنا لئے گئے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ کہہ کر آزاد کر دیے کہ جس خاندان میں ہمارے آقا نے شادی کر لی ہے اب انہیں غلام نہیں رکھا جا سکتا یوں ان تمام کو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے عقدِ نبوت کے سبب اچھے طریقے سے رہائی مل گئی۔ [1] شادی کے وقت ان کی عمر بیس سال اور حضور ﷺ کی عمر مبارک اٹھاون برس تھی۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مبارک قول ہے:

میں نے کسی عورت کو اپنے قبیلے کے لئے اس قدر باعثِ برکت نہیں دیکھا کہ جس کے سبب اس کے قبیلے کے سینکڑوں افراد آزاد کر دیے گئے ہوں۔ [2]

بے حد خوب صورت، خوش ادا اور موزوں اندام تھیں۔ زہد و تقویٰ میں زندگی بسر کی حضور ﷺ کی اطاعت اور کثرت سے ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتیں۔ رحمتِ کائنات ﷺ ان کے گھر جمعہ کے دن تشریف لاتے ہیں اور یہ روزہ سے ہیں۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کل بھی روزہ تھا؟

انہوں نے عرض کی: نہیں!

حضور نے پوچھا: آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟

جواب دیا: فی الحال تو ارادہ نہیں ہے۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو پھر آج روزہ ترک کر دینا مناسب ہے۔ [3]

(اکیلے جمعہ کا روزہ رکھنا زیادہ پسندیدہ نہیں آگے پیچھے کوئی اور دن ساتھ ملا لینا بہتر ہے)

آپ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول ۵۰ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی، حضور ﷺ کی رفاقت میں چھ سال گزارنے کا شرف حاصل ہوا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب العتق، باب: فی بیع المکاتب اذا فسخت الکتابة

[2] ایضاً

[3] صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب: صوم یوم الجمعة فاذا اصبح صائما یوم الجمعة...

## سلطانِ مدینہ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پاک میں:

یہ اللہ کے نبی سیدنا ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے تھیں اور رئیسِ قریظہ کی بیٹی تھیں ان کا خاندان بنی اسرائیل کے تمام خاندانوں میں ممتاز جانا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ کے شمال میں تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر خیبر شہر واقع تھا چنانچہ محرم الحرام ۷ہجری میں رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ بیعتِ رضوان کرنے والے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔

اللہ کے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو فتح و نصرت عطا ہوئی اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی موقع پر قیدی بن کر آئی تھیں چنانچہ آپ کے صحابہ کی یہ رائے تھی کہ انہیں آپ اپنے لئے قبول فرمالیں۔ یہ سردار کی بیٹی ہمارے سردار کے ہاں ٹھہرے۔ان کا ابھی ابھی نکاح ہوا تھا اور رخصتی باقی تھی۔ یہ درمیانے قد کی نہایت عقل مند خاتون تھیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے لئے ان کی آزادی کو حق مہر ٹھہرا کر اپنے حرم میں لے لیا اور خیبر سے واپسی پر مقامِ صہباء میں سنتِ عروسی کا اہتمام فرمایا۔اگلے روز ہر ایک اپنے ہمراہ جو کچھ لا سکا لے آیا۔ حضور ﷺ کے دسترخوان پر کچھ اور چیزیں کھجور، پنیر وغیرہ بھی موجود تھیں یوں سفر میں ہی ولیمہ ہو گیا۔وہاں سے روانگی کے موقع پر آپ نے اپنی عبا کے ساتھ پردہ کی اوٹ میں انہیں اونٹ پر بٹھایا۔اب وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں شامل ہو چکیں تھیں۔ [1]

حضور علیہ السلام ان کے ساتھ بے حد محبت فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ سفر میں ان کا اونٹ بیمار ہو کر آہستہ چلنے لگا اور یہ حضور ﷺ سے کافی پیچھے رہ گئیں اور رونے لگیں۔ حضور واپس آئے تو دیکھا کہ یہ رو رہی ہیں آپ انہیں چپ کرانے لگے۔ اس وقت آپ ﷺ ان کے آنسو پونچھ رہے تھے اور یہ برابر روئے جا رہی تھیں۔ [2]

یہ آپ کی بے حد فرماں بردار اور خدمت گزار زوجہ تھیں۔ رحمتِ دو عالم ﷺ سے

---

1. صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: غزوة خيبر
2. مسند احمد، باقی مسند الانصار، حدیث صفیة ام المؤمنین رضی الله عنها، رقم: ۲۵۶۳۳

بے حد محبت کرتی تھیں۔ آخری ایام میں جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو ان سے برداشت نہ ہوسکا بے ساختہ ان کی زبان پر یہ بات آئی: کاش! آپ کی جگہ میں بیمار ہو جاتی! باقی ازواج نے یہ بات سن کر ان کی جانب دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کی تصدیق وتائید میں فرمایا: ہاں! یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ [1]

ان کے ابرو کے پاس کچھ نشانِ زخم تھا جسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: یہ کاہے کا نشان ہے؟ بولیں: میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند میری گود میں آ گرا ہے میں نے یہ خواب اپنے ہونے والے شوہر کو بتایا تو اس نے مجھے ادھر کوئی چیز مارتے ہوئے کہا: اچھا! تم سلطانِ مدینہ ﷺ کے خواب دیکھتی ہو۔ یعنی تم ان کی بیوی بننے کا سوچ رہی ہو۔ [2]

حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس گھر تشریف لائے تو دیکھا یہ کسی بات پر رو رہی ہیں آپ نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟

بتاتی ہیں کہ: مجھے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ تم ایک یہودی کی بیٹی ہو! حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے یوں کیوں نہیں کہہ دیا کہ......

سیدنا ہارون علیہ السلام میرے باپ، اور

سیدنا موسیٰ علیہ السلام میرے چچا، اور

حضرت محمد ﷺ میرے شوہر ہیں۔ بھلا تم کیسے مجھ سے افضل ہوسکتی ہو۔ [3]

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی تین سالہ رفاقت نصیب ہوئی۔ آپ نے ساٹھ سال کی عمر پا کر رمضان المبارک ۵۰ ہجری میں مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

---

[1] الاصابة في معرفة الصحابة، رقم: ١١٤٠٧

[2] سنن البيهقي الكبرىٰ، باب: من رأى قسمة الاراضي، رقم: ١٨١٦٨

[3] سنن ترمذي، كتاب المناقب، باب: فضل ازواج النبي ﷺ

## خاتم الانبیاء ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نعمت کدہ میں:

قبیلہ قریش سے تعلق رکھنے والی عظیم المرتبت خاتون سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابورُہم ۷ رہجری میں انتقال کر گئے تھے ادھر رسولِ اکرم ﷺ ذی قعدہ ۷ رہجری میں عمرہ کے ارادے سے مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ مکہ مکرمہ کے قریب مقام ''یاجج'' پہنچ کر آپ نے سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو پیغامِ نکاح دے کر ان کے پاس بھیجا، بات طے پا گئی تو تنعیم کے پاس مقامِ سَرف میں ان سے نکاح فرمایا وہیں شبِ عروس گزاری بعدازاں آپ ﷺ واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

یہ بہت تقویٰ والی، عبادت گزار اور حضور نبی کریم ﷺ کی خوب خدمت گزار تھیں آپ بھی ان کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ فرماتے تھے یہ آپ ﷺ کی آخری زوجہ تھیں ان کے بعد آپ نے کوئی اور نکاح نہیں فرمایا۔ بسا اوقات ان کے بھانجے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی حضور کے زیرِ سایہ ان کے ہاں قیام فرماتے تھے۔

یہ گھر میں موجود تھیں جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا کہ جمے ہوئے گھی میں چوہا جا پڑا ہے اب شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ معلمِ کتاب وحکمت ارشاد فرماتے ہیں: چوہے کو نکال کر اس کے اردگرد سے بھی کچھ گھی نکال کر پھینک دیا جائے باقی گھی کھانے کے استعمال میں لانا درست ہے۔ [1]

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہرِ نامدار سے عرض کرتی ہیں: آقا! آپ کو معلوم ہے نا! وہ میں نے اپنی باندی آزاد کر دی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا ہی بہتر ہوتا وہ تم اپنے ننھیال میں دے دیتیں پھر تمہیں اجر بھی زیادہ ملتا۔ [2]

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بڑی فہم و ذکا والی تھیں ایک بار یوم عَرفہ میں وقوف کے دوران لوگوں کی آراء مختلف ہونے لگیں کہ آیا آج سرورِ کائنات ﷺ روزہ سے ہیں یا نہیں؟ اس موقع پر انہوں نے بارگاہِ رسالت میں پینے کے لئے دودھ بھیجا لوگ آپ کی جانب

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب: ما یقع من النجاسات فی السمن والماء

[2] ایضاً، کتاب الهبة وفضلها، باب: بمن یبدأ بالهدیة

دیکھ رہے تھے آپ نے وہ پی لیا۔ اس حُسنِ تدبیر سے یہ عقدہ کشائی ہوگئی کہ آپ ﷺ آج روزے سے نہیں ہیں۔ ❶

اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں وصیت فرمائی تھی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اسی مقامِ سَرِف پہ دفن کیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۵۱ ہجری میں ان کی وہیں وفات ہوئی اور ان کے بھانجے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور انہیں وہیں دفن کیا جہاں ان کا نکاح سیدالانبیاء ﷺ سے ہوا تھا۔ جنازہ اٹھاتے وقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی عزت وتکریم کی خاطر لوگوں کو فرمایا: جنازہ نرمی سے اٹھا کر لے چلنا، ادب سے آہستہ آہستہ چلنا اور زیادہ حرکت نہ دینا۔ ❷

❀❀❀

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے اِن پاکیزہ اور مبارک گھروں سے ہوتے ہوئے اب رحمۃ للعالمین ﷺ مسجد نبوی شریف کی جانب کشاں کشاں بڑھ رہے ہیں۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب: استحباب الفطر للحاج بعرفات یوم عرفۃ

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب: کثرۃ النساء

# مدینۃ الرسول ﷺ میں شام کا سُہانا منظر!

اب مدینہ طیبہ میں دن اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے بس چند لمحوں کے بعد آفتاب غروب ہونے کو ہے سارے بازار اور منڈیاں خالی ہو رہے ہیں کھیتوں اور باغات سے لوگ واپس اپنے گھروں کو آ رہے ہیں۔ سب چڑیاں اور کبوتر اپنے آشیانوں اور گھونسلوں کی جانب محوِ پرواز ہیں۔ فضا میں شام کی خاموشی اور اُفق میں سرخی بڑھ رہی ہے اب سورج کی ٹکیہ نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا ہے اور اس کے اجالے رخصت ہو چلے ہیں۔

* یہ پُر انوار دھرتی مدینہ کی ہے
* یہاں کی ہر چیز نرالی ہے
* یہاں کی صبح و شام نرالی ہے
* دن اور رات نرالے ہیں
* یہاں کے کھیت اور باغات نرالے ہیں
* یہاں کے اوقات ولمحات نرالے ہیں
* یہاں کے بام و دَر نرالے ہیں
* یہاں کے شمس و قمر نرالے ہیں
* یہاں کے نجوم وکواکب
* یہاں کی فضائیں اور کہکشائیں بھی نرالی ہیں
* یہاں کے بچے، بوڑھے، جواں اور مرد و زَن نرالے ہیں
* یہاں کے چشمے کنویں اور ڈول نرالے ہیں
* یہاں زندگی کے سارے رنگ ڈھنگ نرالے ہیں
* یہاں کا چاند تو ڈوب جاتا ہے مگر یہاں کا ماہتابِ نبوت کبھی نہیں ڈوبے گا۔

✿ یہاں کا چمکتا سورج تو شام کو غروب ہو جاتا ہے مگر آفتابِ رسالت ڈوبنے والا نہیں۔

## یہاں کی ہر شے انوکھی نرالی اور مثالی ہے:

اور یہاں کا یہ سارا رنگ ڈھنگ اور ہر چیز کیوں نرالی نہ ہو یہاں رہنے بسنے والی وہ عظیم ہستی جو نرالی ہے بس انہی کے دم قدم سے یہاں کی ہر شے انوکھی نرالی اور مثالی ہے۔

یہاں کائنات کی وہ عظیم ہستی موجود ہے جنہیں حضرت محمد ﷺ کہا جاتا ہے

- جن کا رُتبہ اللہ کے بعد اور ساری کائنات سے افضل اور بلند ہے
- جن کا ہمسر بھری کائنات میں کوئی نہیں
- جن کی مثل لانے سے ساتوں آسمان قاصر!
- سارے زمانے عاجز! اور
- ساری خلائق تہی دامن ہیں۔
- ان جیسا نہ ہوا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔

## اذانِ بلالی کا وجد آفریں نعرہ:

آفتابِ نبوت ﷺ کے شہر میں غروبِ آفتاب ہو چکا ہے۔ سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں خوشبوؤں کا جہاں مہکاتے چلتے آرہے ہیں۔ چلتے چلتے ادھر آپ مسجد نبوی میں پہنچتے ہیں اُدھر مدینہ کا مؤذن اپنی سُریلی اور بلند آواز سے خلقِ خُدا کو بارگاہِ وحدہٗ لاشریک میں جھکنے کے لئے پکارنے لگتا ہے۔

اللہ اکبر!

اللہ اکبر!

کی پاکیزہ اور دل آویز صدا، لوگوں کے قلوب واَذھان کو متوجہ کرتی ہے لوگ ایک مقناطیسی کشش کے ذریعے اللہ کی بارگاہ میں جھکنے کے لئے باوقار انداز لئے پروانوں اور فرزانوں کی طرح لپکے اور بڑھے چلے آرہے ہیں پل بھر میں صدائے اللہ اکبر پر لبیک کہنے والے مسجد نبوی بھر دیتے ہیں۔ اذان مکمل ہو جاتی ہے۔

## اذان کا جواب دینے کا حکم:

سیدنا عبداللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- جب تم مؤذّن کی اذان سنو تو اس کے جواب میں ویسے ہی کہا کرو جیسے وہ کہتا ہے
- اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو! اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے
- پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو۔

جو کہ جنت کا ایک عظیم درجہ ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ سب لوگوں میں سے وہ میرے لائق ہی ہے میں ہی اسے حاصل کروں گا پس جس شخص نے میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگی اس کو میری شفاعت ضرور حاصل ہوگی۔ [1]

## سچے دل سے اذان کا جواب اور اس کا اجر:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان دیتے وقت......

* جب مؤذّن کہے : اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
  سننے والا بھی یہ کہے : اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
* جب مؤذّن کہے : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
  وہ شخص بھی کہے : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
* جب مؤذّن کہے : اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
  تو وہ بھی کہے : اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
* جب مؤذّن کہے : حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
  جواب میں کہے : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
* جب مؤذّن کہے : حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب: استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی

جواب میں کہے : لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

* جب مؤذّن کہے : اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر

جواب میں کہے : اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر

* جب مؤذّن کہے : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

تو یہ شخص بھی کہے : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جو آدمی خلوصِ دل سے اذان کا یہ جواب دے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [1]

## دعائے وسیلہ، اذان کے بعد کی دعا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھا کرے اس کے لئے میری شفاعت (روزِ قیامت) یقینی ہو جائے گی۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ
آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا
مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَاد [2]

اے اللہ! اس کامل پکار کے ربّ! اس قائم ہونے والی نماز کے مالک! تو حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما، فضیلت نصیب کر اور انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ بلاشبہ تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

## اب نمازِ مغرب ادا کی جارہی ہے:

رحمۃ للعالمین ﷺ اپنے مصلّٰے امامت پر تشریف لاتے ہیں صفوں کی درستی کا خاص اہتمام کیا جارہا ہے کیونکہ آپ اس کی بے حد تاکید فرمایا کرتے تھے۔

- سب لوگ صفوں میں یکساں کھڑے ہیں
- گورے اور کالے کی کوئی تمیز نہیں ہے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب: استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم یصلی

[2] سنن الکبریٰ للبیہقی، ۱/۴۱۰، رقم: ۱۷۹۰

- امیر اور غریب کا جدا جدا مقام نہیں ہے
- یہ سب ایک اللہ کے بندے ہیں
- ان کا باپ ایک ہے
- ان کا قبلہ ایک ہے
- ان کی کتاب ایک ہے
- ان کا رسول ایک ہے
- یہ سب عابد ہیں اور ان کا معبود ایک ہے
- یہ سب ساجد ہیں اور ان کا مسجود ایک ہے
- یہ سب مملوک ہیں ان کا مالک ایک ہے
- یہ سب مَرزوق ہیں ان کا رازق ایک ہے
- یہ سب محتاج ہیں ان کا حاجت روا ایک ہے
- یہ سب مانگنے والے ہیں ان کا داتا ایک ہے
- یہ سب جھکنے والے ہیں اور ان کا اللہ ایک ہے

اِقامت کہی جاتی ہے اور پھر اللہ اکبر کی ایک جاں سوز آواز مسجد کے اندر گونج اٹھتی ہے اور اب بڑے خشوع و خضوع سے یہ لوگ اپنے خالق و مالک کے حضور آدابِ نیاز مندی بجالا رہے ہیں۔ قیام میں سبھی لوگ جم کے کھڑے ہیں کہیں کوئی ہاتھ اِدھر اُدھر حرکت کرتا دکھائی نہیں دے رہا۔

چند ثانئے گزرنے کے بعد اللہ کے نبی ﷺ نے بآوازِ بلند سورۃ الفاتحہ کی تلاوت شروع کی۔ پڑھنے کا انداز ایسا ہے کہ ہر لفظ نکھر کر جدا جدا سنائی دے رہا ہے آواز کا اُتار چڑھاؤ اتنا خوب صورت اور فطری ہے کہ جس کی مثل ڈھونڈے سے نہ ملے۔

آواز کا وقار، خوب صورتی اور جلال و جمال، بس کیا کہنے! قُدسی ملائک بھی جس پہ قربان اور نثار! ہر ایک آیت پر خوب صورتی سے وقف اور پھر دوسری آیت کی تلاوت!

نمازِ مغرب میں سورۃ الفاتحہ کے بعد عموماً حضور ﷺ قصارِ مفصّل میں سے کوئی سورت تلاوت فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی اس کے علاوہ بھی کہیں سے تلاوت فرما لیتے تھے۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ کریم ﷺ کو نمازِ مغرب میں سورہ طُور پڑھتے ہوئے بھی سنا۔ [1]

سیدہ اُمّ فضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نمازِ مغرب میں سورہ وَالْمُرْسَلَات پڑھتے ہوئے سنا۔ [2]

سورہ فاتحہ اور سورت کی تلاوت کے بعد اللہ کی کبریائی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں حضور ﷺ جھک گئے اور سبحان ربی العظیم کے خوب صورت اور نہایت موزوں کلمات آپ کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں۔ رکوع میں آپ کی پشت مبارک یوں جھکی ہے کہ سر اور پشت ایسے سیدھے ہو گئے ہیں کہ اگر کمر پہ پانی کا پیالا رکھا جائے تو وہ گرنے نہ پائے۔

## مخلوق میں سب سے بلند ہستی عظیم رب کے سامنے سر بہ سجود:

پھر باوقار انداز میں آپ رکوع سے اٹھے اور حمد کے کلمات بیان فرمائے، پیچھے ساری جماعت قدم بہ قدم آپ کی پیروی کر رہی ہے پھر آپ سجدوں میں رب تعالیٰ کے ہاں اِنابت، عاجزی اور نیاز مندی کے پیکر بنے ہوئے ہیں۔ کائنات کی سب سے مبارک ہستی اپنی جبینِ نیاز رب العالمین کی بارگاہ میں جھکائے سر بہ سجود ہے۔

- اللہ کی تسبیح ہو اور حضور کی زبان ہو! کیا کہنے!
- اللہ کی حمد ہو اور حضور کا مبارک انداز ہو!
- اللہ کی کبریائی ہو اور حضور کی زبان سے ادا ہو!
- اللہ کی بارگاہ ہو اور حضور سجدہ ریز ہوں!

پھر پوچھیے نہ!

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب: الجھر فی المغرب

[2] ایضاً باب: القراءۃ فی المغرب

- ❀ کیسے نبضِ ہستی رُکتی اور چلتی ہے؟
- ❀ کیسے حور و قصور بھی رشک سے ہاتھ ملتے ہیں؟
- ❀ اور کیسے ملائکہ قطار در قطار نزول کرنے لگتے ہیں؟

نماز کا ہر عمل از حد خوب صورت اور نہایت موزوں ہے نہ بہت زیادہ طویل ہے کہ لوگوں پر گراں گزرے اور نہ اس حد تک اس میں اختصار ہے کہ بندوں کو گرانی سے بچانے کی خاطر اللہ کی عبادت کا حق بھی ادا نہ ہو سکے۔

## بعد مغرب سنن ونوافل:

آپ مغرب کے بعد کی دو سنتیں ادا فرما رہے ہیں مگر اس قدر طوالت سے کہ بہت سے لوگ (اس دوران) مسجد سے جا چکے ہیں۔ [1]

عموماً اس کے بعد آپ ﷺ نوافل ادا فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: جس شخص نے مغرب کے بعد چھ نوافل ادا کیے اور ان کے درمیان (یعنی دو دو رکعتوں کے بعد) کوئی بات چیت نہیں کی وہ اس کے لئے بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوں گے۔ [2]

## سیدنا ابوبکر: حضور! مجھے کوئی دعا تعلیم فرمائیں:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: میرے آقا! مجھے ایسی کوئی دعا بتائیں جو میں اپنی نمازوں میں پڑھا کروں؟ آپ علیہ السلام نے یہ دعا انہیں تعلیم دی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ [3]

"اے اللہ!

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: رکعتی المغرب این تصلیان

[2] سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في الست ركعات بعد المغرب

[3] صحيح بخاری، کتاب الاذان، باب: الدعاء قبل السلام

میں نے اپنی جان پر بہت سے ظلم ڈھائے ہیں تیرے علاوہ کوئی گناہوں کا
بخشنے والا نہیں پس تو اپنے ہاں سے مجھے مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما!
بلا شبہ تو بخشنے والا اور بے حد مہربان ہے۔"

آپ ﷺ کے پاس چند اصحاب بیٹھے تھے آپ نے انہیں جنت کا شوق دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: جنت میں کچھ بالا خانے ایسے ہوں گے جن کے اندر سے باہر کا ماحول اور باہر سے اندر کی سب چیزیں نظر آئیں گی۔ ایک اعرابی کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا: حضور! وہ کن لوگوں کے ہوں گے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ہر اُس شخص کے لئے......

- جس کی گفتگو پاکیزہ وشیریں ہوگی
- جو لوگوں کو کھانا کھلائے گا
- جو متواتر (نفلی) روزے رکھے گا
- جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر، جب لوگ سوئے ہوں، تہجد ادا کرے گا۔ [1]

## نبی علیہ السلام اپنے مبارک آستانہ کی جانب تشریف لاتے ہیں:

مسجد نبوی سے نمازِ مغرب کے کچھ دیر بعد نوافل، ذکر اذکار اور کچھ دینی راہنمائی کے بعد اب رسول اللہ ﷺ گھر کی جانب روانہ ہونے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لاتے ہیں بایاں قدم پہلے باہر رکھتے ہیں، دعا پڑھتے ہیں۔ اور نہایت پُر وقار انداز سے اپنے نبوت کدہ کی جانب قدم اٹھاتے ہیں۔

## حضور ﷺ کا قیام آج سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں:

جس زوجہ مطہرہ کی باری ہوتی ہے مغرب کے بعد رسولِ کائنات ﷺ ان کے مبارک حجرے میں تشریف لے جاتے ہیں۔ آج آپ کے ٹھہرنے کی باری اُمّ المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی ہے لہٰذا اب آپ ان کے ہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب: فی قول المعروف

## گھر کے دروازے پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اِدھر سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی: حضور! ذرا رکیے! مجھے ایک بات پوچھنی ہے! آپ ٹھہر جاتے ہیں تو وہ آپ سے ایک شرعی مسئلہ پوچھتے ہیں: آقا! میں بقیع کے بازار میں اونٹ بیچتا ہوں بسا اوقات میں دینار کے حساب سے بیچتا ہوں اور ادائیگی درہم کے حساب سے ہو جاتی ہے اور کبھی درہم طے کر فروخت کرتا ہوں تو اس کی جگہ دینار مجھے پیش کر دیے جاتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دن کے بھاؤ کے مطابق جو درہم یا دینار تم لے لو اس میں کوئی حرج نہیں جب تک تم بائع اور مشتری اس جگہ سے ہٹ نہیں جاتے۔ [1] یہ پوچھ کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کو چلے جاتے ہیں۔

## حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاں آمد پر آپ کو خوش آمدید کہتی ہیں:

آپ ﷺ دروازے پر دستک دیتے ہیں اور سلام کہتے ہوئے اندر تشریف لے آتے ہیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کے سلام کا جواب دیتی ہیں اور نہایت مسرت سے آپ کی آمد پر آپ کو مرحبا کہتی ہیں آپ حال احوال پوچھتے ہیں اور گھریلو امور پر کچھ ہلکی پھلکی بات چیت ہونے لگتی ہے۔

## رحمتِ کائنات ﷺ کا بستر نفاست سے بچھا دیا گیا ہے:

اپنے شوہرِ نامدار حضرت محمد ﷺ کے لئے اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کھانا بھی بنا رکھا ہے اور بستر بھی لگا رکھا ہے۔ بستر نہایت سادہ ہے بس ایک دری نما موٹی چادر دوھری تہہ لگا کر بڑی نفاست سے نیچے بچھا دی ہے (جس پر کوئی ایک شکن بھی نہیں ہے۔)۔ ایک روز اس چادر کی چار تہہ لگا کر بستر موزوں کیا گیا تو صبح آپ نے اس سے منع فرمایا کہ یہ وقتِ سحر اٹھنے میں مانع ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب: فی اقتضاء الذهب من الورق

[2] الأنوار فی شمائل النبی المختار ﷺ، جز ۱، ۲۹۶، رقم: ۸۳۵

ایک انصاری صحابیہ نے آپ ﷺ کے ہاں ایک اچھا نرم بستر جس میں اُون بھری ہوئی تھی تیار کر کے بھجوایا تو آپ نے یہ ارشاد فرما کر واپس کر دیا: یہ بارگاہِ ایزدی میں بوقتِ سحر اٹھنے میں مانع ہوتا ہے اس لئے میں اسے پسند نہیں کرتا واللہ! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑوں کو چلا دے میں جہاں جاؤں وہ میرے ساتھ ساتھ چلیں مگر میں ایسا نہیں چاہتا۔ ❶

چمڑے کا تکیہ آپ استعمال فرماتے ہیں جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی ہے۔ ❷

## آپ اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ کھانا تناول فرماتے ہیں:

کھانے کے لئے آپ کے گھر میں کچھ گندم رکھی تھی اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی چکی میں پیس کر دلیہ کی طرح کا موٹا موٹا آٹا بنا لیا ہے پھر ایک لکڑی کے پیالے میں جس میں گھی بہت کم تھا یہ آٹا ڈال کر ہلا کر یکجان سا کر لیا ہے۔

اسی اثنا میں سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اجازت لے کر گھر کے اندر تشریف لے آتے ہیں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ایک جانب پردے میں ہو جاتی ہیں۔ وہ دیکھتے ہی کہتے ہیں:

میرے آقا! اس میں گھی تو بہت کم ہے میرے پاس رکھا ہے میں ابھی بھجوا دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ اور کوئی بات کئے یا مسئلہ پوچھے بغیر ہی جلدی سے روانہ ہو جاتے ہیں اور جلد ہی کسی کے ہاتھ اپنے محبوب آقا ﷺ کے گھر میں گھی بھجوا دیتے ہیں۔ اس میں سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کچھ گھی مزید ڈال لیتی ہے۔ وہ تیار ہو جانے پر آپ ﷺ اور آپ کی یہ رفیقہ حیات دونوں ایک ہی برتن میں اللہ کا نام لے کر کھانا تناول فرماتے ہیں۔ ❸

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شام کا کھانا ترک نہ کیا کرو چاہے مٹھی بھر کھجوریں ہی کھا لی جائیں۔ اسے (مسلسل) چھوڑ دینا بڑھاپے کو جلد دعوت دیتا ہے۔ ❹

---

❶ سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ۳۵۷/۷

❷ اخلاق النبی ﷺ وآدابه لعبد الله بن محمد الاصبهانی، ۵۰۴/۲ ❸ ایضاً

❹ سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب: ترك العَشاء

آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کسی برتن میں کھانے والا جب اسے خوب صاف کر لیتا ہے تو وہ برتن بھی اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرتا ہے۔ ❶

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

- مسلمان کو چاہئے کہ وہ دائیں ہاتھ سے کھائے
- دائیں ہاتھ سے ہی پیئے!
- دائیں ہاتھ سے لے! اور
- دائیں ہاتھ سے ہی دے!

کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا، بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے ہی لیتا دیتا ہے۔ ❷

فرمایا: کھانا کھا لینے کے بعد (دھونے یا) پونچھنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹ لیا کرو تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ ❸ یعنی ہوسکتا ہے انہی ذرات میں برکت ہو جو انگلیوں کے ساتھ لگے ہیں اور کھائے نہیں گئے۔

ارشادِ گرامی ہے:

برتن کے اطراف میں سے کھانا کھاتے رہو اس کے درمیان سے بعد میں کھاؤ وہیں برکت کا نزول ہوتا ہے۔ ❹

اکٹھے کھانا آپ کو پسند تھا آپ نے فرمایا: اکٹھے کھایا کرو مل کر کھانے سے زیادہ برکت ہوتی ہے۔ ❺

کھانا کھایا گیا اور دسترخوان اٹھا لیا گیا۔ بعد ازاں نبی کریم ﷺ کچھ دیر کے لئے گھر میں موجود رہے۔ دینی راہنمائی کی کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ اُدھر عشاء کا وقت قریب آ گیا۔

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الاطعمة، باب: تنقية الصفحة

❷ ايضا، باب: الأكل باليمين ❸ ايضا، باب: لعق الأصابع

❹ ايضا، باب: النهي عن الاكل من ذروة الثريد ❺ ايضا، باب: الاجتماع علىٰ الطعام

## حضور! میرے بھائی کا ایک خواب تو سنئے!

اُمّ المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں:

آقا! میرے بھائی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا ہے جو کہ وہ مجھے بتا گئے ہیں میں آپ کو سناتی ہوں۔ وہ بیان کر رہے تھے کہ خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کا ایک ایک ہتھوڑا ہے وہ مجھے جہنم کی طرف لے کر چل دیے جبکہ میں ان کی موجودگی میں اللہ سے دعا کر رہا ہوں یا اللہ! مجھے جہنم سے پناہ عطا فرما۔

کہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اس نے کہا تو خوف نہ کر! تو اچھا آدمی ہے اگر تو کثرت سے (نفل) نمازِ پڑھے۔ پھر وہ لوگ مجھے آگے لے گئے یہاں تک کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا کر دیا وہ کنویں کی شکل تھی، اور کنویں کی طرح اس کے دو منڈیر تھے اور ہر منڈیر کے پاس ایک فرشتہ لوہے کا ہتھوڑا لئے کھڑا تھا میں نے دوزخ کے اندر بہت سے لوگوں کو زنجیر سے الٹا لٹکے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس میں قریش کے چند (کافر) آدمیوں کو پہچان بھی لیا تھا پھر وہ فرشتے مجھے دائیں طرف سے لے کر واپس لوٹ آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ خواب سن کر فرمایا: (تمہارا بھائی) عبداللہ بہت نیک آدمی ہے کاش وہ کثرت سے قیام اللیل کرتا (یعنی نمازِ تہجد ادا کرتا)۔ [1]

## نمازِ عشاء کا وقت قریب ہوا چاہتا ہے:

اولین و آخرین کے سردار، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نمازِ عشاء کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لانے کی تیاری فرماتے ہیں۔ آپ کے صحابہ مسجد میں پہنچ رہے ہیں اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور صرف ظاہری رکھ رکھاؤ کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے ان کے لئے یہ وقت بڑا بھاری ہے وہ شام کے کھانے کے بعد غفلت کی لپیٹ میں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب: الامن وذھاب الروع فی المنام

آ جاتے ہیں اور نمازِ فجر بھی ان پر بڑی گراں ہوتی ہے۔ نیند سے انہیں پیار ہے اللہ کی ذات انہیں کہاں محبوب ہے، انہیں نیند میں لذت آتی ہے اللہ کی یاد میں انہیں لطف نہیں آتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: منافقین پر فجر اور عشاء بہت بھاری ہوتی ہے اگر انہیں اس کی قدر ہوتی تو زمین پر گھسٹتے ہوئے یعنی سر کے بل بھی چل کے آتے۔ ❶

اس کی فضیلت میں حضور نبی کریم ﷺ کا ایک سنہرا ارشاد ہے: جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی اور پھر فجر کی بھی باجماعت ادا کی اس کی مثال ایسی ہے جیسے رات بھر اس نے قیام اللیل کیا اور جس نے ان میں سے ایک یعنی عشاء یا نمازِ فجر جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا آدھی رات اللہ کی بارگاہ میں عبادت کی۔ ❷

## نمازِ عشاء کے لئے مسجد نبوی میں اذان کہی جاتی ہے:

اب نمازِ پنجگانہ میں سے آخری نماز ادا کئے جانے کا وقت ہو گیا ہے رات کی تاریکی چھا چکی ہے گھروں میں چراغ روشن ہیں۔ لوگ گھروں میں اپنے چھوٹے بچوں کو سُلانے کی فکر میں ہیں۔ دن بھر کے تھکے ہوئے لوگ نمازِ عشاء کے منتظر ہیں یہ فریضہ ان کی آنکھوں سے نیند کو دُور کئے ہوئے ہے ورنہ اب تک وہ نیند کی آغوش میں جا چکے ہوتے۔ گھروں میں صحابیات اپنے بچوں کو تھپک تھپک کر سُلا رہی ہیں لیکن اپنا دامن نیند کی لذت سے بچاتے ہوئے کیونکہ انہوں نے سونے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے، اس کا حکم پورا کرنا ہے اور اس سے رات بھر کی خیر طلب کرنی ہے یقیناً اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے۔

کچھ ہی دیر بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک طرف بنے اذان والے چبوترے پر آتے ہیں اور رات کی خاموشی کو توڑتے ہوئے صدائے اللہ اکبر بلند کرتے ہیں۔ کئی لوگ پہلے ہی سے مسجد میں موجود اور اعمالِ صالحہ میں منہمک تھے لیکن جو مرد و زن اور بالغ بچے گھروں میں موجود تھے وہ یوں اٹھے جیسے وہ اللہ کے منادی کے منتظر بیٹھے ہوں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب: فضل العشاء فی الجماعة
❷ مسند احمد، مسند عثمان ابن عفان رضی الله عنه، رقم: ٣٨٥

اذان سن کر غفلت نے انہیں دبوچا نہیں، نہ ہی نیند نے انہیں بہکایا بس وہ تو اٹھے اور حکمِ الٰہی کے لئے اٹھتے ہی چلے گئے۔ اپنے گھروں میں وضو کرنے لگ گئے جن کا وضو پہلے سے تھا اور گھروں میں جائز حاجات یا عبادت و تلاوت میں مصروف تھے یا اپنے بچوں کو دینی تعلیمات کے حقائق سے لذت آشنا کر رہے تھے وہ اٹھے اور مسجد کی جانب چل دیے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جائے تو اس کا اجر ایسا ہے جیسے کوئی آدمی اِحرام باندھ کر حج کے لئے جاتا ہے۔ [1]

لیجئے! جو لوگ وضو کر رہے تھے وہ بھی وضو کر کے مسجد کی راہ لینے لگے۔ مسجد چند لمحوں میں بھر گئی یوں گمان ہوتا تھا کہ اِن ہمت کے دَھنی لوگوں کو نہ دن کی پرواہ ہے نہ رات کی فکر، بس انہیں جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ بلائے یہ لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ ہاں ادھر ایمان کا ظاہری لبادہ اوڑھنے والے کچھ منافقین ایسے تھے کہ نیکی کے ہر معاملہ میں کوتاہی کرتے تھے باقی لوگوں کا معاملہ قطعاً ایسا نہ تھا وہ جاں سپاری اور روح نثاری کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

## وہ پاکباز نمازی اپنے بے مثل امام کے منتظر تھے:

مسجد میں حاضری بھرپور تھی ایک چراغ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے روشن کر دیا تھا [2] جس کی لَو میں لوگوں کے چہرے بخوبی نظر آ رہے تھے منظر کچھ یوں تھا کہ چراغ کی روشنی سے بڑھ کر کچھ چہرے روشن اور منور نظر آ رہے تھے معلوم نہیں کہ اس کا راز کیا تھا شاید ان کے ایمان کے نور نے ان کے سینوں سمیت پورے وجود کو ہی منور کر رکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوئے لوگوں کو نماز کا منتظر پایا تو ارشاد فرمایا:

کوئی دین ایسا نہیں جس میں اس وقت عبادت کی جاتی ہو سوائے تمہارے دینِ

---

[1] سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: ما جاء في فضل المشي الی المسجد

[2] المعجم الكبير للطبراني، باب التاء، رقم الحديث: ۱۲۴۷

اسلام کے۔ ❶

مسجد میں نماز کا انتظار کرنے والوں کو آپ نے بشارت سنائی کہ "نماز کے انتظار میں جس قدر وقت گزرتا ہے وہ نماز میں شمار ہوتا ہے (یعنی اس کا اجر بھی نماز جیسا ہوتا ہے۔) اسی طرح نماز کے بعد اسی جگہ جب تک انسان ذکر و دعا وغیرہ اعمالِ صالحہ میں مصروف رہتا ہے تو اسے بھی نماز کا اجر ملتا ہے اور اس کے لئے فرشتے دعائے رحمت و مغفرت کرتے رہتے ہیں۔" ❷

## مسجد نبوی میں نمازِ عشاء کی امامت ہو رہی ہے:

رسول اللہ ﷺ امامت کے لئے تشریف لے آتے ہیں صفوں کی درستی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور آپ اشارے کے ساتھ حکم فرماتے ہیں کہ اِقامت کہی جائے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فوراً اقامت کہتے ہیں اور نماز شروع ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ بڑے سوز سے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الشمس کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ ❸ انتہائی خوب صورت اور مؤثر انداز اور قدرے بلند آواز میں آپ کلام اللہ کی ترتیل فرما رہے ہیں۔ دوسری رکعت میں رسول اللہ ﷺ نے سورۃ التین کی قراءت فرمائی ہے۔ ❹

## فرمایا: آج سے ایک سو سال بعد کوئی زندہ نہیں رہے گا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں نمازِ عشاء پڑھائی اور فرمایا آج کی رات کے ٹھیک ایک سو سال بعد جتنے لوگ زمین پر زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ ❺ ☆

---

❶ مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۷۶۰

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: ما جاء فی فضل المشی الیٰ الصلاۃ

❸ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب: ماجاء فی القراءۃ فی صلاۃ العشاء

❹ سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب: القراءۃ فیہا بالتین والزیتون

❺ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب: ذکر العشاء والعتمۃ ومن رآہ واسعا

☆ ۔چنانچہ حضور ﷺ کی بات سچ ثابت ہوئی اور سو سال میں سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا انتقال ہو گیا سب سے آخر میں ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۲/۷۵، رقم ۵۷۶

عموماً آپ نمازِ عشاء کچھ تاخیر سے ادا فرماتے تھے بسا اوقات خاصی لیٹ بھی ہو جاتی تھی لیکن آدھی رات سے کبھی مؤخر نہیں فرماتے تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اگر امت پر گراں گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو پہلے تہائی حصے یا نصف شب تک تاخیر سے ادا کرنے کا حکم دے دیتا۔ ❶

## نمازِ وتر، ایک خاص نماز:

آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک خاص نماز وتر کے ساتھ تمہاری مدد فرمائی ہے جو تمہارے لئے سرخ رنگ کے نہایت قیمتی اونٹوں سے بہتر ہے اس کا وقت عشاء سے طلوعِ سحر تک ہے۔ ❷ چنانچہ خود رسالت مآب ﷺ کبھی رات کے شروع حصے میں، کبھی درمیانے اور کبھی رات کے آخری حصے میں وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔ ❸

وتر کی پہلی رکعت میں آپ ﷺ نے سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص تلاوت فرمائی۔ ❹ (یہی آپ کا عمومی معمول تھا۔) کچھ لوگوں نے عشاء کے ساتھ ہی وتر کی نماز ادا کی لیکن زیادہ تر نے نمازِ تہجد کے ساتھ ادا کرنے کے لئے فی الحال اسے مؤخر کر دیا۔

## جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک اہم مشاورت:

نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد کچھ مختصر سی مشاورت ہوئی جس میں مہاجرین و انصار کے چند سربرآوردہ لوگ شریک تھے۔ اس میں امورِ حرب سے متعلق کچھ بات چیت ہوئی۔ درحقیقت اسلام کی سربلندی کی خاطر کہیں بھیجنے کے لئے فوج کا ایک دستہ تیار کیا جا رہا ہے جس میں رسالت مآب ﷺ کی شرکت کے بارے میں مشاورت ہوئی۔ آثار یہ ہیں کہ آپ ﷺ بھی بنفسِ نفیس اس میں شرکت فرمائیں گے۔

---

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب: وقت صلاۃ العشاء

❷ سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب: فی فضل الوتر

❸ ایضاً، باب: ماجاء فی الوتر من اول اللیل و آخرہ

❹ ایضاً، باب: ماجاء فیما یقرأ بہ فی الوتر

آپ ﷺ شہادت کی تمنا دل میں رکھتے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ میں آرزوئے شہادت سے نہال ہو کر بارگاہِ رب العالمین میں جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور ہے۔ بھلا جسے آپ ﷺ سیف اللہ کا لقب دیں وہ تو اللہ کی راہ میں نہ کٹے، اسے کوئی سرنگوں نہ کر سکے اور جس ہستی کے دین لانے کی برکت سے ساری دنیا کے لوگوں کو بلندیاں حاصل ہوئی ہوں معاذ اللہ! وہ کیسے میدانِ کارزار میں کسی کافر کے ہاتھوں مارے جائیں...... نہیں! اللہ کو یہ قطعاً پسند نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے غلبۂ دین کی جدوجہد میں آپ کی خوشی کے لئے آپ کے دندان شہید کرانے اور بدن پر زخم سجانے کی حد تک آپ کی آرزو کو قبول کر لیا چنانچہ یہ سب کچھ غزوہ اُحد میں ہو گیا۔ دیگر امور میں اللہ کریم نے آپ کو کفار کے ہاتھوں سے محفوظ رکھا۔

## رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لاتے ہیں:

نمازِ عشاء کے کچھ دیر بعد رسالت مآب ﷺ سعادتوں اور برکتوں کے گہوارے یعنی اپنے حجرے میں تشریف لے آتے ہیں۔ پورا دن رسالت مآب ﷺ نے نہایت مصروف گزارا ہے اب آپ آرام فرمانا چاہتے ہیں۔ رات کو جلدی سونا اور صبح جلد اٹھنا آپ کو پسند بھی تھا اور آپ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا۔ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونا پسند نہیں فرماتے تھے اسی طرح عشاء کے بعد دیر تک بات چیت میں مصروف رہنا بھی آپ کو پسند نہ تھا۔ کیونکہ عشاء سے پہلے سونے سے نمازِ عشاء وقت پر ادا نہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ زیادہ بات چیت اور گپ شپ کی وجہ سے دیر سے سونے کے باعث لوگوں کے لئے صبح کی نماز میں تاخیر کا اندیشہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر اپنے گھر والوں سے کچھ ضروری باتیں کرتے اور پھر آرام فرماتے۔ [1]

کبھی کبھی رسولِ کریم ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عشاء کے بعد مسلمانوں کے اہم معاملات میں مشاورت بھی فرمالیتے۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب: قوله: ان فی خلق السمٰوٰت ......

[2] سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب: ماجاء فی الرخصة فی السمر بعد العشاء

## ازواجِ مطہرات کی باری والے گھر میں آمد:

رات کے وقت دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن باری والے گھر میں آ کر کچھ دیر ٹھہرتیں [1] اور کچھ اہم باتوں میں رسولِ کریم ﷺ سے راہنمائی حاصل کرتی تھیں۔ کچھ مسائل ایسے ہوتے تھے جن کی تعلیم ایک ہی وقت میں اس گھر میں ہو جاتی اور سب گھروں میں اس کا نفاذ ہو جاتا۔ اس روز وحی کے ذریعے آنے والے الٰہی احکامات کا انہیں بھی علم ہو جاتا۔ مسجد نبوی میں پیش آنے والے اہم واقعات، دوسرے ممالک اور ادھر اُدھر کے قبائل کے وفود اور ان کے آنے کے مقاصد پر نظر ڈالی جاتی۔ یوں تھوڑے وقت میں آپ ﷺ کے سب گھروں تک ضروری تعلیمات کے ابلاغ کے لئے یہ وقت بھی نہایت اہم ہوا کرتا تھا۔

نیز ازواجِ مطہرات کے لئے اجتماعی خدمت کے لحاظ سے بھی یہ وقت بہت اہمیت کا حامل ہوا کرتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کے جذبے سے سرشار امت کی یہ مائیں ہمیشہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لئے کوشاں رہتی تھیں۔ گھریلو تقاضے اور اپنے قبیلے کے اہم معاملات رسولِ کریم ﷺ کے سامنے پیش کر کے ان میں دینی اور اخلاقی تعلیمات حاصل کرتیں۔ کچھ دیر تک یہ نشست قائم رہتی اور پھر امت کی یہ سب عفت مآب مائیں اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتیں۔

## سونے سے قبل کچھ اہم باتیں اور ہدایات:

چند روز قبل مدینہ طیبہ میں ایک گھر جل گیا تھا آپ ﷺ کو اس کے بارے میں تفصیلات بتائی گئیں تب سے آپ یہ بات تعلیم فرمانے لگے کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے لہٰذا جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ [2]

سونے سے قبل آپ ﷺ نے اپنی مسواک سرہانے رکھ لی۔ [3] مشکیزہ پانی سے

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب: اطفاء النار عند المبيت

[2] مسند احمد، رقم: ٥٧٠٧ [3] زاد المعاد، باب: للمرأة أن تهب ليلتها لضرتها ٥/١٣٨

بھر دیا گیا تا کہ رسول اللہ ﷺ جب آ ءِ سحر گاہی کے لئے اٹھیں تو پانی میسر ہو۔

پھر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر......

* برتن ڈھانپ دو!
* مشکیزہ باندھ دو!
* دروازہ بند کر دو......اور
* چراغ بجھا دو!

اس لئے کہ شیطان بند مشکیزے کو اور بند دروازے کو نہیں کھول سکتا اور نہ ہی ایسے برتن کو کھولتا ہے جسے ڈھانپ دیا گیا ہو۔ اگر تمہیں برتن ڈھانپنے کے لئے کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس پر کوئی لکڑی ہی رکھ دیا کرو۔ [1] آپ کی ہدایات کے مطابق گھر میں سب کاموں کی تعمیل کر دی گئی ہے۔

## ہر ایک کو معاف کر کے سونے کا نبوی معمول:

رحمۃ للعالمین ﷺ جب سونے لگتے تو اس سے پہلے ہر ایک کو معاف کر دیا کرتے۔ دن بھر میں کسی سے کچھ کوتاہی ہو جاتی تو عموماً آپ اسی وقت معاف فرما دیتے لیکن اگر کوئی بات کسی قدر دل میں رہ بھی گئی ہو تو سونے سے پہلے اللہ کے لئے اس سے درگزر فرما لیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک روز ہم رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک انصاری صحابی جن کی ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، وہ بائیں ہاتھ میں جوتا تھامے آ نکلے۔

دوسرے روز پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہی فرمایا تو وہی صحابی نمودار ہوئے۔

تیسرے دن پھر اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے یہی بشارت سنائی تو کچھ ہی دیر میں وہی صحابی اسی کیفیت میں حاضرِ خدمت ہو گئے۔ کچھ دیر بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب: الامر بتغطیة الاناء وایکاء السقاء واغلاق الابواب

بعد ازاں جب وہ صحابی اس مجلس سے اٹھے تو (انہیں جانچنے کے لئے) سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے میرے والد سے میری کچھ اَن بَن ہو گئی ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین روز تک گھر نہیں آؤں گا اس لئے اگر تم اپنے ہاں مجھے ٹھہرا لو تو عنایت ہوگی...... وہ بولے: ٹھیک ہے آ جایئے!

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس طرح حضرت عبداللہ نے ان کے ہاں تین رات قیام کیا لیکن رات بھر وہ صحابی سوئے رہے کچھ عبادت نہ کی جب صبح قریب ہوئی تو انہوں نے کروٹ بدلی، اللہ کو یاد کرتے ہوئے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور نمازِ فجر کی تیاری میں لگ گئے۔ اس کے علاوہ بھی میں انہیں دیکھتا رہا جب بھی کوئی بات کرتے تو بھلے طریقے سے کرتے۔

کوئی خاص بات نہ دیکھ کر قریب تھا کہ میرے دل میں ان کی کچھ حقارت آ جائے تو میں نے ان سے سیدھی بات کہہ دی کہ میری اپنے والد صاحب سے کچھ ناراضگی نہیں درحقیقت میں نے صادق و امین آقا علیہ السلام سے مسلسل تین روز سنا کہ ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے تو آپ ہی وہاں آئے تھے۔ تب میں نے اس کا راز جاننے کے لئے آپ کے ہاں قیام کیا تا کہ میں بھی اپنے عمل میں اسے بجا لاؤں لیکن میں نے آپ کو کوئی غیر معمولی عمل کرتے نہیں دیکھا پایا پس آپ خود ہی بتا دیجئے کہ اس بشارت کے پانے کا سبب کیا ہے؟

وہ صحابی فرمانے لگے بس میرے اعمال کا مشاہدہ تم کر ہی چکے ہو...... میں اس کے سوا کچھ نہیں کرتا۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیے۔ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ انہوں نے پھر آواز دے کر کہا: سنیئے! میرا عمل تو وہی ہے جس کا تم مشاہدہ کر چکے ہو۔ ہاں اس کے علاوہ ایک بات اور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی کے بارے میں کچھ کینہ و بغض نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کو نعمت ملنے پر حسد کرتا ہوں۔

یہ بات سن کر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے: ہاں ہاں! بس معلوم ہو گیا یہی وہ بات ہے جس

کے سبب آپ کو بشارت حاصل ہوئی ہے آپ اسی عمل میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ❶

## لیٹنے سے پہلے آپ ﷺ اپنا بستر جھاڑتے ہیں:

اگر چہ آپ کا بستر سادگی اور وقار کے ساتھ ساتھ نہایت صاف ستھرا ہے لیکن اس کے باوجود آپ جب تشریف لاتے ہیں تو اپنے بستر کو جھاڑتے ضرور ہیں اور اپنی امت کو بھی یہی سبق دیتے ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

تم میں سے جب کوئی شخص اپنے بستر پر جائے تو اسے جھاڑ لیا کرے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے عدم موجودگی میں کیا چیز اس میں داخل ہوگئی ہے۔ ❷

## چند مخصوص آیات کی تلاوت کا پاکیزہ معمول:

سونے سے پہلے آپ قرآنِ کریم کی چند سورتیں کچھ مخصوص آیتیں اور چند دعائیہ کلمات پڑھ کر سوتے ہیں۔ ان آیات کے فوائد بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ کر سوتا ہے تو وہ اس کو ہر لحاظ سے کافی ہو جاتی ہیں۔ ❸

حدیث پاک میں ہے: سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لیا کرو صبح تک ایک فرشتہ تمہاری حفاظت پر مامور رہے گا اور شیطان تمہارے قریب نہ آسکے گا۔ ❹

رات کو جب آقا علیہ السلام اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھتے اور پھر اپنی ہتھیلیوں پر دم فرما کر سر سے لے کے پورے بدن پر پھیر لیتے جہاں تک ہاتھ آسانی سے پہنچ سکتا۔ آپ اپنے اس مبارک عمل کو تین بار دوہراتے تھے۔ ❺

---

❶ آداب النوم والاستیقاظ، لمحمد حسن یوسف، صفحہ: ۱۷۔ و۔ مسند احمد، رقم: ۱۲۶۳۳

❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: التعوذ والقراءۃ عند المنام

❸ ایضاً، کتاب فضائل القرآن، باب: فضل سورۃ البقرۃ

❹ ایضاً، باب: ما جاء فی فضل سورۃ البقرۃ وآیۃ الکرسی

❺ ایضاً، باب: فضل المعوّذات

## دائیں کروٹ پر سونے کا مبارک معمول:

رسولِ کریم ﷺ کا باقاعدہ سے یہ معمول تھا کہ آپ دائیں کروٹ پر سوتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت جب آپ اپنے بستر پر آتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے پھر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا

اے اللہ! میں تیرا نام لے کر ہی سوتا جاگتا ہوں۔ [1]

پھر رسولِ کریم ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات پڑھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ [2]

اے اللہ! جس روز تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا مجھے اپنے عذاب سے بچا لینا۔

## ایک نہایت خوب صورت دعا۔

اب آخر میں رسولِ کریم ﷺ نے اپنے پیارے رب سے دعا مانگی، اپنی جان اس کے سپرد کی، اپنے سارے امور اسی ذات کو تفویض کر کے آپ نے آنکھیں بند فرمائیں اور نیند کی آغوش میں چلے گئے۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِی اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِی اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ أَرْسَلْتَ [3]

یا اللہ!

❖ میں نے اپنی ذات کو تیرے سپرد کیا!

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: وضع الید الیمنیٰ تحت الخد الایمن

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب: مایقال عند النوم

[3] مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۷۷۸۲۔ یہ دعا الفاظ کی کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ دیگر کتب میں بھی موجود ہے۔

- میں نے اپنا رُخ تیری جانب متوجہ کرلیا!
- میں نے اپنا سب کام تجھی کو سونپ دیا!
- میں نے اپنی پیٹھ تیری جانب ٹیک لی! (یعنی تیرا آسرا لے لیا)
- میں تیری جانب رغبت رکھتا اور تجھ ہی سے ڈرتا ہوں!
- تیرے علاوہ نہ کوئی پناہ گاہ ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ!
- میں تیری کتاب پر ایمان لایا جسے خود تو نے نازل کیا ہے!
- اور تیرے نبی پر بھی ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔! (یعنی خود پر)

## آپ ﷺ اپنے حجرے میں آرام فرما رہے ہیں:

اب رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھیں بند فرمالیں اور آرام فرمانے لگے۔ رات اپنا سفر طے کر رہی ہے، ستاروں نے آسمان کو رونق بخشی ہوئی ہے، نسیمِ عطر بار کے پاکیزہ جھونکے آپ کے حجرے میں تازگی کا سماں پیدا کر رہے ہیں۔ پورا مدینہ خاموشی کے دبیز پردوں میں ڈھک گیا ہے، ہر طرف امن وسکون کا دور دورہ ہے، سبھی لوگ اپنے گھروں میں بے خطر آرام کر رہے ہیں۔

فرشتے قطار اندر قطار آسمانوں سے اُتر رہے ہیں رسولِ کریم ﷺ کی آنکھ لگی ہوئی ہے۔ بدن مبارک دن بھر کی سرگرمیوں کے باعث آرام کا متقاضی ہے آپ کی نیند بھی بے مثال نیند ہوتی ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔[1] آپ کا دل یادِ الٰہی سے کسی پل غافل نہیں ہوتا تھا...... دل، اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا ہو اور یادِ الٰہی سے کسی لحظہ غافل ہو جائے یہ بھلا کیسے ممکن ہے؟

گھر میں ترتیب کے ساتھ کچھ اشیاء رکھی ہوئی ہیں سلیقے اور متانت کی گہری چھاپ جن پر نمایاں ہے۔ ریان نامی آپ ﷺ کا پیالہ بھی قریب ہی رکھا ہوا ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب: قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ

[2] سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد، ٣٦١/٧

اُدھر ایک قینچی رکھی ہوئی ہے جس کا نام جامع ہے (گویا کہ اس کا کاٹنا ضرورت کے لئے ہے لیکن آپ چونکہ جوڑنا پسند فرماتے تھے۔ شکستہ دلوں کو باہم جوڑنے اور مخلوق کو رب تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے آپ آئے تھے اور انبیاء کا کام ہی جوڑنا ہوتا ہے نہ کہ توڑنا تو شاید اسی نسبت سے آپ ﷺ نے قینچی کا نام بھی قاطع نہیں بلکہ جامع رکھا ہوا تھا۔) ساتھ ہی ''صاع'' اور ''مُد'' ناپ تول کے پیمانے رکھے ہوئے ہیں۔ [1] ایک طرف کچھ تیر پڑے ہیں، ساتھ ہی سُداس نامی کمان رکھی ہوئی ہے اور ذرا ادھر وہ ماثور تلوار لٹک رہی ہے جو کہ ہجرت کے وقت سے آپ کے ساتھ تھی۔ [2]

- حجرۂ اطہر میں مکمل خاموشی ہے
- چاند کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے کے اندر آ رہی ہے۔
- اندر کا ماحول نہایت پُرسکون اور قابلِ رشک حد تک پاکیزگی میں ڈھلا ہوا ہے
- ایک عجیب سے خوشبو ہے جس سے سارا ماحول معطر ہوا جا رہا ہے
- یہ کوئی دنیا کی مشک وعنبر جیسی خوشبو نہیں
- بلکہ یہ بے مثال خوشبو رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ پسینے کی محسوس ہوتی ہے۔
- نورانی ملائکہ درودوں کی ڈالیاں اور
- سلاموں کے گلاب لے کر آسمان سے اتر رہے ہیں
- اور بڑے ادب سے حضرت محمد ﷺ پر نثار کر رہے ہیں۔

❁❁❁❁

امیدوارِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

ابوطلحہ

0300 60 77 954

[1] سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خير العباد، ٣٦١/٧

[2] سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خير العباد، ٣٦٢/٧-٣٦٣

# مراجع ومصادر


❀ المبسوط۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ

❀ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ ابو محمد عبدالملک بن ہشام البصری رحمۃ اللہ علیہ

❀ الجمع بین الصحیحین البخاری ومسلم۔ محمد بن فتوح الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ

❀ صحیح کنوز السنۃ النبویہ۔ بارع عرفان توفیق

❀ الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ۔ ابو محمد عبدالحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

❀ المعجم الکبیر۔ سلمان بن احمد بن ایوب ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ

❀ شعب الایمان۔ احمد بن الحسین ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

❀ الکسب۔ محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ

❀ المستدرک علیٰ الصحیحین۔ محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ الحاکم نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ

❀ الجامع الصحیح المسمیٰ صحیح مسلم۔ مسلم بن الحجاج ابوالحسن نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ

❀ سنن النسائی الکبریٰ۔ احمد بن شعیب ابو عبدالرحمٰن النسائی رحمۃ اللہ علیہ

❀ موطأ امام مالک۔ امام مالک بن انس ابو عبداللہ الاصبحی رحمۃ اللہ علیہ

❀ التعلیق الممجد لموطأ امام محمد۔ شرح علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

❀ ردالمختار علیٰ الدر المختار: ابن عابدین، محمد امین بن عمر رحمۃ اللہ علیہ

❀ سلسلہ آداب الاسلامیہ۔ محمد صالح المنجد رحمۃ اللہ علیہ

❀ شرح مسند ابی حنیفہ۔ الشیخ ملا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

❀ شرح ریاض الصالحین۔ محمد بن صالح بن العثیمین رحمۃ اللہ علیہ

❀ عمل الیوم واللیلۃ۔ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری المعروف بابن السنی رحمۃ اللہ علیہ
❀ سنن ترمذی۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
❀ مسند ابی عوانہ۔ امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ
❀ تفسیر البحر المحیط۔ ابوحیان محمد بن یوسف النحوی الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ
❀ تفسیر البحر المدید۔ ابن عجیبہ، رحمۃ اللہ علیہ
❀ سنن البیہقی الکبریٰ۔ احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ
❀ مسند ابوموسیٰ الطیالسی۔ سلیمان بن داؤد ابوداؤد الفارسی البصری الطیالیسی رحمۃ اللہ علیہ
❀ حاشیۃ السندی علیٰ ابن ماجہ۔ محمد بن عبدالهادی السندی رحمۃ اللہ علیہ
❀ الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علیٰ مذہب الامام احمد بن حنبل۔ علاؤالدین دمشقی
❀ الشمائل الشریفہ۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
❀ مسند احمد۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
❀ سنن ابوداؤد۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث ازدی السجستانی رحمۃ اللہ علیہ
❀ سنن ابن ماجہ۔ ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی رحمۃ اللہ علیہ
❀ الشمائل۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
❀ الانوار فی شمائل النبی المختار۔ محی السنہ الحسین بن مسعود البغوی رحمۃ اللہ علیہ
❀ قاعدۃ تتضمن ذکر ملابس النبی وسلاحہ ودوابہ۔ تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
❀ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد۔ محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ
❀ مع المصطفیٰ ﷺ۔ الدکتورۃ عائشہ عبدالرحمٰن۔ بنت الشاطئ
❀ المسند الجامع۔ ابوالفضل السید ابوالمعاطی النوری
❀ المنتخب مسند عبد بن حمید۔ عبد بن حمید بن نصر ابومحمد الکسی
❀ اکرام الضیف۔ ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی
❀ الاحادیث المختارہ۔ الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی المعروف بالضیاء المقدسی

- معرفۃ الصحابہ لأبی نعیم۔ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی
- صور من حیاۃ الصحابہ۔ الدکتور عبدالرحمٰن رافت الباشا
- فیض القدیر شرح جامع صغیر من احادیث البشیر والنذیر۔ علامہ عبدالرؤف المناوی
- الادب المفرد۔ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
- السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین والمامون۔ الشیخ علی بن برہان الدین الحلبی رحمۃ اللہ علیہ
- حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء۔ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
- اخلاق النبی ﷺ وآدابہ۔ عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
- سیر اعلام النبلاء۔ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی رحمۃ اللہ علیہ
- فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
- آداب النوم والاستیقاظ۔ محمد حسن یوسف۔ مکتبۃ التوحید
- تفسیر القرآن العظیم۔ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ
- سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد۔ محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ
- مسند ابی یعلیٰ۔ احمد بن علی بن المثنیٰ بن ابویعلیٰ الموصلی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ
- صحیح ابن حبان۔ محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التمیمی ابوحاتم الدارمی رحمۃ اللہ علیہ
- مصنف عبدالرزاق۔ ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ
- کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔ علی بن حسام الدین المتقی الہندی رحمۃ اللہ علیہ
- المکتبۃ الشاملۃ،

# مصنف کی دیگر کتب

اولیاء اللہ کے اصلاحی واقعات

سنہری کرنیں

ہر واقعہ بے مثال

بچوں کی دانائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت

اور اُن کی تعلیم و تربیت

خوشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲۵ وصیتیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲۵ مسکراہٹیں

غربت کا خاتمہ

امن کا سویرا
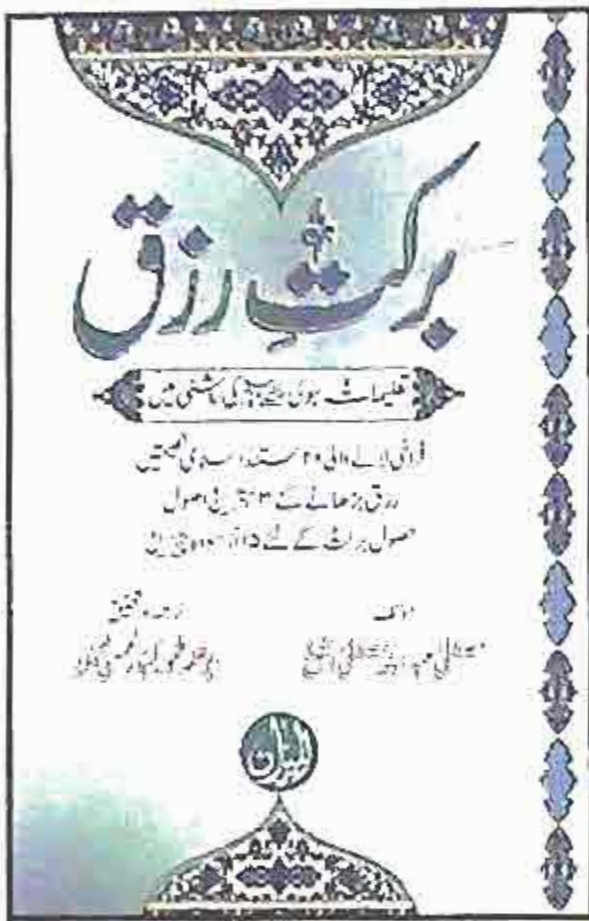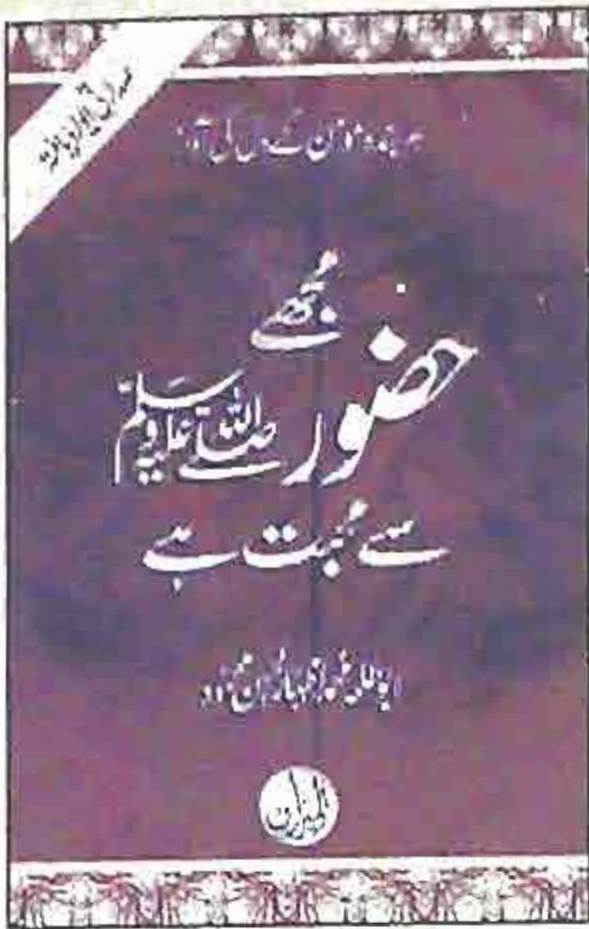
الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور پاکستان

Ph.:042-37122981, 37212762

E-mail: al.mezaan@gmail.com

URL: www.almezaanpublishers.com

نزد مرکزی جامع مسجد، بلاک نمبر ا جوہر آباد (ضلع خوشاب)

Ph.: 0454-722954 Mob.: 0300-6077954